إن في ذلك لآية لقوم يفقهون

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب مستطاب متضمن مسائل ضروریہ فقہ شریعہ مولفہ رشادت مآب
افاضت انتساب سر آمد علمائے دینستان برگزیدہ عالم و عالمیان جناب حکیم مولوی اشرف خان صاحب
دام ظلہ الرحمن خلف اصدق مولانا مولوی خادم حسین خان سکنہ اللہ فی بحبوحۃ الجنان جسکو
جناب مولف صاحب نے بصحت تمام کتب صحیحہ مستندہ فقہ مثل طحطاوی اور در مختار اور شامی
سے بارہ برس کامل مین نہایت تحقیق اور تدقیق سے اردو زبان مین مستنبط کرکے

اشرف المسائل | عرف | جواہر اشرفی

۱۳۰۱ھ

نام رکھا

پھر جناب مجمع فضائل صوری و معنوی نے باین ہمہ صحت کرنے بہ اولی بنظر مزید احتیاط اپنے
اوستاد فضیلت و حقیقت پناہ طریقت دستگاہ مشہور نزدیک و دور افادت و افاضت
مشہور جناب مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب ادام اللہ ظلہ بحرمت النون والصاد و النور
ساکن مچھلی شہر کے ملاحظہ سے استصلاحًا گذرانا اور دو مرتبہ مطبع علوی میں
طبع ہوئی اب بار ثالث بعد نظر ثانی و حسب اجازت جناب مصنف ممدوح

مطبع منشی نولکشور مین چھپی

فہرست مضامین اشرف المسائل موسومہ جواہر اشرفی

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَفْقَهُونَ

کتاب نادر البیان از تصانیف بندۂ فضلائے دوران مولوی محمد اشرف خان صاحب اسمٰعیل الطیبی

اشرف المسائل

معروف

بجواہر اشرف

ملخص مترجم از کتب معتبرہ معتمدۂ فقہ حنفیہ مثل درمختار و شامی و طحطاوی حسب فرمائش مصنف

در مطبع منشی نولکشور حلیۂ طبع پوشید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی سیدنا محمد النبی الامی وآلہ وبارک وسلم تسلیما

امابعد حمد ونعت کے مولوی علی اشرف خان کا بیٹا نبی اشرف عرض کرتا ہے
کہ جو مسائل دین مومنین کو سیکھنا ضرور ہے حضرت والد مرحوم قبلہ نے درمختار اور ردالمحتار
اور طحطاوی وغیرہ کتب فقہ سے استنباط صحیح فرما کے ایک رسالہ عبارت میں کم مدلل
میں یا وہ عربی زبان میں تالیف فرمایا تھا اب ہم لوگوں کی غرض قبول فرما کے اردو میں
ترجمہ کیا تا وقت تحصیل کی ہو اللہ تعالی اسکا اجر کرامت فرمادے کتاب الایمان
اللہ جل وعلا کی جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو احکام پہونچائے
اسے تسلیم کرکے فرمانبرداری کے ساتھ جو شخص اسکی تصدیق کرے اگر کوئی
عذر نہو تو اسکا اقرار زبان سے بھی کرے وہ مومن ہے اور اعمال جزو ایمان نہیں
اور اصل ایمان نہ زیادہ نہ کم ہوتا ہے اور جب ایمان لایا تو اپنے تئین مومن سمجھا کے
مگر انشاء اللہ تعالی کے ساتھ نہ کہے اگرچہ برکت کے لیے ہو کیونکہ اسمین شبہہ

نکلتا ہو اور جان کنی کی حالت مین ایمان مقبول نہین اور توبہ مقبول ہوتی ہی اور حقیقت
سب چیزون کی ثابت ہی فقط وہم وخیال نہین اور عالم حادث یعنی نوپیدا ہی
اور وہ ایک دن سب نیست ہوجائیگا اور اُسکا بنانیوالا اللہ جل وعلا قدیم اور
یکتا اور زندہ اور دانا اور قدرت والا اور مختار ہی اور بے وساطت کان اور آنکھ
اور زبان کے سُننے والا اور دیکھنے والا اور کلام کرنیوالا ہی اور کلام اللہ کے دو معنے
ہین ایک تو وہ جو صفت اللہ تعالی کی ہی مثلاً کلیم یعنی کلام کرنیوالا ہونا وہ ازلی
یعنی ہمیشہ سے ہی آواز اور حرف کی جنس سے نہین اور دوسرے یہ الفاظ جو پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے ہین اور مصحفون مین لکھے جاتے ہین اور دلون مین
محفوظ رہتے ہین اور زبان سے پڑھے جاتے ہین اور کانون سے سُنے جاتے ہین
اُسکو بھی کلام اللہ کہتے ہین یہ الفاظ مخلوق ہین اللہ تعالی نے بلا واسطہ بشر کے
اُنکو پیدا کیا اور مثل اُسکی ذات کے صفتین اُسکی قدیم اور باقی ہین اور وہ ذات
پاک خدا محل حوادث نہین اور پروردگار عالم نہ جسم ہی اور نہ جوہر اور نہ عرض اور
نہ صورت رکھتا ہی اور نہ مرکب ہی اور نہ معدود ہی کہ اُسکو گن سکے اور نہ محدود کہ
کہ حد ونہایت رکھتا ہو اور نہ خاص کسی مکان مین اور نہ خاص کسی زمانہ مین ہی
اور کوئی اُسکا ذات وصفات مین مثل ومانند نہین اور نہ کوئی اُسکا ضد اور
نقیض ہی اور نہ کوئی پشت پناہ ومددگار ہی اور اپنے غیر کے ساتھ ملکر ایک نہین
ہوسکتا اور کسی مین حلول نہین کرتا اور سب کمال کی صفتین اُسکی ذات پاک
مین موجود ہین اور وہ پاک ہی سب بُری علامتون سے اور زوال سے اور
ان صفتون سے تعریف اُس تعالی کی صرف معرفت کے لیے ہی والا وہ بیچون

دیکھیں تو کسی صفت کے ساتھ ہو مقرر ہونے سے منزہ ہے اور اللہ تعالیٰ ہر جا ہے مثل
اُس الف کے جسکا مرکز ہر جا ہے ہے لیکن جسکا محیط کسی جا ہے میں نہیں اور مومنین
کی نہیں آنکھ ونکو خدا قدرت دیگا کہ بہشت میں اللہ جل علا کو یقیناً دیکھینگے بے علاقہ
مکان سے اور بے علاقہ کسی جہت اور طرف کے اور بے دوری اور نزدیکی کے
حاصل یہ کہ اُسکے دیدار کی کیفیت اور حال معلوم نہیں اور پیدا کرنیوالا سب چیزوں کا
اور تدبیر کرنیوالا سب کاموں کا اور اندازہ کرنیوالا سب چیزوں کا اور جاننے والا
سب جزو کل کا ہے اور اُسپر کوئی چیز واجب نہیں اور اُسکے کاموں میں اُسکی کوئی
غرض نہیں اور زمانہ فترت وہ ہے جو درمیان دو نبی کے واقع ہوا اور آثار اور احکام
شریعت نبی سابق کے باقی نرہیں پس جو لوگ زمانہ مذکور میں مریں یا ایسی جگہ میں
کہ انھیں دعوت نہ پہونچے کہ یہ فعل حسن باعث ثواب کا ہے اور یہ فعل قبیح سبب
عقاب کا اور عقل کو اُسمیں دخل نہیں وہ اہل نجات سے ہیں جیسا کہ آیۂ کریمہ سے
ظاہر ہے (وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا) پس اشاعرہ کہتے ہیں کہ جو کوئی قبل پہونچنے
دعوت کے مرگئے وہ ناجی ہے اور ماتریدیہ کہتے ہیں کہ جو شخص قبل مدت تامل کے مرے
اور معتقد نہو ایمان اور کفر کا وہ ناجی ہے بخلاف معتقد کفر کے اور اُسکے جو مرے
بعد مدت تامل کے اور معتقد نہو کسی شے کا — اور مدت تامل کی بسبب تفاوت عقل کے
مختلف ہے چنانچہ کم مدت اوسکی بعد عقل اور بلوغ کے پچیس برس کی عمر تک ہے
اور بعض نے کہا کہ چالیس برس تک — اور امام اعظم رح کا قول ہے کہ بعد بعثت کے
خالق سے جاہل مرنیوالے کے لیے کچھ عذر نہیں لیکن جو معتقد کفر کا ہو کر نہ مرے
اور جو شرک پر مرے قبل بعثت سے وہ ناری ہے اور جو شرک اور توحید دونوں سے

غافل رہا اسمین اختلاف ہی اور جسنے اپنی عقل سے ہدایت پائی اسکی نجات مین خلاف
نہین لیس بنابر اسکے کرم الہی سے امید ہی کہ ہون والدین شریفین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ان دو قسمون سے — قرۃ العیون حصہ اول جلد اول ابوین شریفین کے
بیان مین اور خدائے تعالی کے بیشمار فرشتے ہین انمین سے جبرائیل اور میکائیل
اور اسرافیل اور عزرائیل معزز ہین اور ہر ایک کو انمین سے خدا کی درگاہ پاک مین
ایک جگہ ہین اور جناب قرب معرفت مین ایک مقام معلوم اور مرتبہ خاص ہی کہ
اس سے تجاوز نہین کرتے اور وہ خدا کے حکمون کی نافرمانی نہین کرتے اور
جس بات کا انکو حکم ہوتا ہی فوراً بے کم و کاست بجا لاتے ہین اور اللہ جل و علا کی
کتابین اور صحیفے ہین جو اپنے بعض پیغمبرون پر اتارین اور انھین مین سے توریت
اور زبور اور انجیل اور فرقان حمید ہی اور خیر اور شر کا پیدا کرنیوالا اللہ تعالی ہی
لیکن اسنے بندے کو بے مختار محض کیے ہوئے اختیار بھی دیا ہی پس اگر وہ خیر مین جمع
کریگا تو خیر پیدا ہو جاویگا اور اگر شر مین جمع کریگا تو شر پیدا ہو جاویگا اور یہ
اپنی استطاعت اور اختیار کی جہت سے خیر پر ثواب اور شر پر عذاب پاویگا
اور عذاب قبر کا فرون اور بدکارون کے لیے اور تسکین عابدون اور مطیعون کے لیے
ہین اور منکر و نکیر کا سوال اور بعد مرنے کے قبرون سے مردون کا زندہ ہو کے
اٹھنا اور عملون کا تولا جانا حق ہی تا مقدار نیکی اور بدی کی بندون کو معلوم ہو
اور نامہ اعمال مسلمانون کو داہنے ہاتھ مین سامنے سے اور کافرون کو پشت کی
طرف سے بائین ہاتھ مین ملنا اور حساب ایک ایک ذرہ نیکی و بدی کا ہونا اور
حوض کوثر اور پل صراط اور شفاعت اور بہشت اور دوزخ حق ہی اور یہ دونون

پیدا کی گئی ہین اور اب موجود ہین اور باقی رہینگی اور بہشتی بہشت مین طرح طرح کی
نعمتون سے ہمیشہ خوش خرم رہینگے اور دوزخی دوزخ مین طرح طرح کے عذابون
معذب ہوا کرینگے اور قیامت کی سب شرطین اور آخرت کے احوال جنکی مخبر صادق
علیہ السلام نے خبر دی حق ہین چنانچہ اول نشانیون مین قیامت کے ہونا دہوئین کا پہر
نکلنا دجال کا پہر اترنا عیسیٰ کا پہر نکلنا یاجوج و ماجوج کا پہر نکلنا دابۃ الارض کا
پہر نکلنا آفتاب کا مغرب سے اور اُن سب نشانیون مذکور کے آخر مین ایک آگ کا
نکلنا جانب یمن سے کہ ہانکیگی وہ لوگون کو طرف زمین حشر کے پہر چھوڑ کر جانا
پہر سب چیزین قیام قیامت سے بہشت و دوزخ مین اہل ہر ایک کی جنکی خبر
دی گئی ہے حق ہین شمار مین کبیرہ گناہ کے روایات مختلف آئی ہین ابن عمر سے
مروی ہے کہ وہ نو ہین شرک کرنا ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور قتل بیگناہ کو اور تہمت
زنا کی پاک دامن عورت کو اور زنا اور بہاگنا جہاد کفار سے اور جادو اور کھانا مال
یتیم کا اور نافرمانی والدین مومن کی اور بیدینی کرنی حرم مین اور زیادہ کیا ابو ہریرہ
نے سود کھانا اور زیادہ کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چوری اور شراب پینی
اور کہا بعض نے کبیرہ وہ گناہ ہے کہ وعید بیان کی اُسپر شارع نے بخصوصہ اور کہا
بعض نے جو گناہ کہ آدمی مداومت کرے اُسپر وہ کبیرہ ہے اور جو گناہ کہ توبہ و استغفار کیجاے
اُس سے وہ صغیرہ ہے جیسا کہ شرح عقائد نسفی مین ہے اور سراج کی کتاب الشہادۃ
مین ہے کہ کبیرہ وہ ہے کہ جو حرام محض ہو اور مقرر کی گئی ہو اُسکے لیے ایک عقوبت خاص ساتھ
نص قطعی کے دنیا یا آخرت مین اور ایسے ہی اعانت اور مدد کرنا فجور اور معاصی پر
اور برانگیختہ کرنا اُسپر منجملہ کبائر کے ہے جیسا کہ ذخیرہ مین ہے اور سراج مین ہے

کہ دشنام دینا صحابہ کو کبیرہ ہی حصہ سوم جلد اول قرۃ العیون اور شرک کو اللہ تعالے
ہرگز نہ بخشیگا اگرچہ توبہ مرے اور سوائے شرک کے صغیرہ اور کبیرہ گناہ جسکو چاہیگا
بخشیگا اور ہو سکتا ہی کہ گناہ صغیرہ پر بھی عذاب کرے اور شرک کے معنی غیر خدا کو
شریک کرنا الوہیت مین یعنی جیسے کہ ذات پاک خدائے تعالی واجب الوجود ہی یعنے
ذات پاک اسکی اپنے وجود اور بقا مین محتاج غیر نہین ویسا ہی غیر خدا کو جاننا چنانچہ
مجوسی یزدان کو خالق خیر اور اہرمن نام شیطان کو خالق شر اور واجب الوجود
جانتے ہین یا غیر خدا کو مستحق عبادت کا جاننا جیسا کہ بت پرست بتون کو
جانتے ہین یا غیر خدا مین ثابت کرنا ان صفتون کا جو خدائے تعالی کے لیے
خاص ہین اور خدائے تعالی نے اپنے نبی اور پیغمبر جنس انسان سے اپنے بندون کے
پاس بھیجے خوشخبری اور ڈر سنانے والے اور بتانے والے دنیا و دین کے کام جنکے
وہ لوگ محتاج ہین اور خدائے تعالی نے نبی اور پیغمبرون کی اظہار دین مین مدد کی
ظاہر معجزون اور روشن نشانیون سے جو مفید یقین ہون اور سب پیغمبر خدا کے
حکم پہونچانے مین سچے ہین اور انبیاؤن سے صادر ہونا گناہ صغیرہ اور کبیرہ کا عمداً
قبل و بعد وحی کے ممنوع لیکن صادر ہونا خلاف اولی کا سہواً و ندرۃً قبل نبوت کے
جائز اور بعد نبوت کے ممنوع ہی اور تھا اللہ تعالی جامع کمالات
وجوبیہ کا اور نہ تھی اسکے ساتھ کوئی چیز چاہا کہ کمالات ربوبیت کے ظاہر کرے پس پہلے
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور اپنی قدرت کے نور سے پیدا کیا اور اس نور سے عالم کو
پیدا کیا اور کرتا ہی اور خالق اعظم جل و علا نے آدمی کو اشرف المخلوقات کیا حتی کہ
حدیث قدسی بلکہ آیہ قرآنی بھی اسی کی تائید کرتی ہی (فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا) یعنی

۵ رسالہ خلاصۃ العقائد مطبوعہ ... دہلی ... سنہ ... اس مسئلہ کی خوب تحقیق کی ہی دیکھو ۱۲ منہ

پیدائش اور شکل صورت اللہ کی ایسی ہے جیسا کہ پیدا کیا انسان کو اُس پیدائش پہ
اور محمد رسول اللہ صلعم کو مکہ سے مسجد اقصےٰ تک لیجانا اسرائی ہے اور یہ کتاب اللہ سے
ثابت ہے اسکا منکر کافر ہے اور وہانسے ملاء اعلیٰ کیطرف چڑھنے اور آسمان پر پہونچانے کا نام
معراج ہے اور یہ احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اسکا منکر مبتدع اور فاسق اور مخذول
یعنی خوار کیا گیا ہے اور اسی اسرا کو معراج اور معراج کو اسرا بھی کہتے ہین اور اسکے عجائب
اور غرائب احوال کا جزئیات اخبار آحاد سے ثابت ہے اسکا منکر جاہل اور محروم ہے
اور صحیح یہ کہ وجود اسری و معراج کا بیداری مین اسی جسم کے ساتھ تھا یہی متفق علیہ ہے
تو جمہور کا اور شب معراج مین اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی کیفیت مین اختلاف ہے
لیکن اکثر علماء متاخرین نے بعد جستجو کرنے احادیث کے اور غور کرنے اور سمجھنے
انکے دلائل اخبار کے اس معنی پر قرار دیا ہے کہ مانند بینائی آنکھ کے آنحضرت صلعم کے
دل مین قوت دیکھنے کی اللہ جل وعلا نے پیدا کی تا آنکھ ساتھ معاونت دل کے
اور دل ساتھ معاونت آنکھ کے دولت دیدار اُس تعالیٰ شانہ سے مشرف ہوئے
یہ مسئلہ معراج کا نواب صاحب کے حصہ اول جلد اول قرۃ العیون سے مختصر کر کے نقل کیا
اور رسول اللہ صلعم کے والدین کے ناجی ہونیکے ثبوت مین میرے والد ماجد قدس اللہ
تعالیٰ سرہ نے خصوص نواب صاحب قرۃ العیون مین وہ تحقیق کی کہ اسقدر کہی
ممکن نہین لیکن آخر مین جو تحقیق لکھی ہے اُسکا ملخص یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے والدین کے
حق مین گفتگو دراز ہے اور یہ مسئلہ ایسا نہین کہ جسکا جہل یعنی نہ معلوم ہونا مضر ہو
یا قبر مین یا وقت قیامت مین اُس سے باز پرس ہو پس اس گفتگو سے زبان کو
روکنا بہتر ہے اور چاہا یا اصحابہ کہ خلفا و جانشین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ

وعلیہم کے ہیں سب سے اصحاب سے افضل ہیں اور ان حضرات چاریں ثواب عند اللہ بزرگی
دینی حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضرت ختنین شریفین
حقیقی ہیں یعنی دونوں داماد آنحضرت کے حضرت کامل الحیاء والایمان عثمان ابن عفان
اور اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں اور علماء
متاخرین کا مذہب یہ ہے کہ ان حضرات میں سے بعض مختلف امور میں بعض سے افضل ہیں
اور ہم کو چاہیے کہ ذکر صحابہ کا خیر کے ساتھ کریں اور اصحابوں کے آپس میں جھگڑے کی
باتیں جو ہوئی ہیں انکو اپنے نفس پر قیاس نہ کریں ع کار پاکان را قیاس از خود مگیر
در نوشتن گرچہ ماند شیر و شیر ٭ آن یکے باشد کہ مردم میخورد ٭ وان دگر باشد
کہ مردم را خورد ٭ اور اس قصہ کا مکتوب میں لکھنا درست نہیں ہے اور اولیا کی کرامت
حق ہے اور کوئی ولی نبی کے مرتبہ کو نہیں پہنچا اور کوئی بندہ اس مرتبے کو نہیں
پہونچا کہ اس سے احکام دینی اور شرعی تکلیفیں ساقط ہو جائیں اور نصوص قرآن و
حدیث کا ظاہر پر محمول ہونا ضرور ہے اور اس سے عدول کرنا اور کہنا کہ ظاہر اسکا
مراد نہیں کفر و الحاد ہے اور زندوں کی دعائیں مُردوں کے لیے اور صدقہ دینے سے
مردوں کی طرف سے مردوں کو نفع پہونچتا ہے اور خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے قبول
کرنے والا دعاؤں کا اور بر لانے والا حاجتوں کا ہے اور ہر نیک و بد کے پیچھے نماز
جائز ہے اور اعتقاد کرنا چاہیے جواز مسح موزہ کا اور افطار صوم میں تعجیل کرنے کا
اور حرام لعینہ کو حلال اور حلال لعینہ کو حرام جاننا کفر ہے اگر اسکی حرمت اور اسکی
حلت دلیل قطعی سے ثابت ہو اور کاہن اور منجم کو سچا جاننا اور خدا کی رحمت سے
ناامید ہونا اور خدا کے عذاب سے بے خوف ہونا کفر ہے اور کفر چار طرح پر ہے ایک کفر انکار وہ ہے

کہ اللہ تعالی کو دل سے نہ پہچانے اور نہ اقرار کرے جیسے فرقہ دہریہ دوسرے کفر جحود وہ ہے
کہ خدا تعالی کو دل سے پہچانے مگر اقرار زبان سے نکرے جیسے ابلیس علیہ اللعنۃ اور کفر
نفاق وہ ہے کہ خدا تعالی کو دل سے پہچانے اور زبان سے اقرار کرے لیکن فرمانبرداری
نکرے روضۃ الاحباب اور طریقہ محمدیہ اور فتوحات آلہیہ مین ہے اُسکا خلاصہ یہ ہے
کہ کفر کے معنی ایمان نہ لانا اُس کسی کا کہ شان اُسکی سے ہے ایمان لانا جن یا انسان
اور وہ تین قسم ہے کفر جہلی کہ پیدا ہوتا ہے جہل سے ساتھ حق جل و علا کے دوسرے جحودی
اور عنادی یعنی دیدہ و دانستہ انکار کرنا اور حق کو دل سے پہچاننے کے بسبب عناد کے
زبان سے اُسکا منکر ہونا جیسے کفر فرعون اور اُسکی قوم اور ابو جہل کا اور سبب اُنکا
استکبار ہے اور ڈر ہے ریاست نہ ملنے کا مثل کفر ہرقل کے اور مذمت و عار کا تیسرا
کفر حکمی وہ کہ جسکو مقرر کیا ہے شرع نے علامت تکذیب کی مانند ہلکا سمجھنے اُس
چیز کے کہ واجب ہے اُسکی تعظیم کرنی حصہ اول جلد اول قرۃ العیون بیان اقسام
کفر اور ایمان درمیان بیم و امید کے ہے مقدمہ مجتہد جو قرآن اور حدیث مین
اپنی فکر اور رائے سے اجتہاد کر کے مسئلہ نکالتا ہے حق و صواب کرتا ہے اور کبھی
خطا بھی کرتا ہے اور اُس خطا مین وہ معذور ہے اور غیر مجتہد کو تابع ہونا مطلق مجتہد
عدل کا عام اس سے کہ معین ہو یا غیر معین فرض ہے اور تابع ہونا مجتہد عدل معین کا
واجب ہے اور بعض مستحب کہتے ہین تو موافقت ان دونون مین اسطور پر ہے کہ جو شخص
عالم علم حدیث کا چارون مذاہب کے ماخذ اور اصول مین واقف ہو کلام اللہ کی
آیات منسوخہ و غیر منسوخہ اور معانی مین اُنکے بخوبی مطلع ہو اور معرفت ضعف و صحت
[illegible] احادیث اُسکو

مستحضر ہوں اکثر کتابیں احادیث کی اُسکے مطالعہ سے گذری ہوں اُسکو تقلید
مذہب معین کی کرنی مستحب ہے اور جس شخص میں ایسے شرائط متحقق نہوں اُسکے
حق میں تقلید واجب ہے اور اجماع ہے اہل سنت وجماعت کا اسپر کہ صرف چار ائمہ کے
مذاہب کی تقلید کرے کہ ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی اور احمد بن حنبل ہیں جنہوں نے
مقرر کیے قواعد اصول مسائل میں کے اور وضع کیے مسائل اپنے اپنے موضع
اور موقع پر اور نہیں پایا گیا مثل اُسکے اور دن کے مذہب میں اتنک بسبب
نہونے مقلدین اُنکے کے اور ہمارے ائمہ یعنی امام اعظم اور اُنکے اصحاب جب متفق ہو گئے
اُس روایت میں جو ظاہر الروایۃ ہے مفتی اُسکا فتوی دے یقیناً اور جس میں ہمارے
ائمہ مختلف ہیں تو اُس قول کی پیروی ہم لوگوں پر لازم ہے جسکو ترجیح دینے والے
اور تصحیح کرنے والے علما نے ترجیح دی ہو یا تصحیح کی ہو اُن علامات سے جو کتب فقہ
میں مذکور ہیں اور اگر اصلاً ترجیح نہوئی یا ترجیح میں اختلاف ہوا یا تمیز کرنیوالے کے
طرف رجوع کرنا دشوار ہو مثلاً وہ شہر بعید میں ہے تو مضبوط اور محکم ترتیب یہ ہے کہ
فتوی دیا جائے امام اعظم کے قول پر پھر اگر امام کا قول نہو تو امام ابو یوسف
پھر امام محمد پھر زفر اور حسن بن زیاد کے قول پر فتوی دیا جائے اور حکم تلفیق یعنی
ملا جلا چند مذاہب سے ایک حکم مرکب کرنا بالاجماع باطل ہے مثلاً وضو میں سر کے ایک
بال کا مسح کیا بموجب مذہب شافعی کے پھر مقتدی ہو کر نماز پڑھی فاتحہ چھوڑ کے
بموجب مذہب حنفی کے پس شافعی مذہب پر نماز نہوئی اسلیے کہ اُسکے نزدیک
فاتحہ پڑھنا فرض تھا سو ترک کیا اور حنفی مذہب پر نماز نہوئی اسلیے کہ اُسکے
نزدیک چوتھائی سر کا مسح فرض تھا اُسے ترک کیا اور حالت ضرورت میں خروج کے

مخالف امام کی تقلید کرنی جائز ہے اور حنفی کو حالت ضرورت مین مثلاً شافعی کی
تقلید کرنی ایک مسئلہ خاص مین عبارت ہے شافعی کے قول پر عمل کرنے سے
باوجود باقی رہنے کے اپنے امام کی متابعت پر اُس مسئلہ مین اور باقی رہنا اپنے
مذہب پر کا یہ مطلب ہے کہ اگر زمانہ آئندہ مین ویسی صورت جسپر عمل کر چکا ہے پیش آویگی
تو اپنے امام کے مذہب پر عمل کریگا اور جب حنفی مثلاً شافعی کی تقلید کرے
مسئلہ خاص مین تو اُس مسئلہ کے جمیع متعلقات مین مذہب شافعی کی رعایت کرے
تاکہ تلفیق باطل لازم نہ آوے اور حقیقت مذہب سے نکلنے کی ظاہر ہوتی ہے اُس مسئلہ
خاص مین جسمین پیروی اور عمل کر چکا ہو اور یہ نکل جانا بھی بعد عمل کر لینے کے ایک
مذہب سے جب برا ہے کہ بہ نیت اہانت یا واسطے کسی کی حق تلفی کے یا بطور لہو کے ہو
اور اگر واسطے احتیاط کے یا کسی ضرورت کے ہو تو برا نہیں اور شامی مین ہے کہ اگر کوئی
کوشش اور تحقیق کرکے اپنے مذہب سے نکلا تو اجر پاویگا لیکن یہ حکم تو محقق و اہل علم
و نظر کے لیے ہے اور عوام الناس کا شیوہ تو یہی ہے کہ مفتی دیندار سے پوچھ کے بہ نیت
اتباع رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کے عمل کرتا رہے اور ایک مذہب جاری
نہین ہوتا تمام حدیثون شرح کو شامی مین قول شیخ ابن ہمام رح کا ہے کہ بنا برین
جب فتوی پوچھا دو مجتہدون سے اور انھون نے مختلف بتلایا تو اولی یہ ہے کہ عمل
کرے اُسپر جسپر اُسکا دل میل کرے اور اگر بدون میل کے عمل کرے تو بھی جائز ہے
کیونکہ اُسکا میل اور بے میل برابر ہے اور معالم التنزیل مین آیہ آئندہ کی تفسیر کا
خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت صلعم آیہ اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ
الخ تلاوت فرما چکے عدی بن حاتم نے عرض کی کہ احبار یعنی مولویون اور رہبان

یعنی مشایخ اور درویشون کو جیسے رب نہین پکڑا تھا آپ صلعم نے فرمایا کہ وہ اپنے
حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہین کر لیتے تھے اور تم اسکو تحقیق نہین مان لیتے تھے
ہین جب نے عرض کی یون ہی ہے فرمایا یہی ہے عبادت انکی بس قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ کی
تفسیر مظہری کا خلاصہ یہ ہے کہ جب معلوم ہوجاوے حدیث مرفوع نبی صلعم سے
بشرطیکہ نہ معارض ہو اسکو کوئی حدیث اور نہ وہ منسوخ ہو اور فتوی کسی امام کا
خلاف اسکے ہو جو قیاس سے کیا ہو نہ حدیث پر تمسک کرکے تو وہین عمل حدیث پر
تو اسوقت واجب ہے عمل کرنا اُس حدیث ثابت پر تاکہ نہ لازم ہوجاوے رب ٹھہرانا
بعض کا بعض کو سوا اللہ تعالی کے اور تقلید مذہب کی اسکو نافع ہوگی نہ ٹوٹیگی
اور اگر وہ حدیث ان شرطون کے خلاف ہوگی تو امام کے قول کو ترک کرنے اور اُس
حدیث پر عمل کرنے سے لازم ہوگا عمل خلاف اجماع کے الخ صفحہ پنجم جلد اول قرۃ العیون
وقعات سال نہم پادشاہون وعلماے سونحہ الخ اور یہی حاصل شامی کا مقدمہ مین بھی ہے
اور سفر السعادت کی شرح شیخ مین لکھا ہے کہ اصحاب امام ابی حنیفہ رح کے سب متفق ہین
اس بات پر کہ کسی کے بے دلیل قول کے مخالف حدیث گو ضعیف ہو اولے ہے
اور یہ سب مسائل شامی کے مقدمہ مین ہین اور فقہ دریافت کرنا اور علم ہے لیکن لفظ فقہ
مخصوص ہے ساتھ علم معرفت احکام شریعت کے اور اصول فقہ کتاب اور سنت
اور اجماع اور قیاس ہے اور اجماع کے معنے لغت مین عزم کے ہین اور ایک سے بھی
ہوسکتا ہے اور اسکے معنی اتفاق کے بھی ہین اور یہ متصور نہین ہے مگر دو یا زیادہ سے
اور شریعت مین اجماع کہتے ہین مجتہدین اس امت کے اتفاق کو دین کے ایک یا کئی
کامون پر اعتقادی ہو یا قولی یا فعلی یا جبکہ مطابق ہوجاوین بعضے اعتقاد پر اور بعضے

قول یا عمل پر ایسے قول یا فعل کہ دلالت کرتے ہوں اعتقاد پر اور اگر مجتہدین مقلد ہین
تو اجماع مین شرط ہی مجتمع ہونا سبکا اور مخالف ہونا ایک کا مانند مخالف ہونے اکثر کے ہے
اور اہل اجماع وہ ہین کہ ہر ایک اُنمین کا مجتہد صالح اور نہو اُسمین خواہش نفس اور
فسق یعنی ترک امر حق اور ارتکاب بد کرنا الخ ملخصاً مینار حصہ اول جلد اول قرۃ العیون
بیان ولادت صلعم اور فرض وہ ہی جسکا ثبوت اور ثبوت کی مراد قطعی یعنی بے شبہہ ہو
منکر اُسکا کافر ہے اور قبول کرنے کے بعد اُسکا ترک نا مفسد عمل ہے اور جائز نہین اور
حرام ہے دنیا مین اور عذاب ہے عقبی مین قطعاً و یقیناً مگر اپنے کرم سے خدا تعالی
اگر چاہے تو بخشدے اور واجب وہ ہی جسکا ثبوت قطعی مگر مراد ظنی یعنی گمان سے ہو
یا جسکا ثبوت ظنی اور مراد قطعی ہو یا جس فعل پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
مواظبت کی ہو اور حکم وجوب کا منکر کافر ہے اگر ضروریات دین سے ہو اور خبر مشہور سے
ثابت ہو ورنہ فاسق اور گمراہ ہے اور اعتقاد اور قبول کرنیکے بعد اُسکا ترک کرنا مفسد
عمل نہین لیکن مکروہ تحریمی ہے دنیا مین اور ظن غالب ہے کہ عذاب ہو عقبی مین اگر
سہو اً ترک ہوا ہو تو سجدہ سہو واجب ہے اور اگر قوی ہو دلیل ظنی حتی کہ قریب قطعی کے
ہو جائے تو اُسے فرض عملی کہتے ہین یا اُسپر عمل کرنا فرض ہے اعتقاد فرض نہین
اور بسبب ظنی ہونے دلیل کے واجب کہتے ہین پس واجب فرض عملی کو بھی شامل ہے
اور فرض عملی واجب کی دونون قسمون سے قوی تر اور فرض کی دونون قسمون سے
ضعیف تر ہے اور اُسکے فوت ہو جانے سے عمل کی صحت فوت ہو جاتی ہے اور مثل واجب کے
اُسکا منکر بھی فاسق ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یا آپکے بعد خلفاء
راشدین نے جس فعل پر مواظبت کی اور گاہے بے عذر ترک بھی کیا وہ سنت ہے

اور وہ دو طرح پر ہے ایک سنت ہدیٰ جسکو قبول کرنیکے بعد عمداً ترک کرنے سے ثواب
مین نقصان اور اساءت یعنی برا کرنیکا موجب ہے اور اساءت مین ملامت مکروہ
تحریمی سے کم اور تنزیہی سے زیادہ ہے ایسا شخص تادیب کیا جاوے اور ملامت کا مستحق
ہوگا آخرت مین اور بر سبیل اصرار کے بے عذر اسکے ترک کی عادت کرنی مکروہ تحریمی
اور ایسا ترک کرنے والا گنہگار ہے اسے قتل کرنا چاہیے اور قسم دوم سنت زائدہ
اسکا ترک موجب گنہگاری اور کراہت نہین مثلاً سیرتین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
لباس و نشست و برخاست مین اور نفل اور تطوع اور مستحب اور مندوب وہ
فعل ہے جسپر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مواظبت نکی ہو یا کسی فعل کی رغبت
دلائی ہو اور اسکے بعد اسے خود کیا ہو یا جسکو سلف نے پسند کیا ہو اور ایسا
مستحب کا کبھی سنت غیر موکدہ پر آتا ہے منکر اسکا نہ کافر ہے نہ فاسق نہ مبتدع ترک
نہ گنہگار اور ترک اسکا خلاف اولی ہے اور ترک کرنیوالا ثواب سے محروم اور کرنیوالا
ثواب عظیم سے فیروزمند و منصور اور مسلمانیت مین مشہور اور مکروہات نماز
شامی مین لکھا ہے کہ خلاف اولی عام تر ہے پس کل مکروہ تنزیہی خلاف اولی ہے اور کل خلاف
اولی مکروہ تنزیہی نہین اور سنت زائدہ اور نفل از روے حکم کے ایک ہین یعنی ترک
دونون کا مکروہ نہین اور فرق یہ ہے کہ نفل عبادت ہے اس سبب سے کہ آپکا کوئی فعل
عبادت ہو خواہ عادت نیت اخلاص سے خالی نہ تھا اور سنت زائدہ عادت ہے یعنی
یہ معنی کہ آپنے انمین اسقدر کثرت کی کہ وہ بطور عادت کے ہوگئی یعنی عادت آپکی ہوگئی
تھی اگرچہ اسے عادت کہتے ہین کتاب [illegible] قصداً بے عذر
نماز کا چھوڑنا آدمی کو کافر نہین کردیتا یہی قول ہے اور یہی ظاہر مذہب ہے

فقہانے فرمایا کہ اگر ستر روایتین متفق پائی جاوین ایک مومن کے کفر پر اور ایک سے ثابت
عدم تکفیر کی گو وہ ضعیف ہو تو مفتی اور قاضی اُسی ضعیف روایت پر عمل کرے طحطاوی
جیسے غیر قبلہ کی طرف یا نجس کپڑے کے ساتھ نماز کا پڑھنا کافر نہین کر دیتا اور ان
تینون صورتون مین کافر نہین ہوتا اس شرط سے کہ ان تینون فعلون کو حلال نہ سمجھتا ہو
نہ دین کو خفیف جانتا ہو اور شرع مین طہارت پاک صاف ہونا ہے نجاست حکمی یا حقیقی سے
اور طہارت کے واجب ہونیکا سبب حدث اور جنابت ہے یا واجب ہونیکا سبب واجب
ہونا ہے نماز کا یا ارادہ کرنا اُس فعل کا جو حلال نہین بغیر طہارت کے اور نماز نفل بھی
دوسرے قول مین داخل ہے لیکن جو شخص نماز نفل پڑھنیکا ارادہ کرتا ہے اُسپر طہارت واجب
ہوتی ہے پھر جبکہ یہ ارادہ ترک کرتا ہے تب طہارت بھی ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے
اور شرطین واجب ہونے طہارت کی مسلمان ہونا اور مکلف ہونا اور قادر ہونا پاک
کرنیوالی خاک اور پانی کافی کے استعمال پر اور حدث کا ہونا اور نہ پایا جانا منع کرنیوالا
طہارت کا حیض اور نفاس اور حدث سے غیر معذور کے حق مین اور وقت
تنگ ہونا اور صحت طہارت کی شرط تمام ظاہر جلد پر پاک کرنیوالی چیز کا گذرنا اور
نہ پایا جانا منع کرنیوالا طہارت کا وجوب طہارت کی بھی شرط ہے اور صحت طہارت
کی بھی اور طہارت کا رکن دھونا اور مسح کرنا اور نجاست کا زائل ہو جانا لیکن دھونے
نچوڑنا اور خشک کرنا طہارت کی شرطین ہین اور طہارت کا آلہ یعنی جس سے طہارت
حاصل ہو وہ پانی اور خاک پاک کرنیوالی ہے اور مانند اُسکے چنانچہ زمین کا خشک
ہونا اور موزہ رگڑنا جیسا کہ ذکر اسکا آگے آویگا ارکان وضو کے یہ ہین
پیشانی کے شروع سے ٹھڈی کے نیچے تک اور دونون کانون کی دونون لو تک

پورے چہرے اور کہنیوں اور ٹخنوں تک دونوں پورے ہاتھ اور پانوں پر ایک بار پانی جاری ہونا ٹپکنے کے ساتھ اور اقل مرتبہ ٹپکنے کا دو قطرے ہیں پس اگر تیل کے مانند پانی چپڑ لیا تو جائز نہوگا اور کہنیاں اور ٹخنے دھونے میں داخل ہیں بنا بر ظاہر مذہب کے اور سر کے چہارم مقدار کا ایکبار مسح ہونا اور مسح عضو کا تر ہونا پانی سے خواہ بارش کا پانی لگجائے یا تازہ پانی سے تر کیا ہوا ہاتھ پھیرے اور اگر ڈاڑھی اسقدر گھنی ہو کہ جلد نظر نہ آئے تو جسقدر ڈاڑھی کے بال رخسارہ سے اور ٹھڈی سے ملے ہوئے ہون مفتی بہ یہ کہ انکو تمام دھونا فرض عملی اور اسکے نیچے کا دھونا ساقط اور اور بال اور ناخن مونڈنے اور ترا شنے اور کھال اکھاڑنے سے نہ دوبارہ وضو کرنا ضروری ہے نہ اس محل کا تر کرنا اور اسی طرح اگر وضو کرنیوالے کے اعضاء وضو پر زخم ہو مثلاً پھوڑا اور اسپر کھال ہو اور اسنے وضو کیا اور اس کھال پر پانی بہایا پھر کھال کو نوچ ڈالا تو اس شخص پر کھال کے نیچے کا دھونا لازم نہیں اگرچہ اسکے نوچنے سے درد نہو

سنتین وضو کی

اللہ تعالی کی جس طاعت کے لیے وضو کرتا ہو اسکے لیے وضو کا قصد کرنے اور زبان سے بسم اللہ والحمد للہ کہنے اور دونوں ہاتھ پہونچوں تک دھونیکے ساتھ وضو شروع کرنا اور بلوغ المبین میں شروع بسم اللہ کہنے کے بیان میں لکھا ہے کہ واجب ہے ہر مکلف پر یہ کہ بسم اللہ جسوقت یاد آوے کہہ لے لیکن کہنیوں تک ہاتھ دھونیکے ساتھ اسکا دھونا دوسری بار بھی سنت ہے پھر وضو کے لیے وقت مضمضہ کے مسواک تازہ پانی سے دھو دھو کے استعمال کرنی یہانتک کہ بو اور دانتوں کی زردی زائل ہونیکے ساتھ قلب مطمئن ہو اور علیحدہ علیحدہ تین تین مرتبہ اور ہر مرتبہ تازہ پانی سے پہلے منہ پھر ناک کے اندر دھونا

اور امام مالک موطا مین فرماتے ہین کہ اگر ایک چلو سے منھ مین اور ناک مین پانی
ڈالے تو مضایقہ نہین اور ایسا ہی امام ابی حنیفہ رحمہ سے شمنی نے بواسطہ ظہیریہ کے
نقل کیا چنانچہ محلی شرح موطا مین ذکر کیا اور چہرہ تین مرتبہ دھونیکے بعد دائرہ چہرہ کے
نیچے لٹکی ہوئی ڈاڑھی کے بالون مین ایک چلو پانی ٹھڈی کے نیچے سے ڈالتے ہوئے
خلال کرنا اور یہ خلال داہنے ہاتھ سے کرے اور یہ ظاہر ہے اور اسکے ظاہر کا مسح کرنا
اور انگلیون کا خلال کرنا اور دونون پانون کی انگلیون کو مالش کرنا چھنگلی سے
تین تین مرتبہ اور انگلیون مین خلال کرنا اسکے اندر پانی داخل ہونیکے بعد سنت ہے
اور سارے پورے سر کا ایک پانی سے مسح کرنا اور مسح سر کے بقیہ پانی سے دونون
کانون کا بھی ساتھی مسح کرنا اگر ہاتھ سر سے جدا نہ کیا ہو اور تری باقی ہو لیکن شیخ
عبد الوہاب شعرانی مسح سر کے پانی سے کانون کے مسح کرنیکی حدیث کو رخصت
اور جواز پر محمول کرتے ہین اور نیا پانی لینے کی حدیث کو عزیمت اور احتیاط پر محمول
فرماتے ہین پس اختیار کرنا عزیمت اور احتیاط کا بہتر اور علیحدہ پانی لینا خوب ہے
حاشیہ بلوغ المرام مترجم اور کیفیت مسح سر کی مسنون یون ہے کہ کف دست اور انگلیان
مقدم سر پر رکھکے گدی تک کھینچ لیجائے پھر پھیر لائے اس مکان تک جہان سے
مسح شروع کیا تھا اور دونون کانون کے باطن کا دونون مسبحہ سے اور ظاہر کا دونون
انگوٹھون سے مسح کرے اور ترتیب سے وضو کرنا اور اپنے اعضاے وضو پے در پے دھونے
یعنی افعال وضو کے درمیان مین اسقدر تاخیر نہ کرنی کہ دھویا ہوا ایک عضو خشک
ہو جائے حقیقت مین یا بقدر اسکے بدن اور ہوا معتدل سمجھنے اور عذر نہو نیکی
حالت مین اور وضو کے مانند تیمم کے افعال اور اگر عذر نہو تو غسل کے افعال بھی

پیا پی کرنے مسنون ہین اور دھوئے جانے والے اعضا کو تر کرنا اور ہر ایک عضو
استیعاب کے ساتھ یعنی پورا دھونا پہلے فرض اور دوبارہ اور سہ بارہ سنت ہو کر ہو چکی
اور چہرہ دھونیکی ابتدا اوپر سے کرنی اور سر کا مسح مقدم سر سے شروع کرنا اور ہاتھ پاؤن کا
دھونا انگلیون کے سرون سے شروع کرنا اور بے حاجت یعنی ترتیب سے نہ کم نہ زیادہ
پانی خرچ کرنا اور سنن وضو کئی طور پر ہین ایک قبل (?) اسکے اور اسی مین شمار کیا گیا ہے
کلوخ سے استنجا کرنا اور ایک اسکی ابتدا ہین اور اسی مین شمار کیا گیا ہے پانی سے
استنجا کرنا اور ایک اثنا وضو مین اور بلاغ المبین مین ایک وضو سے کئی نماز مین
پڑھنے کے بیان مین لکھا ہے کہ ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنا پہلے حضرت صلعم پر
فرض تھا پھر منسوخ ہوا لیکن عزیمت جانکر ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرلینے مستحبات
وضو کے داہنی طرف سے شروع کرنا ہاتھ پاؤن کے دھونے مین اور داہنے کا مقدم کرنا
مستحب ہے اگرچہ تیمم کرنے یا جراحت پر مسح کرنے مین ہو اور دونون کانون کے
مسح مین اور دونون رخسارون کے دھونے مین داہنے کو مقدم کرنا مستحب نہین لیکن
اگر ایک ہی ہاتھ ہو یا ایک ہاتھ مین زخم ہو کہ ساتھ ہی دونون کانون کا مسح نہین کر سکتا
تو البتہ داہنے کان کو تقدیم ہے اور انگلیون کی پشت سے گردن کا مسح کرنا اگر تری
باقی ہو ورنہ پھر تر کرلے آداب وضو کے وضو کرنیکے لیے عرصہ کعبہ کے مقابل بیٹھنا
اور جا پاک مین وضو کرنا اور تقاطر سے کپڑون کو بچانا اور اگر عذر نہو تو وقت کے قبل
وضو کرنا اور نیت کو زبان سے بھی تلفظ کرنا اور ہر عضو دھونے اور مسح کرنے کے ساتھ بسم اللہ
کہنا اور وضو کرنیکے پانی کا ظرف مٹی کا ہونا اور آفتابہ وضو کو بائین طرف رکھنا
و اگر بڑا برتن طشت وغیرہ کے مانند ہو تو اسکو داہنی طرف رکھنا اور وضو کی حالت مین

پشت گردن پر ہاتھ رکھنا اور جمیع افعال وضو کے ساتھ نیت ہونی اور اعضاء وضو پر
پانی کا ٹپکانا نیچے مارنا اور حالت وضو میں انگوٹھی پھیر لینی اگر اسکے نیچے پانی کا پہونچنا
معلوم ہو گیا ہو ورنہ معلوم ہو تو ہلانی فرض ہے اور یہی حال تنگ چھلے کا ہے اور یہی حال بالی کا ہے
غسل میں اور بلاغ المبین سے شرمگاہ پر پانی چھڑکنے کے بیان میں احادیث سے
ملخص کر کے میں نے لکھا کہ جب وضو سے فارغ ہو تب پانی اپنی ستر اور پائجامہ پر چھڑک
اپنے نفس پر سے وسواس کو دفع کرے اور جب تری معلوم ہو تو کہے اسی پانی کی ہے
پھر غافل ہو جائے اور جس کپڑے سے موضع استنجا پونچھا ہو اس سے اعضائے وضو نہ پونچھنا اور
دوسرے کپڑے سے پونچھنا مضائقہ نہیں اور ترک افضل ہے اور لائق یہ ہے کہ پونچھنے میں مبالغہ
نہ کرے تاکہ وضو کرنیوالے کے اعضا پر وضو کا اثر باقی رہے اور فعل مکروہ کو ترک کرنا
اور اپنی شرمگاہ کو نہ دیکھنا اور وضو کرنیکی حالت میں کلام دنیا نہ کرنا مگر اس حاجت سے
جو فوت ہوتی ہو اور کانوں کا مسح کرنیکے وقت چھنگلیا پانی سے تر کانوں کے سوراخ میں
داخل کرنی اور ابتدا میں مسواک ایک بالشت طویل تقریباً اور بیکار بقدر انگلی کے
تھینا بنانی اور ترمذی میں ابی سلمہ سے روایت ہے کہ زید بن خالد جہنی جب مسجد میں
حاضر ہوتے نماز کے لیے تو قلم رکھنے کی جگہ کانوں پر انکے مسواک ہوتی اسے
استعمال کر کے پھر وہیں رکھ لیتے کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے ملخصاً ہر نماز کی
ابتدا میں خواہ نماز فرض ہو خواہ سنت جب تک اسے نہ کر لیتے نماز شروع نہ کرتے اور اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ مسواک اسقدر موٹی اور لمبی چاہیے کہ کان پر قلم کی طرح بخوبی آ سکے
بلاغ المبین فصل مسواک کے بیان میں اور کیفیت اسکے گرفت کی یوں ہے کہ داہنے ہاتھ کی
چھنگلی مسواک کے نیچے اور انگوٹھا اسکے سر کے نیچے اور باقی انگلیاں اوپر رکھنی اور

داہنی طرف پھر بائین طرف اوپر اور اسی طرح نیچے دانتون کے عرض مین تین تین مرتبہ
اور ہر مرتبہ دھو دھو کے استعمال کرنی اور اسی طرح تین بار استعمال کرنی اور ہر بار دھونی یعنی
اور زبان کی طوالت مین استعمال کرنی اور نماز پڑھنے کے لیے مسواک استعمال کرنی
مستحب ہے اور داہنے ہاتھ سے منھ اور ناک کے اندر پانی ڈالنا اور بائین ہاتھ سے
ناک چھنکنی اور ادوات وضو مین بنفس خود قیام کرنا اور بے عذر دھونے اور مسح کرنے کے
سوا اسکے کسی دوسرے سے چاہنی جائز ہے اور چہرہ پر پانی جاری کرنے کی حالت مین پھونکنا
اور دھونے مین زیادتی کرنی پیشانی اور کہنی اور ٹخنون کے اوپر اور اپنے داہنے ہاتھ سے
ابریق کا دستہ پکڑ کے پانی ڈالنا اور بائین ہاتھ سے دونون پانون دھونے اور کیفیت
پانون کی انگلیون کے خلال کی یون ہے کہ بائین ہاتھ کی چھنگلی داہنے پانون کی چھنگلی کے
نیچے سے اوپر کی طرف خصر مین داخل کر کے ملنا شروع کرے اور بائین پانون کی چھنگلی پر
ختم کرے اور حصن حصین مین لکھا ہے کہ اثنائے وضو مین پڑھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ
وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ نسائی و ابن سنی و ایضاً مسلم سے لکھا ہے کہ اور
وضو تمام ہوتے ہی آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے شہادتین یعنی اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھنا
اور وضو کے بعد اسکا بچا ہوا پانی جسقدر چاہیے پینا آب زمزم کے مانند قبلہ رو کھڑے ہو کے

فصل مکروہات وضو کے بے عذر داہنے ہاتھ سے ناک چھنکنی اور بے عذر
بائین ہاتھ سے منھ مین پانی ڈالنا اور تین مرتبہ سے کم یا اس سے زیادہ پانی خرچ کرنا
مگر ایک مرتبہ مکروہ نہین ہے بشرطیکہ تین مرتبہ سے کم یا زیادہ پانی خرچ کرنے کو سنت نہ
اعتقاد کرے اور اگر اصرار کے ساتھ اسپر عادت کرے تو مکروہ تحریمی ہے اگرچہ تین مرتبہ

دھونے کو سنت اعتقاد کرتا ہو اور اگر حاجت ہو تو مکروہ نہیں اور آب جاری میں بے
حاجت اُس سے زیادہ پانی خرچ کرنا اور وضو کرنے کے اعضا پر پانی کا طپانچہ مارنا اور فعل
مندوب کو ترک کرنا مکروہ تنزیہی ہے **فصل منہیات وضو کے** نجس جگہ اور مسجد میں
وضو کرنا اور تھوک اور رینٹ پانی میں ڈالنا **فصل بدعات وضو کے** حلقوم پر مسح کرنا
اور کہنی کی طرف سے ہاتھوں پر پانی جاری کرنا اور تین مرتبہ سارے سر کا مسح کرنا اور ہر مرتبہ تازہ پانی
استعمال کرنا **فصل نواقض وضو کے** صاحب وضو زندہ کی دبر سے ہر چیز نکلنے والی ظاہر
ہوئی لیکن جس ہوا کو وہ جانتا ہے کہ اوپر سے نہیں اتری اُس سے وضو نہیں ٹوٹتا
کیونکہ یہ تنفس کا پھیرنا ہے اور ہر شے نکلنے والی آگے کے قبل سے ظاہر ہوئی اور اُس راہ سے
ہوا کا نکلنا وضو کا توڑنے والا نہیں لیکن جس عورت کی دونوں راہوں میں کا پردہ پھٹ کے
ایک راہ ہو گئی ہو تو اُس ہوا کے نکلنے سے اسکو وضو کرنا واجب ہے اگر اسمیں بو ہو
ورنہ مستحب ہے اور سوا ان دونوں راہوں کے سر زخم سے صرف نجاست سیالہ بہ جانی
اُس مقام تک جسکا دھونا یا مسح کرنا غسل یا وضو میں واجب یا مندوب ہے اگرچہ بالفعل
نہ بہے بلکہ بہنے کی لیاقت اور قابلیت رکھتی ہو اور خون وغیرہ زخم اور پھوڑے وغیرہ سے
نکالا گیا ہو اور نچوڑنے سے یا آپ سے نکلا دونوں برابر ہیں وضو توڑنے کے حکم میں اور
ناقض وضو ہے قے منہ بھر کے اور قے کو صفرا سے ہو یا سودا سے یا کھانے کی ہو یا پانی کی
جسکو کھایا یا پی ہو جبکہ معدہ تک پہنچ گئی ہو اگرچہ اسمیں نہ ٹھہری ہو فوراً اگر پڑی ہو
اور قے کو نجس مغلظہ ہے اگرچہ شیر خوار بچہ نے دودھ پی کے فوراً قے کی ہو نجاست کے ساتھ
ملانے سے اور کیچوے اور ریت سے کیڑوں کی قے ناقض نہیں بسبب پاک ہونیکے مراد کی
قلت سے اور جسقدر کہ اسپر نجاست ہے وہ قلیل ہے منہ بھر نہیں جیسے آدمی کی رال

ناقض نہین اسلیے کہ وہ پاک ہی ہر طرح لیکن میت کی رال نجس ہی اور پیٹ سے صعود کیے ہوئے
خون بستہ کی قی بالاتفاق ناقض نہین جبتک منہ بھر نہ ہو اور اگر روان ہو تو ناقض ہی
اور سر سے اُترے ہوئے خون بستہ کی قی بالاتفاق ناقض نہین مگر روان ہو تو بالاتفاق
ناقض ہی اور نہین توڑتی وضو کو بلغم کی قی مطلقاً بلغم خواہ سر سے اوترا ہو یا بالاتفاق معدہ
پیٹ سے صعود کیا ہو بنا بر قول معتمد کے منہ بھر ہو یا کم اُسکے ساتھ کھانا ملا ہو یا نہ ملا ہو
وگر بلغم اور طعام دونون برابر ہون تو ہر ایک کا اعتبار جدا جدا ہی یعنی اگر طعام بقدر
پُر دہن کے ہی تو ناقض ہی ورنہ ناقض نہین اور وضو کو توڑتا ہی وہ پتلا خون جو پیٹ یا منہ کا
جو تھوک پر غالب ہو وگر برابر ہو تو بھی ناقض ہی احتیاطاً اور تھوک کا سرخ ہونا علامت ہی
خون کے غلبے کی یا برابر ہونے کی اور زرد ہونا علامت ہی مغلوب ہونے کی اور پیپ خون کے
مانند ہی وضو توڑنے کے حکم مین اور خون اور پیپ کا ریت سے ملنا تھوک کے ملنے کے
برابر ہی وضو توڑنے کے حکم مین اور اگر ایک متلی سے چند بار تھوڑی تھوڑی قی آئی اور
جمع کرنے سے پُر دہن کو پہونچتی ہی تو وضو کی توڑنے والی ہی یہی قول صحیح تر ہی
اور نیند اور بیہوشی اور ریح کے سوا جو چیز وضو کی توڑنے والی ہی وہ نجس ہی مثلاً منہ بھر قی
اور جو چیز وضو کی توڑنے والی نہین ہی کسی طرح مثلاً تھوڑی قی اور تھوڑا خون وہ
نجس نہین کپڑے وغیرہ خشک چیزون کے لیے لیکن اگر مائعات مین یعنی پانی وغیرہ
بہنے والی چیزون مین ملجائے تو اُسے نجس جاننے بخلاف عین شراب کی تھوڑی قی کے
کہ وہ حدث نہین لیکن نجس ہی بسبب اُسکی اصل نجس ہونے کے اور بیہوشی اور غشی اور جنون
اور نشا غالب ہونا اُسکی حد یہ ہی کہ اکثر کلام بیہودہ نکلین اور کسی چیز کے سہارے سے
سونا اس طرح کہ اگر وہ ہٹا لیجائے تو سونے والا گر پڑے اور حالت جاگنے مین [illegible]

یا عورت نمازی کا سوا ہی قہقہہ یعنی وہ ہنسنا ناقض وضو ہے جسے پاس والے بھی سنیں مگر
لڑکے اور سوتے ہوئے آدمی کا قہقہہ وضو کو نہیں توڑتا بلکہ دونوں کی صرف رکوع والی
نماز کو توڑتا ہے اسی قول کا فتوی ہے اور نماز جنازہ اور سجدۂ تلاوت میں قہقہہ سے بالغ کا
وضو نہیں ٹوٹتا لیکن یہ نماز اور سجدہ ٹوٹ جاتا ہے مگر سلام کے وقت قہقہہ کرنے سے وضو
ٹوٹ جاتا ہے نماز نہیں ٹوٹتی اور اگر امام نے قہقہہ کیا یا عمداً حدث کیا پھر مقتدی نے
قہقہہ کیا اگرچہ مقتدی مسبوق ہو تو مقتدی کا وضو نہیں ٹوٹتا لیکن امام کے کلام کرنے کے
بعد مقتدی کے قہقہہ سے مقتدی کا وضو ٹوٹ جاتا ہے قول اصح میں اور کان اور
آنکھ یا ناف سے پیپ پانی درد کے ساتھ نکلنی ہو واسطے کہ درد وجود زخم کی دلیل ہے پس
آنکھ آنے اور دکھنے سے اور پیپ بہنے سے آنسو جاری ہونا وضو کو توڑتا ہے اور یہ آنسو
دائمی جاری رہنے سے معذور ہو جاتا ہے اور گوشت شتر کھانے سے اور بے حائل ذکر کو
ہتھیلی سے چھونے سے اور عورت کو بے حائل بغیر درد کے چھونے سے اگرچہ وضو نہیں ٹوٹتا
لیکن جس اختلافی مسئلہ پر عمل کرنے میں کراہت نہ ہو تو چاہیے کہ اسکی رعایت کرنی
مستحب ہے پس ہاتھ دھو لینا اور پھر نئے سے وضو کر لینا مستحب ہے خصوصاً امام کے حق میں
اور اگر پیشاب کے سوراخ میں روئی بھری اور روئی باہر کے طرف کی تر ہو گئی تو وضو
ٹوٹ جاتا ہے بشرطیکہ روئی سوراخ کے سرے سے برابر ہو اور اگر سوراخ کے سرے سے
نیچی ہے اور باہر کی طرف تری پہنچ جائے تو ناقض وضو ہو گا اور مرد کو مستحب ہے پیشاب کے سوراخ میں
روئی وغیرہ رکھنا اگر اسکو شیطان شک میں ڈالتا ہو قطرہ آنے کے وسوسہ سے اور اگر عذر
قطرہ وغیرہ کا منقطع ہوتا ہو مدت میں روئی رکھنے کے تو نماز پڑھنے کے زمانہ تک روئی
رکھنی واجب ہے اور اگر صاحب بواسیر کی مقعد باہر نکلی پس اگر اسکو اپنے ہاتھ سے داخل کر دیا

تو اسکا وضو ٹوٹا اگر خود بخود داخل ہوگئی تو نہیں ٹوٹا لیکن اگر کچھ نجاست ظاہر ہوگی تو ناقض وضو ہے اور یہی حکم کپڑے کا ہے اور اگر شک ہوا وضو کے بعض افعال میں کہ کیا ہے یا نہیں تو اسکو پھر کرے اگر شک کا ہونا اسکی عادت نہو مگر وضو کے بعد شک ہوا تو اسکا اعادہ نہیں ہے اور اگر طہارت کر چکنے کا یقین ہوا اور وضو ٹوٹنے میں شک ہو یا اسکے برعکس تو یقین کو لے اور وضو کرنے والے کے حکم میں تیمم کرنیوالا بھی ہے

باب بیان مسائل غسل جو فرض ہیں

یعنی غسل جنابت حیض و نفاس میں فرض کلی ہے سارے منہ اور ناک کے اندر دھویا جانا اور غسل مسنون میں مضمضہ و استنشاق فرض نہیں لیکن سنت کے حاصل کرنے میں دونوں ضرور ہیں اور اس فرض کے ادا ہونے میں منہ بھر پانی پینا کفایت ہے اسلیے کہ مضمضہ کی فرضیت میں کلی کرکے پانی باہر پھینکنا شرط نہیں صحیح تر قول میں لیکن اسمیں احتیاط زیادہ ہے اسکا یہ مطلب ہے کہ وہ عہدہ فرضیت سے خارج ہوگا بالاتفاق اور فرض قطعی ہے تمام جسم پر ایک مرتبہ پانی جاری ہونا اور غسل میں جسم کا ملنا مستحب ہے شرط نہیں اور فرض ہے دھونا ایکبار ہر ایک اس محل کا جسکا دھونا بے مشقت ہوسکتا ہو اور واجب نہیں ہے دھونا اس محل کا جسکے دھونے میں مشقت ہو مثلاً آنکھ کا دھونا اور بند سوراخ کا دھونا واجب نہیں اور قلفہ کے اندر دھونا واجب ہے بشرطیکہ بے اٹھانا اور شفہ کا ظاہر ہونا بدون مشقت کے ہوسکے ورنہ دھونا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے واسطے دفع حرج کے اسلیے کہ وہ ظاہر بدن نہیں بلکہ باطن بدن ہے اسیکے سبب سے اسمیں قطرہ آنے سے وضو ٹوٹنا صحیح ہے اور قلفہ ذکر کی وہ کھال ہے جو ختنہ کرنے میں کاٹی جاتی ہے اور عورت کے گوندھے بال کھولنا اور دھونا واجب نہیں اگر انکی جڑ میں پانی پہونچے ورنہ کھول کے سارے بال دھونا لازم ہے اور طہارت کو منع نہیں کرتا مکھی اور مچھر کا گوہ جسکے نیچے

پانی نہیں پہونچا اسواسطے کہ اُس سے بچنا ممکن نہیں اور مہندی طہارت کی مانع نہیں اگرچہ
اُسکا جرم لگا ہو بشرطیکہ اُسکے نیچے پانی پہونچتا ہو اسی کا فتوی ہے اور میل بدن کا اور اسی طرح
تیل اور چکنائی طہارت کی مانع نہیں اور خشک اور تر مٹی طہارت کی مانع نہیں اگرچہ
ناخن کے اندر ہو خواہ وہ شخص گنوار ہو یا شہری اصح قول میں بخلاف گوندھے ہوئے آٹے
اور اُسکے مثل کے جنمیں پانی سرایت نہیں کرتا اور مانع طہارت کی نہیں ہے جو چیز کہ مچھر کے
ناخن پر جم گئی ہو ضرورت کی وجہ سے اور طہارت کا مانع نہیں ہے کھانا جو دانتوں کے
اندر رہ جاتا ہے یا وہ پچھلے دانت کے اندر گھس جاتا ہے اسی قول کا فتوی ہے اور تنگ انگوٹھی کو
واجب ہے نکال ڈالنا یا حرکت دینی جیسے کان کی بالی کا نکالنا یا پھیرنا اسقدر کہ وہاں
پانی پہونچ جانے کا گمان حاصل ہو اور اگر کان میں بالی نہو اور اُسکے سوراخ میں بالیقین
پانی پہونچ جائے نہانے کے وقت تو کفایت کرتا ہے اور اگر پانی نہ گیا تو قصداً داخل کرے اور تنکے
وغیرہ سے پانی داخل ہو سکے بے تکلف کرے اور پانی پہونچنے میں اپنے گمان کا غلبہ کرے
اور اگر نہانے والا کلی کرنی یا کچھ جسم کا دھونا بھول گیا اور اُسنے نماز پڑھی پھر اُسکو
یاد آیا پس اگر وہ نماز نفل تھی تو اُس نماز کا اعادہ نہیں اور جس صورت میں پردہ نہیں ہو سکتا
اور نماز کے فوت ہو جانے کا خوف ہو تب مردوں کو مردوں میں اور عورتوں کو عورتوں میں
بے ستر بھی غسل کرنا جائز ہے اور جو عمداً اُس طرف دیکھیگا وہ گنہگار ہوگا نہانے والا
معذور ہے اور اُسکے سوا کسی کے روبرو کسی کو بے ستر کیے ہوئے نہانا جائز نہیں تیمم کر کے
نماز ادا کرے اور اگر ستر عورت نہو سکے تو صرف تیمم پر کفایت کرے پانی سے بچا کر

فصل سنتیں غسل کی

غسل کی سنتیں وضو کی سنتوں کے مانند ہیں سوا ترتیب کے
اور غسل کے مستحبات وضو کے مستحبات کے مانند ہیں سوا استقبال قبلہ کے اسلیے

کہ غسل اکثر بہہ بھی ہوتا ہے اور فقہا نے کہا ہے کہ اگر جاری پانی یا بڑے حوض یا بارش میں بیٹھا
بقدر مدت وضو اور غسل کرنے کے ٹھہرا تو البتہ اسنے پوری سنت ادا کی مگر بلفظ نیت کا فقط
ٹھہرنے سے ادا نہوگا اور پہلے ہاتھ گٹوں تک اور قبل کو دھونا اگرچہ اس جگہ نجاست نہو
اور جہان نجاست لگی ہو صاف کرنی پھر پورا وضو کرنا اور اگر قبل غسل کے وضو کیا تو بعد غسل کے
دوبارہ وضو نکرے اسواسطے کہ ایک غسل کے لیے دو وضو مستحب نہیں اور وضو پر وضو
مستحب ہے اگرچہ مجلس بدلی ہو اور اگرچہ نماز پڑھنے کے ساتھ فصل نکیا ہو مگر تیسری بار
وضو کرنا اسراف ہے پھر پانی بہانا اپنے پورے جسم پر تین بار شروع کرتا ہوا اپنے سر پر سے
یہی قول صحیح ہے اور ظاہر روایۃ اور ظاہر احادیث ہے پھر داہنے پھر بائیں شانے پر پھر باقی
جسم پر ملنے کے ساتھ اور اپنے اعضائے غسل پیاپے دھونے یعنی افعال غسل کے
درمیان میں بے عذر اسقدر تاخیر نکرے کہ دھویا ہوا ایک عضو خشک ہو جاوے حقیقت میں
یا بقدر اسکے اور پانی مستعمل نہیں ہوتا جب تک تمام جسم سے جدا نہووے کیونکہ غسل میں
تمام جسم ایک عضو کے مانند ہے پس دونوں قدم کے دھونیکی دوبارہ حاجت نہیں مگر
بطریق پاکیزگی اور فضیلت کے مگر جبکہ اسکے جسم پر نجاست حقیقی ہو تو قدموں کو دوسری بار
دھو ڈالے ازالۂ نجاست کے لیے ازالۂ حدث کے لیے نہیں کیونکہ وہ تو زائل ہوگیا اور
غسل میں صحیح ہے ایک عضو کا پانی دوسرے عضو پر لیجانا اور اسمیں یہ شرط ہے کہ دوسرے
عضو پر جاکے ٹپکے تا دھونا ثابت ہو نہ چپڑنا اور لیجانا ایک عضو کا پانی دوسرے عضو پر
وضو میں شرط نہیں اسلیے کہ ذکر ہو چکا ہے کہ غسل میں تمام جسم ایک عضو کے مانند ہے
بخلاف وضو کے کہ اسمیں چار عضو جدا جدا ہیں

فصل موجبات غسل کے

باہر نکلنا اس منی کا جو لذت حقیقی کے ساتھ جدا ہوئی اپنی قرارگاہ سے پس اگر عورت نے مرد کی

صحبت کے بعد غسل کیا پھر اُسکی شرمگاہ سے منی نکلی پس اگر عورت کی منی ہے یعنی زرد اور
رقیق ہے تو غسل کا اعادہ کرے نہ اُس نماز کا جو غسل کے بعد اُس منی کے نکلنے سے پہلے
پڑھی تھی اور اگر عورت کی منی ہونے مین شک ہو تو اعادہ کرے غسل کا احتیاطاً اور اگر
عورت کی منی نہین بلکہ مرد کی منی سفید اور گاڑھی عورت کی شرمگاہ سے نکلی تو عورت
دوسری بار نہ غسل کرے نہ نماز کا اعادہ کرے بلکہ وضو کر لے اور غسل فرض ہوتا ہے مرد اور
عورت پر بھی اُس منی کے باہر نکلنے سے بھی جو لذت حکمی کے ساتھ اپنی قرارگاہ سے جدا ہوئی
ہو جیسے خواب دیکھنے والے کی لذت اگرچہ منی سر ذکر سے شہوت کے ساتھ نہ نکلے لیکن ذکر سے
نکلنے کے وقت کود کے نکلے اور شہوت کو ابو یوسف نے شرط کہا ہے پس اگر کسی شخص کو احتلام
ہوا اُسنے سر ذکر کو دابا یہان تک کہ شہوت ٹھہر گئی تب منی نکلی یا پیشاب کرنے یا سونے
یا زیادہ چلنے کے پہلے غسل کیا پھر باقی منی نکلی تو غسل واجب ہے طرفین کے نزدیک اور
ابی یوسف کے نزدیک غسل واجب نہین ہے پس صرف موضع ضرورت مین مثلاً جاڑے کا عذر ہو یا سفر کا
یا مثلاً تنہا عورت کے مہمان کو اگر خوف بدگمانی کا یا حیا ہو اور بوقت احتلام کے سر ذکر کو
دبا لے پھر شہوت ساکن ہونے کے بعد منی باہر نکلے تو لائق ہے کہ ابی یوسف کا قول اختیار
کیا جائے غسل واجب ہونے مین اور گذشتہ نمازون کے اعادہ نہ کرنے مین جا ب
خوف بدگمانی مین بے غسل کیے پڑھی گئی ہون اور آئندہ نمازون کو یعنی جب عذر رہا ہے
اُس حالت کی نمازون کو بے غسل کیے پڑھے اور غیر کی رہبری اور ترجیح محقق مین کر
محقق کا صرف تمام حشفہ داخل ہو جانا اگر دونون آدمی ہون اور زندہ ہون اور شہوت
کامل بھی رکھتے ہون اور مکلف ہون اگر دونون مین ایک ان صفتون سے موصوف
تو صرف اُسی پر غسل واجب ہوتا ہے اگر انزال ہو ورنہ کسی پر غسل واجب نہین اور غسل مین فرض ہے

عورت کو فرج خارج کا دھونا بس خارج فرج کی رطوبت بھی پاک ہے الخ بالاتفاق مختار شامی
اور اگر جاگ کے ران یا کپڑے پر تری دیکھیں پس منی معلوم کریں یا مذی یا ودی یا غسل واجب ہوتا ہے
بشرطیکہ احتلام یعنی خواب میں کوئی کے منی نکلی اور لذت یاد ہو وگر نہ یاد نہو تو کسی صورت میں
غسل واجب نہیں لیکن اگر مطلق منی معلوم کریں تو غسل واجب ہے اور اگر شک ہووے میں
کہ آیا یہ منی ہے یا مذی یا ودی اور احتلام یاد ہو تو بہر حال غسل واجب ہوتا ہے و اگر تری کا اثر یہ معلوم
تو غسل واجب نہیں اگرچہ احتلام یاد ہو اور اگر دو شخص ایک جگہ سوتے ہوئے جاگ کے
اپنے بچھونے پر منی پائیں اور کسی کو احتلام نہ یاد ہو تو احتیاطاً دونوں غسل کریں اور حیض
یا نفاس کا خون موقوف ہونے کے بعد و اگر خون نہ نکلے تو بھی جننے کے بعد غسل واجب ہوتا ہے
اور فرض کفایہ ہے زندہ مسلمانوں پر یہ کہ نہلاویں مردہ مسلمان کو سوائے اس مردے کے
جو خنثی مشکل ہو خنثی وہ ہے جس میں علامت مرد اور عورت دونوں کی ہو پس جس کی علامت کا
غلبہ ہوگا وہ اسکے حکم میں داخل ہوگا اور اگر کسی علامت کو غلبہ اور قوت نہو تو وہ خنثی
مشکل ہے پس اسکو غسل نہ دیجیے بلکہ غسل کے عوض تیمم کرا دیجیے اور فرض ہے نہانا
اس شخص پر جو مسلمان ہو حالت جنابت یا حیض یا نفاس میں اگرچہ بعد موقوف ہونے حیض
اور نفاس کے اسلام قبول کیا ہو بنا بر صحیح تر قول کے یا جوان ہوا آدمی انزال یا حیض کے آنے سے
اور بلوغ کی عمر لڑکا ہو یا لڑکی پندرہ برس ہیں اور سنت ہے غسل سے پاکیزگی حاصل کرنی
قبل نماز جمعہ اور نماز عید کے ان دونوں نمازوں کے لیے یہی قول صحیح ہے اور کفایت
کرتا ہے ایک بار غسل کرنا نماز عید اور جمعہ اور جنابت کے لیے جیسے حیض اور جنابت دونوں
فرضوں کے لیے ایک غسل کفایت کرتا ہے اور سنت ہے غسل سے پاکیزگی حاصل کرنی احرام کے لیے
اور روز عرفہ میں ٹھہرنے کے لیے عرفات پر اور اگر مجنون یا صاحب غشی یا مست ہوش میں آ گیا

تو غسل واجب ہے اگر اپنے جسم یا کپڑے پر منی دیکھے ورنہ مستحب ہے اور اگر جنابت یا حیض یا نفاس سے پاک صاف ہو کے مسلمان ہوا یا عمر کے حساب سے جوان ہوا تو غسل کرنا مستحب ہے اور پچھنے لگانے کے بعد اور شعبان کی پندرھوین شب برات مین اُس رات کی تعظیم اور شب بیداری کے لیے اور ذیحجہ کی نوین شب مین اور جبکہ شب قدر کو یقیناً دیکھے یا اُن احادیث پر عمل کرے جو بیان اوقات شب قدر مین وارد ہین اور نزدیک ٹھہرنے مزدلفہ کے روز قربانی کی صبح مین وہان ٹھہرنے کے لیے اور یوم النحر کے بعد تین دن ہر روز جمرات ثلثہ کی سنگساری کے لیے غسل مستحب ہے اور نزدیک داخل ہونے مکہ معظمہ کے غسل مستحب ہے طواف الزیارت کے لیے جو دسوین تاریخ مین یا اسکے بعد کرتے ہین اور اسی طرح ہر بار اُس مکان مقدس کے داخل ہونے مین بغیر افعال حج کے غسل مستحب ہے اور سورج گہن اور چاند گہن کی نماز کے لیے اور واسطے طلب بارش کے اور خوف اور تاریکی روز اور سخت آندھی مین غسل مستحب ہے اور اسی طرح غسل مستحب ہے مدینہ منورہ کے داخل ہونے مین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور تکریم کے لیے اور اُس شخص کو غسل مستحب ہے جو بیا کپڑا پہنے یا مردہ نہلائے اور اُس شخص کو غسل کرنا مستحب ہے جسکے قتل کا ارادہ کیا جاتا ہے اور گناہ سے توبہ کرنے والے کو اور سفر سے آنے والے کو غسل کرنا مستحب ہے اور اُس عورت مستحاضہ کو غسل کرنا مستحب ہے جسکا خون بند ہو گیا ہو **باب پانیون کے مسائل مین**

اگر دفن ہو جانے یا کوئی پاک چیز ملجانے سے کسی پانی کی ساری صفتین مغلوب ہو گئی ہون لیکن اُس پانی کے اجزا اسقدر اُسپر غالب ہون کہ اُسے پانی کہتے ہون تو اُس سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے اور جو پانی جم کے تمام ہو جانے کی استعداد رکھتا ہے اُس سے حدث دور ہوتا ہے اور جو نمک پگھل کے پانی ہو جائے اُس سے حدث نہین دور ہوتا اور آب مقید پاک

صرف نجاست حقیقی زائل کرنی جائز ہے اور آب مقید وہ ہے جو اپنی ذات کی تعریف مین محتاج ہو
ایک قید کا جو لفظ پانی پر زیادہ ہو مثلاً درخت یا پھلون کا پانی جو نچوڑا اور ٹپکایا گیا یا ٹپکا ہو اور
یہی قول مشایخ محقق ہے اور اگر کوئی بستہ چیز پانی کے ساتھ ملکے اُسکی ساری صفتون پر غالب
ہوگئی اور پانی مغلوب ہوگیا یعنی گاڑھا ہو کے اپنی طبیعت اور اصل خلقت سے خارج ہوگیا مثلاً
شوربا یا گاڑھا نہین ہوا لیکن پانی کا نام جاتا رہا مثلاً نبیذ تمر یعنی شربت خرما تو اُس سے وضو جائز نہین
اور اگر مطلق پانی کے ساتھ کوئی پاک چیز سائلہ ملجائے پس اگر وہ پانی کی سب صفتون یعنی رنگ اور
مزہ اور بو کے مخالف ہے تو غلبہ اُس چیز کا ثابت ہوتا ہے پانی کے اکثر صفتون کے بدل جانے سے اور اگر مخالف
ہو بعض صفتون مین تو غلبہ اُسکا ثابت ہوتا ہے ایک مخالف صفت کے متغیر ہوجانے سے اور اگر چیز
سائلہ پانی کے برابر اور مانند ہے تینون صفات مین جیسا کہ مستعمل پانی پس اگر مطلق پانی وزن مین
نصف سے زیادہ ہے تو وہ مخلوط پانی وضو اور غسل کے بھی لائق ہے اور اگر وزن مین برابر ہے تو اُس سے
صرف نجاست حقیقی زائل کرنی جائز ہے اور یہ حکم ہوا آب مستعمل مین جو عام ہے اُس پانی مستعمل کو
جو ڈالا گیا مطلق پاک کرنے والے پانی مین اور اُسکے ساتھ ملگیا اور اُس مطلق پاک کرنے والے پانی
قلیل کو جو عضو سے ملے اسطرح کہ مثلاً کوئی بے وضو ہے وضو مین ملا رہے پس وضو کرنا چھوٹے حوض مین
جائز ہے جب تک کہ اُسکا گمان غالب ہو کہ پانی مستعمل پانی پاک کرنے والے کے برابر ہے اور جائز ہے
وضو اور غسل کرنا اُس پانی سے جسمین مرگیا وہ جانور جو خشکی کا پیدا ہوا اور خون سائل اصلی رکھتا ہو
اور خون سائل عاریت لیا ہوا بھی نہ رکھتا ہو مثلاً خون سے خالی جونک یا مرگیا وہ جانور جو پانی کا
پیدا ہوا اگرچہ خون سائل رکھتا ہو اور ریشم کا کیڑا اور اُسکا جوشیدہ پانی اور اُسکا انڈا اور
بیجال پاک ہے جیسے نجاست کا پیدا کیڑا بذات خود پاک ہے اور جو جانور ناپاک نہین مگر اُسکا کھانا
حرام ہے مثلاً مینڈک اگر پانی مین ریزہ ریزہ ہوجائے تو اُس سے طہارت جائز ہے مگر اُسکا پینا جائز نہین

اور جو جانور خشکی میں پیدا ہوتا ہو اور پانی میں رہتا ہو مثلاً بط کے مرنے سے قلیل پانی نجس ہو جاتا ہے
صحیح تر قول میں اور جب پانی کا ایک وصف بھی نجاست سے متغیر معلوم ہو تو اُس سے طہارت جائز نہیں
اگرچہ پانی کثیر ہو اور اگر نجاست سے متغیر نہ معلوم ہو تو قلیل نجس ہو جاتا ہے اور کثیر نجس نہیں ہوتا
اور اگر گندگی میں شک واقع ہو یعنی معلوم نہیں کہ زیادہ ٹھہرنے کے سبب سے ہے یا نجاست کے
سبب سے تو اصل طہارت ہے اُسی کا اعتبار کرنا چاہیے اور بہتا پانی نجاست کے واقع ہونے سے
نجس نہیں ہوتا یعنی کہ محل واقع ہونے نجاست سے وضو درست ہے جب تک نجاست کا اثر نہ معلوم ہو
اور نجاست نظر آنے اور غیرہ میں کچھ فرق نہیں اور اسی قول پر فتویٰ ہے اور آب جاری وہ ہے جسکو
لوگ عرف میں جاری شمار کرتے ہیں اور اسکے بہنے میں صحیح تر یہ کہ مدد شرط نہیں اور دوسرا
قول یہ ہے کہ اگر پانی جاری کا نصف یا زیادہ یا کل نجاست سے ملاقی ہو تو نشیب کا پانی نجس ہے اگر
اُس سے کم اس سے ملکے بہتا ہے تو نجس نہیں اور یہ قول پہلا امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا ہے اسی پر
فتویٰ ہے اور یہ طرفین کا یعنی امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کا اور دونوں کی تصحیح ہوئی
لیکن دوسرے میں زیادہ تر احتیاط ہے پس اگر بارش کا پانی جاری ہوا ناودان اور چھت پر
متفرق نجاست ہے تو نشیب کا پانی پاک ہے اور اگر ناودان پر نجاست ہے اور یا اُس پانی کا
نصف یا زیادہ یا کل نجاست سے ملاقی ہے تو نشیب کا پانی نجس ہے اگر اُس سے کم اس سے ملکے
بہتا ہے تو طاہر ہے اور قول اول پر لائق یہ ہے کہ چھت کے مسئلہ میں معتبر ہو سو اگر تغیر ایک وصف کے
اور فقہا نے آب جاری کے حکم میں ملحق کیا ہے اُس حوض حمام کے پانی کو نجس نہ ہونے میں
بدون معلوم ہوئے اثر نجاست کے جسمیں آب جاری برابر نازل ہو اور حوض سے اسطرح
پانی کا لینا پے درپے ہو کہ دو مرتبہ کے درمیان وقفہ میں سطح پانی کا ساکن نہ ہو گیا ہو پس اگر
ناپاک برتن یا نجس ہاتھ اُس حوض میں ڈالا جاویگا تو وہ نجس نہ ہوگا بدون معلوم ہوئے اثر نجاست کے

اور اگر داخل ہوا پانی حوض میں اوپر سے اور نکلا اسکے نیچے سے تو وہ جاری نہیں اور بلاغ المبین میں پہلے
دو حدیثیں لکھکے پھر یہ حدیث اسی مضمون کی لکھی ہے اور حدیث نقل کی امام شافعی رحمہ نے ہمکو یہ حدیث پہنچی ہے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبکہ پانی ہو بقدر دو قلوں کے ساتھ قلوں مواضع ہجر کے
تو وہ نجس نہیں ہوتا اور ابن جریج راوی اس حدیث کے کہتے ہیں کہ اس قلہ یعنی بجاری مشکے میں دو مشکیں اور
کچھ زیادہ پانی آتا تھا تو کہا امام شافعی رحمہ نے کہ پس احتیاطاً یہی ہے کہ اڑھائی مشکیں ایک قلہ میں
مقرر کیا اور یہ بات بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے لیکن یہ حدیث خوب پختہ اور موصول الاسناد
اور صحیح اور اسکی اسناد صحیح ہے اور کسی طرح کا اعتبار نہیں بحر الرائق و بلاغ المبین اور حنفیہ کے نزدیک مطلق
نجاست پڑنے سے وہ نجس ہوگا اور اسمیں جنبی کا ہاتھ ڈالنا اسکے نہانے سے مستعمل ہوگا اور اگر کثیر ہے
تو حکم جاری کا رکھتا ہے نجس نہ مستعمل ہوگا اور وضو جائز ہے اس طرف کی تہہ یا کثیر پانی جسمیں ایسی نجاست
پڑی جسکا اثر نمودار نہیں ہو اگرچہ نجاست نظر کے واقع ہونے کی جگہ میں وضو کیا ہو اسی قول کا فتویٰ ہے
اور کثیر پانی وہ ہے جسکو حقیقت میں حرکت دینے سے دوسرا جانب نہ ہلے یہ مروی ہے ہمارے تینوں
ائمہ سے اور یہ قول متقدمین کا اور ظاہر مذہب ہے اور غسل اور وضو اور ہاتھ دھونے کی حرکت میں حرکت
وضو کی روایت معتبر اور صحیح تر ہے اور ایک روایت یہ ہے کہ اصل اعتبار میں تجویز غالب معتبر ہے اس شخص کی
جسکو طہارت کے واسطے پانی کی حاجت ہے پس ایک طرف کی نجاست کا اثر دوسری طرف پہونچنے پر
جسکا ظن غالب ہو وہ پانی اسکے لیے قلیل ہے اور نہ پہونچنے پر جسکا ظن غالب ہو اسکے لیے وہ پانی کثیر ہے
یہی ظاہر الروایۃ ہے امام اعظم سے اور اسی قول کی طرف امام محمد نے جنسے دہ در دہ کا قول منقول ہے رجوع کیا
اور یہی قول صحیح تر اور یہی قوی مذہب ہے اور اسی پر عمل کرنا چاہیے یعنی حرکت دیکے دیکھنے سے اور
جب کثرت قلت کے ساتھ نہ پایا جائے تب ظن غالب پر عمل کرنے سے دونوں روایت میں موافقت ہو جاتی ہے
پھر اس کثیر پانی میں اثر نجاست جسقدر پانی متغیر معلوم ہو اسقدر نجس اور باقی سوا اسکے سارا پانی پاک ہے

اور پاک کرنے والا ہے اور اگر حوض کبیر کا پانی سردی سے جم کر تختے کے مانند ہو گیا پھر اُسمیں دہ در دہ سے کم سوراخ
کیا گیا تو اُس سے وضو کرنا جائز ہے اور اگر کتے نے اُس سوراخ میں پانی پیا تو صرف وہ موضع سوراخ نجس ہو گا پس
اگر دوسرے موضع میں سوراخ کیا جاۓ اور اُس سے پانی لیکے وضو کیا جاۓ تو جائز ہے اور جس کتے کا منہ اور ناک بند ہو
اگر وہ اُسمیں گر کے نیچے بیٹھ گیا تو وہ پانی نجس نہ ہو گا اُسکے نجس نہیں ہونے کی وجہ سے مگر جبکہ پانی کے
تینوں وصفوں میں کوئی وصف متغیر معلوم ہو اور اگر اُسکا منہ اور ناک نہ بند ہو یا بند ہو اور گر گیا اُسکے
قبل نیچے بیٹھنے کے یا کسی حیوان پر نجاست لگی ہو تو اُس سوراخ کے پانی کو نجس کرتا ہے اور اگر نجس پانی میں
مثلاً آبالا یا حوض میں پاک پانی نازل ہوا اور اُسکے نازل ہونے سے وہ جاری ہوا اگرچہ کم نکلا ہو تو بعض میں
حق یہ ہے کہ جاری ہونے سے وہ پاک ہو گیا اور یہی حکم ہے کنوئیں اور حمام کے حوض کا اور اُسمیں نالی لگا کے
اُسکو جاری کرنے پر حکم جاری کا نہیں بلکہ جاری ہونے کی دو صورت ہے ایک یہ کہ اوپر سے پانی نازل ہونے سے
لبالب ہو کے بہے دوم یہ کہ کنوئیں کا چشمہ جوش مارے اور نیچے سے بطریق کاریز کے بہے پس لیا گیا حکم
پاک ہونے کا بہنے کے ساتھ اُس ظرف کے نجس پانی کا جسمیں کسی نے ڈالا پاک پانی حتی کہ وہ جاری ہوا اور مائعات
یعنی رقیق چیزیں مثلاً تیل اور سرکہ وغیرہ کا حکم مثل پانی کے ہے پس اپنی جنس کے ساتھ بلکہ جاری ہونے
پاک ہونگی یا پانی کے ساتھ ملنے سے جیسے تیل میں اُسی قدر پانی ڈال کے پاک کرنے کا طریقہ آگے آویگا اور
مستعمل پانی وہ ہے جو استعمال کیا جاوے واسطے قائم کرنے قربت یا استعمال کیا جاوے فرض کے ساقط ہونے میں
پس اگر محدث اپنے ایک پورے عضو کو پانی میں قبل الغیر پانی لینے یا کوزہ نکالنے وغیرہ کے
مثلاً ہاتھ یا انگلی یا ہتھیلی یا پیر ڈالا اُسکے دھونے کے لیے تو پانی مستعمل ہو جائیگا فرض کے
ساقط ہو جانے کی وجہ سے بالاتفاق اگرچہ نہ دھوئے کسی عضو کا حدث یا جنب کی جنابت
زائل نہ ہوگی جب تک کہ ساقط ہونا فرض کا پورا نہ ہوگا قول معتمد پر پس ساقط ہونا فرض کا ہاتھ
اسکا مقتضی ہے کہ ہاتھ کا دھونا دوسری بار باقی اعضا کے ساتھ واجب ہو اور حدث کا زائل ہونا

باقی اعضا کے دھونے پر موقوف ہو اور ان سب صورتوں میں پانی مستعمل ہو جاتا ہے اُس وقت
جبکہ اعضا پر سے جدا ہو کے کسی مکان میں ٹھہر جاے اور اسی قول کی ترجیح دی گئی ہے حرج کے
سبب سے اور آب مستعمل بذات خود پاک ہے ظاہر مذہب پر پس اُس سے نجاست حقیقی زائل کرنی
جائز ہے بنا بر روایت ظاہرہ کے لیکن پاک کرنے والا نہیں یعنی وضو اور غسل کرنے کے لائق نہیں
اور اُس سے آٹا گوندھنا اور پینا مکروہ ہے گھنانے کی وجہ سے اور جو دباغت کے لائق ہے وہ اُس سے
پاک ہو گی اگرچہ وہ چھوٹی ہوئی ہو اسکی پوستین پہنکے نماز پڑھنی اور اُس چمڑے کی ڈولچی وغیرہ
بنا کے اُس سے وضو کرنا جائز ہے اور اگر دباغت حقیقی یعنی پھٹکری یا ببول کی پتی وغیرہ سے
دباغت دینے کے بعد یا پانی سے دھو کے دباغت حکمی مثلاً دھوپ سے خشک ہونے کے بعد
اُس میں پانی پہنچے تو بالاتفاق نجاست عود نہیں کرتی اور بے دھوئے ہوئے دباغت حکمی
دینے کے بعد پانی پہنچنے سے بھی صحیح تر یہ ہے کہ نجاست عود نہیں کرتی اور جسمیں دباغت کی
لیاقت نہیں جیسے دباغت سے پاک نہ ہو گی اسی قول پر فتوی ہے پس پاک ہو گی دباغت سے
کھال اُس سانپ کی جسمیں خون سائل ہو اور جسمیں خون نہو یا خون سائل نہو وہ اور
مطلق سانپ کی کیچلی پاک ہے اور پاک نہیں ہوتی چوہے کی کھال بسبب دباغت پذیر
نہونے کے اسی طرح سانپ کی اور چوہے کی کھال پاک نہیں ہوتی ذبح کرنے سے اسلیے کہ
دباغت سے پاک ہوتی ہے وہ کھال جو دباغت کی لیاقت رکھتی ہے اور ذبح کرنے سے اُس جانور کی کھال
طاہر ہو جاتی ہے جو ذبح ہونے کے لائق ہے اور ہر چمڑا دباغت سے پاک ہوتا ہے سور کی کھال کے
سوا اور اگر آدمی کی کھال کو دباغت کیجاے تو پاک ہو گی اگرچہ اُسکا استعمال درست نہیں
بسبب تعظیم اور توقیر کے یہانتک کہ اگر آدمی کی ہڈی پیسی گئی آٹے میں تو اُس آٹے کو نہ کھا
صحیح تر قول میں اور جو چیز دباغت سے پاک ہوتی ہے وہ ذبح سے بھی پاک ہو جاتی ہے ظاہر مذہب پر

اور کیا شرابی اسکی کھال کے پاک ہونے میں بطور حکم شرع کے ذبح کرنا صحیح تر یہ کہ نہیں اور
قول مفتی بہ میں صحیح تر قول یہ ہے کہ جو جانور نہیں کھایا جاتا اسکو ذبح کرنے سے اسکا گوشت
پاک نہیں ہوتا اور جو چیز کفار کے ملک سے نکلکر دار الاسلام میں آتی ہے مثلاً سنجاب اگر اسکی
دباغت پاک چیز سے معلوم ہو جاوے تو وہ پاک ہے اسکو پہنکے نماز درست ہے اور اگر اسکی دباغت
نجس چیز سے ہو مثلاً مردار کی چربی سے تو وہ پاک نہیں اور اگر شک واقع ہو یعنی معلوم نہو کہ
پاک چیز سے دباغت ہوئی یا ناپاک سے تو اسکا دھونا واجب نہیں بلکہ بہتر ہے اور نجس عین کے
سوا مردار حیوان کے ناخن اور دانت اور شاخ اور سم اور پٹھے اور کھر اور ہڈیاں اگر چربی سے خالی
اور خشک ہوں تو پاک ہیں اسی طرح پاک ہے مردار کی ہر ایک چیز جو جاندار کے جسم میں جان ہے
چنانچہ بال اور پر اور ریشمی کا انڈا بھی کسی قسم کا ہو اور وہ دودھ جو شیر خوار بچے کے پیٹ میں
ہوتا ہے یعنی پنیر مایہ اسکے ڈالنے سے دودھ جمتا ہے بچہ کا مطلقاً پاک ہے بالاتفاق اور اگر
مردار سے نکلے تو سائل نجس ہے اور یہی ظاہر تر ہے اگر منجمد ہو تو دھونے سے پاک ہو جاتا ہے
بالاتفاق اور آدمی کے بال ہر چیز سے نکلے ہوں اور اسکی ہڈی اور دانت پاک ہے
خواہ اپنا ہو یا غیر کا نہیں درست ہے اور جو جانور نجس ہو گیا ہو وہ مردار کے مانند ہے
لیکن آدمی کی ہڈی دانت میں پاک ہے یہاں تک کہ اگر اسکو لیے رہیگا تو اسکی نماز فاسد
نہوگی اور آدمی کی کھال یا جھلی بقدر ناخن کے قلیل پانی میں گرنے سے پانی نجس ہو جاتا ہے
اور اسکے ناخن گرنے سے پانی میں فساد نہیں آتا اور حیوان نجس عین کا کوئی جزو طاہر
پاک نہیں ہے اور تنکے بہنے سے گتے کی چھینٹ کپڑا وغیرہ نجس نہوگا نہ اسکے کاٹنے سے
جب تک اسکی رال کا لگنا معلوم ہو اور مشک پاک اور حلال ہے کھایا جاے ہر حال میں عند زمین
خواہ دوا میں خواہ ... ہو یا نہو اور اسی طرح مردار ہرن کا نافہ پاک ہے مطلقاً یعنی پانی کے لگنے سے

فاسد ہویا نہو بنابر قول اصح کے اور زندہ غزال کا نافہ پاک ہے بالاتفاق اور اسی طرح زباد پاک ہے
بسبب خوشبوئی کے اور زباد خوشبودار چیز ہے یعنی ایک قسم کی بلی کا پسینا اور میل ہے کہ اسکے
دم کے نیچے مخرج کے پاس مجتمع ہوجاتا ہے اسکو پکڑکے کھرچ لیتے ہین اور عنبر بھی پاک اور حلال ہے
اور حرام چیز سے دوا کرنا ظاہر مذہب یہ ہے کہ درست نہین اور بعضون نے کہا کہ اُس سے دوا کرنے کی
رخصت دیجاتی ہے جبکہ معلوم ہو کہ اُسمین شفا ہے اور کوئی دوسری دوا معلوم نہو جیسے پیاس کی
حالت مین شراب کے پینے کی اور نہایت گرسنگی کی حالت مین مردار کے کھانے کی رخصت دیجاتی ہے
اور ضرورت کے لیے اسی قول پر فتوی ہے فصل کنوئین کے مسائل مین جب کنوئین مین
نجاست گرے اگرچہ خفیفہ ہو یا ٹپکے ایک بھی قطرہ پیشاب یا خون کا یا حیوان خون سائل رکھتا ہو
اور خشکی کا پیدا ہو وہ کنوئین مین مر جائے یا اُسکے باہر مرکے اُسمین گرا اور پھول گیا یا اُسکے بال گر گئے
یا پارہ پارہ ہوگیا ہو اگرچہ کنوئین کے باہر پھٹ کے اُسمین گرا ہو تو نکالا جائے کنوئین کا سب پانی
اگر کنواں چشمہ دار نہو اور اگر کنوئین مین چشمے جاری ہون اور سب پانی نکلنا دشوار ہو تو
اسقدر پانی نکالا جائے کہ تھوڑا سا باقی رہجائے یہان تک کہ آدھا ڈول نہ بھر سکے اسکا
حکم سارا پانی نکلجانے کا ہے اور پانی نکالا جائے نجاست نکلجانے کے بعد اور اگر اُسکا نکالنا نہو سکے
چنانچہ نجس لکڑی یا نجس کپڑا گرکے غائب ہوگیا تو سارا پانی نکلجانے سے ڈول اور رسی اور
گھرنی اور کنوئین کے گرد بیش اور پانی نکالنے والے کا ہاتھ پاک ہوجاتا ہے اسواسطے کہ
ان چیزون کی نجاست کنوئین کے نجس ہوجانے کے سبب سے تھی جیسے شراب کا خم پاک ہوجاتا ہے
جبکہ شراب سرکہ ہوجائے اور استنجا کرنیوالے کا ہاتھ طاہر ہوجاتا ہے محل کی طہارت سے اور اگر کنوئین سے
تھوڑا پانی آج نکلا پھر اگلے دن زیادہ ہوگیا تو زیادہ کا نکالنا لازم نہین بلکہ اُسی قدر نکالا جائے
جسقدر باقی رہا تھا کیونکہ کنوئین سے پے در پے پانی نکلنا شرط نہین قول صحیح مین اور

اگر اسمین کر او شہید جو پاک صاف ہو خون وغیرہ نجاست سے یا گر اوہ مسلمان مردہ جو نہلایا گیا ہو
اگرچہ حمل ساقط کا بچہ ہو بشرطیکہ اسکا زندہ ہونا معلوم ہوا ہو تو کنوئین کا پانی نجس نہین ہوتا
لیکن کافر مردہ کنوئین کو نجس کرتا ہی ہر طرح یعنی دھویا ہو یا نہ دھویا ہو جیسے حمل ساقط کا بچہ مردہ
اگرچہ دھو یا گیا ہو اور اگر جاندار زندہ نکالا گیا حالانکہ وہ نجس عین نہین ہے اور نہ اسپر نجاست ہے
تو کچھ بھی پانی نکالنا لازم نہین مگر جبکہ اسکا منھ پانی مین داخل ہو تو اسوقت اسکے جھوٹے کا
اعتبار ہوگا پس اگر اس حیوان کا جھوٹا مشکوک ہو تو سارا پانی نکالا جائے مثل اسکے جسکا
جھوٹا نجس ہے مگر اسکا منھ پانی مین نہ داخل ہو تو پانی مشکوک نہین ہوتا پس کچھ نکالنا واجب نہین
لیکن مندوب ہے اس پانی کا نکالنا بقدر بیس ڈول کے اور یہی حکم ہے بکری کا اور جسکا جھوٹا
مکروہ ہے پس اگر وہ چوہا ہو تو بقدر بیس ڈول کے و گر خانگی بلی یا جانور حلال گوشت کو جہ گرد ہو
تو بقدر چالیس ڈول کے پانی نکالنا مندوب ہے اور اگر آدمی محدث ہو تو بقدر بیس ڈول کے
پانی نکالنا مندوب ہے اور اگر کافر کنوئین مین گرا اور زندہ نکلا تو پانی نکالا جائے کیونکہ وہ
نجاست سے خالی نہین ہوتا اور اگر غسل کر کے پاک صاف اسی ساعت مین گرا تو کچھ بھی
پانی نکالنا لازم نہین اور اگر جانور نجس عین ہے تو سارا پانی نکالا جائے خواہ اسکا منھ
اسکا پانی مین داخل ہو یا نہ داخل ہو اور جس چشمہ دار کنوئین کا پانی نہ ٹوٹتا ہو تو وقت وقوع
نجاست کے جسقدر پانی ہو اسی قدر نکالا جائے اور اسکے نکلنے کی مقدار مین ان دو مرد
متقی کے قول پر عمل کرنا چاہیے جنکو پانی کے اندازہ کرنے مین بصیرت ہو یہی قول پر فتوی ہے
اور دوسرا قول ضعیف یہ ہے کہ چشمہ دار کنوئین مین دو سو ڈول سے تین سو ڈول تک پانی نکالے
فتوی ہے اور جبکہ کنوئین سے مردہ جانور نکالا گیا حالانکہ وہ پھولا پھٹا نہین اسکا بال گرا نہین
پس اگر وہ حیوان آدمی ہے یا اسکے برابر ہے جسامت مین یا ساقط حمل یا بکری کا بچہ یا بھیڑ کا بچہ یا بکری

تو تمام پانی نکالا جاوے اور اگر وہ حیوان کبوتر یا اسکے مانند ہو تو بقدر چالیس ڈول کے پانی کا نکلنا
واجب اور ساٹھ ڈول تک نکلنا مستحب ہے اور اگر وہ حیوان گنجشک یا چوہا یا اسکے مانند ہو تو بقدر
بیس ڈول کے پانی نکلنا واجب اور تیس ڈول تک نکلنا مستحب ہے اور یہی تین مراتب چار ہیں یا
ساٹھ نص کے اور یہی ہے متون میں اور یہی ظاہر الروایۃ ہے اور ان تینون کے یعنی آدمی اور کبوتر اور
گنجشک کے کبیر اور صغیر مین فرق نہین ظاہر روایۃ میں آور یہ حکم شماری ڈول نکلنے کا شامل ہے
چشمہ دار کنوئین اور غیر چشمہ دار کو بر خلاف اُس گڑھے کے جسمین بارش کا پانی جمع ہو اور
بر خلاف ٹب کے کہ اگر اسمین جانور گر کے مر جاے تو اسکا تمام پانی بہا دیا جاے
اور بیس یا چالیس ڈول پانی نکالا جاے متوسط ڈول سے اور اگر اُس کنوئین کا ڈول
مقرر نہو تو اُس ڈول کا اعتبار ہے جسمین ایک صاع پانی سماوے اور جو ڈول کہ صاع سے
کم زیادہ ہو اُسکا حساب کر لیا جاے صاع والے ڈول سے پس اگر نکالا جائے بقدر واجب کے
ایک بڑے ڈول سے تو ظاہر مذہب میں مقصد حاصل ہے اور کفایت کرتا ہے ڈول کے شمار کرنے میں
بھر آنا آدھے سے زیادہ ڈول کا اور کفایت کرتا ہے نکلنا اسقدر پانی کا جو کنوئین میں موجود ہے
اگرچہ ڈولون کے شمار سے کم ہو اور کفایت کرتا ہے کنوئین کی طہارت کے لیے پانی کا بہنا
اگرچہ قلیل جاری ہو اسلیے کہ طہارت کا سبب یعنی جاری ہونا پایا گیا اور کفایت کرتا ہے طہارت میں
کنوئین کے اسقدر پانی کا زمین کے اندر جذب ہو جانا جسقدر کا نکلنا واجب تھا پھر اگر اسفل
خشک ہو گیا تو پانی کے پھر آنے سے نجس نہو گا و گر خشک نہین ہے تو صحیح تر یہ کہ پانی پھر آنے سے
نجس ہو جاویگا اور جو جانور کہ جثہ مین کبوتر اور چوہے کے درمیان کا ہے وہ چوہے کے
مانند ہے حکم مین اور جو جانور کہ مرغ اور بکری کے درمیان کا ہے وہ مرغ کے مانند ہے حکم مین
یعنی جو جانور کہ چھوٹے اور بڑے کے مابین کا ہے وہ چھوٹے جانور کے ساتھ ملا دیا گیا

جیسے قول داخل کیا گیا اکثر مین مثلاً چوہا بلی کے ساتھ پس اگر بلی نے چوہا پکڑا اور دونون کنوئین مین
گرے پس اگر دونون زندہ نکلے تو کچھ بھی پانی نکالنا واجب نہین ہے اور اگر دہ دونون مردہ نکلے
تو قدر چالیس ڈول کے اور اگر فقط چوہا مردہ نکلا تو بقدر بیس ڈول کے اور اگر چوہا زخمی ہے
تو سارا پانی نکلنا واجب ہے اور دو بلی بکری کے مانند ہین حکم مین بالاتفاق اور دو چوہون کا
حکم مثل ایک چوہے کے ہے اور تین سے پانچ چوہون تک کا حکم مثل حکم ایک بلی کے ہے اور
چھ چوہے بکری کے مانند ہین تمام پانی نکالنے کے حکم مین بنا بر ظاہر الروایۃ کے اور اسی کو
محمد نے لیا ہے اور کنوئین کے نجاست مغلظہ کا حکم کیا جاتا ہے جانور کے گرنے کے وقت سے
اگر معلوم ہو وگر معلوم نہو تو ایک رات اور ایک دن پہلے سے نجاست کا حکم ہوگا بشرطیکہ
نہ پھولا نہ پھٹا نہ اُسکے بال گر گئے ہون پس جسنے غیر حالت حدث مین بھی اُس کنوئین کے پانی سے
طہارت کر کر جسقدر نماز مکتوبہ اور واجبہ و سنت فجر ادا کی ہو سر نو سے پڑھے لیکن قضا سے
سنت فجر کا ذکر آگے پاؤ گے اور نجس یا پاک کپڑا بھی اُس سے دھویا ہو پاک کرے اور تین
رات دن سے نجاست کا حکم کیا جاے اگر جانور پھولا یا پھٹا یا اُسکے بال گر گئے ہون یہ امام کا
قول ہے اسمین زیادہ احتیاط اور مرجح ہے اور صاحبین نے کہا کہ پانی کے نجاست کا حکم ہوگا
معلوم ہونے کے وقت سے پس لوگون پر معلوم ہونے سے پہلے کوئی چیز لازم نہوگی بعضون نے
کہا کہ یہی مختار ہے اور لوگون کو آسان تر ہے اور اگر اپنے جبہ مین مردہ چوہا پایا پس اگر جبہ مین
سوراخ نہو تو روئی بھرنے کے وقت سے اتنک جتنی نمازین پڑھی ہون اُن سب کو سر نو سے پڑھے
اگر ہمیشہ اسکو پہنے رہا ہو اور اگر جبہ مین سوراخ ہو تو تین دن رات کی نماز پھر سے پڑھے اگر چوہا
پھولا یا خشک ہو ورنہ ایک دن رات کی نماز پھر سے پڑھے اور چوہے کا پیشاب گرنے سے
کنوئین کا پانی نکالنا لازم نہین صحیح تر قول مین اور کبوتر اور گنجشک وغیرہ حلال گوشت کی

پیٹ پڑنے سے بھی کنوئیں کا پانی نکالنا لازم نہیں اور اسی طرح جو پرند حرام گوشت ہوا میں
اور اُڑا کرتے ہیں اُنکی بیچال پڑنے سے بھی کنوئیں کا پانی نکالنا لازم نہیں صحیح تر قول میں
اور نجس غبار معاف ہے اور اونٹ اور بکری کی مینگنی اگر کنوئیں میں گرے پس اگر کم ہو تو معاف ہے
اور اگر زیادہ ہو تو معاف نہیں اور کم اور زیادہ وہ ہے جسے دیکھنے والا کم یا زیادہ جانے اسی پر اعتماد
اور یہی قول مختار ہے اور وہ فضلہ تر ہو خواہ خشک سالم ہو خواہ ٹکڑے ہوں اور گدھے وغیرہ کی لید
اور گوبر میں اختلاف ہے مگر اکثر علما کے نزدیک نجس نہیں کرتا اگر ضرورت اور حرج ہو ورنہ نجس ہے اور
لید فضلہ ہے گھوڑے اور خچر اور گدھے وغیرہ کا اور گوبر فضلہ ہے ہاتھی اور گائے وغیرہ کا اور مینگنی فضلہ ہے
اونٹ اور بکری وغیرہ کا اور اسی طرح اگر دودھ کے ظرف میں مینگنیاں پڑ جائیں اور پھوٹنے
اور دودھ رنگین ہونے سے پہلے نکال کے پھینکی جائیں تو معاف ہے بسبب ضرورت کے
کہ دوہنے کے وقت مینگنی کرنے کی عادت ہوتی ہے اور اسوقت کے سوا معاف نہیں اور پانی کے
کنوئیں اور نجاست کے کنوئیں اور گڑھے میں اسقدر دوری معتبر ہے کہ نجاست کا اثر کنوئیں کے
پانی میں معلوم نہو پس جبتک کہ نجاست کے اثر سے کنوئیں کے پانی کا رنگ یا ذائقہ یا بو
متغیر معلوم نہو پاک ہے اگرچہ دونوں میں ایک گز کا فرق ہو اور اگر تغیر معلوم ہو تو نجس ہے
اگرچہ دونوں میں دس گز کا فرق ہو فصل جس جاندار کا گوشت کھایا جاتا ہے اُسکا جھوٹھا
حلال ہے اور اسی قسم سے گھوڑا بھی صحیح تر قول میں اور اُن حیوان کا جھوٹھا حلال ہے جنمیں
خون سائل نہو اور اگر آدمی زندہ کا منہ پاک ہو تو اُسکا جھوٹھا حلال ہے اگرچہ کافر ہو کیونکہ
اُسکے اعتقاد میں نجاست ہے ذات میں نہیں لیکن کافر کے جھوٹھے میں شفا نہیں اور
اگرچہ جنب یا حائض یا نفسا ہو لیکن زوجہ اور محارم کے سوا عورت کا جھوٹھا پینا
مرد کے لیے اور مرد اجنبی کا جھوٹھا پینا عورت کے لیے مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ لذت لینے کے لیے

لیکن اُس جھوٹھے سے اور عورت کی طہارت کے بچے ہوئے پانی سے طہارت مکروہ نہیں اور
نجس ہیں اور ہاتھی اور کتے اور چارپائے درندے کا جھوٹھا نجس ہے اور اُنھین جنگلی بلی داخل ہے
اور جو جانور نجاست وغیرہ دونوں چیزیں کھاتا ہو اُسکا جھوٹھا مکروہ ہے بشرطیکہ اُسکی منہ کی
طہارت یا نجاست نہ معلوم ہو اور اگر معلوم ہو تو مثل اُسکے حکم دیا جائے اور اگر صرف نجاست کھاتا ہو
حتی کہ اُسکے گوشت میں بو آگئی ہو تو بلا تفصیل اُسکا جھوٹھا مکروہ ہے نہ وہ کھایا جائے نہ اُسکا
دودھ پیا جائے اور مکروہ ہے اُسے بیچنا اور ہبہ کرنا مگر جب کھلائے پلائے قید کر کے یہانتک کہ
اُسکے گوشت میں بو نہ باقی رہے تب حلال ہو جائیگا اور اندازہ کیا گیا ہے قید کرنے کا تین دن
مرغ کے لیے اور چار دن بکری کے لیے اور دس دن اونٹ گائے کے لیے یہی ظاہر ہے اور اگر نجاست
وغیرہ دونوں چیزیں کھاتا ہو اس حیثیت سے کہ اُسکے گوشت میں بدبو نہ آتی ہو تو بھی حلال ہے
اور اگر پرندہ شکاری کی چونچ کا پاک ہونا معلوم نہ ہو تو اُسکا جھوٹھا مکروہ ہے اور جو جانور گھروں میں
سکونت رکھتے ہیں مثلاً چوہا اور سانپ اور چھپکلی اور خانگی بلی اُنکا جھوٹھا طاہر ہے ضرورت کے لیے
اگر اُسکے منہ میں نجاست نہ لگی ہو اور مکروہ تنزیہی ہے صحیح تر قول میں اگر اُس جھوٹھے کے سوا
پانی موجود ہو اور جس خچر کی ماں گدھی ہو اُسکا اور پالو گدھے کا جھوٹھا اگرچہ نزد صحیح تر
قول میں بذات خود پاک ہے لیکن غیر کو پاک کرنے میں مشکوک ہے اور مشکوک پانی نجس چیز کو
پاک کرتا ہے یا نہیں اسمین دو قول ہیں ایک یہ کہ پاک کر دیتا ہے مگر معلوم ہو چکا ہے کہ پاک کرنے میں
مشکوک ہے اور دوسرا قول یہ کہ پاک نہیں کرتا اور اگر بجز مشکوک کے پانی نہ ملے تو اُس سے
وضو یا غسل کرے اور تیمم بھی کرے اور شرط ہے خالی نہ ہونا ایک نماز کا ان دونوں فعلوں سے احتیاطاً
پس اگر اُس پانی سے طہارت کر کے نماز پڑھی پھر تیمم کر کے وہی نماز پڑھے تو جائز ہے اور
یہی صحیح ہے لیکن ان دونوں نمازوں میں ایک صحیح اور دوسری لغو ہوگی اور اگر ان دونوں نمازوں کے

درمیان کے وقفہ میں حدث نہیں کیا تو مکروہ ہے صرف اُس پانی سے طہارت کرکے پہلی نماز پڑھی
اور دوسری نماز میں کراہت نہیں بسبب جمع ہونے دونون فعلون کے ایک ادا میں اگر حدث کیا
تو دونون میں کراہت ظاہر ہے پس ایک ادا میں دونون فعلون کا جمع ہونا اولی ہے اور دونون
فعلون میں سے جسے چاہے مقدم کرے صحیح تر قول میں لیکن تیمم پر اُسے مقدم کرنا افضل ہے
اور جس جانور کی مان حلال اور باپ حرام ہو تو مان کے اعتبار کرنے کی وجہ سے اُسے کھانا حلال ہے
اور غلبہ مشابہت کا کچھ اعتبار نہیں ہے رد ہے اسکے خلاف قول ملا مسکین پر اور اُسکا حلال ہونا
لازم کرتا ہے اُسکے جھوٹھے سے طہارت حاصل ہونے کو اور بلند تر ہے یعنی اگر خرمے پانی میں
ڈالے جائیں اور پانی میٹھا ہو جائے تو اُس سے وضو نکرے بلکہ تیمم کرے اگرچہ گاڑھا نہوا ہو اور گو سیلان
باقی رہے اور پسینہ جھوٹھے کے مانند ہے لیکن گدھے کا پسینہ کپڑے اور بدن میں معاف ہے
صحیح مذہب پر اور جو جانور نجاست وغیرہ دونون چیزین کھاتا ہو اور اُسکے گوشت میں بدبو
نہ آگئی ہو اُسکا پسینہ پاک ہے اور اگر صرف نجاست کھاتا ہو یہانتک کہ اُسکے گوشت میں بدبو
آگئی ہو تو اُسکا پسینہ نجس ہے باب تیمم کے احکام میں شرع کی اصطلاح میں تیمم نام ہے
چہرہ اور دونون ہاتھون کے مسح کرنے کا پاک کرنے والی مٹی پر ہاتھ مارکے نیت کے ساتھ
کہ شرط ہے اور اُسکا استعمال خواہ حقیقۃً یعنی حقیقت میں ہو خواہ حکماً پس گرد و غبار سے خالی صاف
چکنے پتھر پر اگرچہ حقیقت میں استعمال نہین لیکن زمین کی جنس پر دونون ہاتھ رکھنے سے حکماً
یعنی حکم کی راہ سے استعمال پایا گیا اور قصد کرنا پاک کرنے والی مٹی کا اور اُسکا استعمال ایک
خاص طور پر ہے اور طور خاص سے تیمم کی کیفیت مراد ہے پس سوال کیا ابی یوسف نے ابا حنیفہ سے
کیفیت تیمم کی پس اُنھون نے کہا کہ تیمم دو ضرب ہین ایک ضرب واسطے مُنہ کے اور ایک ضرب
واسطے دونون ہاتھون کے کہنیون تک کہا کیونکر پس مارے دونون ہاتھ خاک پر پھر اُٹھائے

اور پیچھے کھینچ لائے پھر دونون ہاتھون کو جھاڑا اور مسح کیا منھ پر پھر مارے دونون کف دست خاک پر دوبارہ پھر آگے کھینچ لیگئے اور پیچھے کھینچ لائے پھر دونون کو جھاڑا اور مسح کیا اُس سے دونون ہاتھون کے ظاہر اور باطن پر کہنیون تک اور ہمارے مشائخ نے کہا کہ لائق ہے کہ بائین ہاتھ کی چار انگلیون کے باطن سے داہنے ہاتھ کی پشت پر انگلیون کے سرون سے کہنی تک مسح کرے پھر انگلیان جدا کرکے بائین ہاتھ کی ہتھیلی سے داہنے ہاتھ کے باطن پر کہنی سے گٹے تک مسح کرے پھر بائین انگوٹھے کے باطن سے داہنے انگوٹھے کی پشت پر مسح کرے پھر اسی طرح داہنے ہاتھ سے بائین ہاتھ پر مسح کرے اور یہ قریب ہے جانب احتیاط کے مستعمل مٹی کے استعمال سے بقدر ممکن اور دو بار خاک پر ہاتھ مارنا رکن ہے اور یہی قول صحیح تر اور زیادہ احتیاط والا ہے لہذا ابو شجاع نے کہا کہ اگر ضربہ کے بعد مسح کے قبل حدث کیا تو اعادہ کرے اور اُس مٹی سے مسح کرنا جائز نہین ہے یہی قول صحیح اور مختار ہے گو اسبیجابی کا قول اسکے مخالف ہے اگرچہ تیمم کرنے والے کے غیر سے دونون ضربے صادر ہون یعنی اگر کوئی دوسرے کو تیمم کرا دے تو اُسکو بھی دو ضربے کافی ہین اسطرح کہ ایکبار سے اُسکے چہرہ پر مسح کرے اور دوسرے ضربے مین ایک ہاتھ سے ایک ہاتھ پر اور دوسرے ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر مسح کرے یا تیمم کرنا اُس فعل سے جو قائم مقام ہے دونون ضربون کے پس اگر تیمم کرنے والے نے بقصد تیمم کے غبار کے اندر کھڑے ہو کے ہلا لیا یا غبار کے مقام مین داخل کر دیا تیمم کی نیت سے تو جائز ہے اور چہرہ اور دونون ہاتھون کو ملنا رکن ہے اور تیمم کرنا جائز ہے بشرطیکہ عاجز ہو اُس مطلق پانی کے استعمال سے جو کافی ہو اُسکی طہارت کو اُس نماز کے لیے جسکی قضا ہے اور اُسکا عاجز ہونا یا پانی سے دور ہونے سے ہے بقدر ایک میل کے اگرچہ شہر کا مقیم ہو اور آب مطلق اور کافی کی قید اسواسطے لگائی کہ آب مقید اور غیر کافی بمنزلہ پانی نہونے کے ہے پس اگر اسقدر پانی ہو کہ فقط وضو

یا فقط نجاست زائل کرنے کو جو کپڑے میں نماز کی منع کرنے والی ہے کفایت کرتا ہے تو اُس سے
کپڑا دھووے اور وضو کے عوض تیمم کرے سب کے نزدیک اور اگر وضو کرے نجس کپڑے سے
نماز پڑھیگا تو نماز ادا ہوگی مگر گنہگار ہوگا یا عاجز ہو پانی کے استعمال سے بسبب اُس بیماری کے
جسکے پیدا یا زیادہ یا دراز ہو جانے کا خوف ہو اپنے ظن غالب میں یا طبیب کامل مسلمان کے کہنے سے
اگرچہ شدت مرض یا بیماری کا دراز ہونا حرکت سے ہو یعنی بیمار کو ظن غالب ہے کہ اگر میں وضو یا غسل کرونگا
تو بیماری تیز ہوگی یا طول کھینچے گی یا طبیب حاذق مسلم یہی بتاوے تو تیمم کرنا جائز ہے اسی طرح
اگر بیمار کے پاس پانی نہیں ہے اور اُسکے پاؤں میں سخت پھوڑا یا نہروا ہے اور وہ ظن غالب سے
جانتا ہے کہ اگر میں اُٹھکے پانی لاؤنگا تو بیماری دراز ہوگی تو اب بھی اُسکو تیمم جائز ہے یا بیمار نے
نپایا اُسکو جو اُسے وضو کراوے اور وہ خود وضو کرنے کی طاقت نہیں رکھتا پھر اگر بیمار
وضو کرانے والے کو پاوے اگرچہ دستور کے موافق مزدوری المثل دینے سے ملتا ہو اور اُسے
مزدوری دینے کی طاقت ہے تو ایسا بیمار تیمم نکرے ظاہر مذہب میں اور زوج زوجہ میں ایک پر
وضو کرانا دوسرے کا یا خبرگیری اُسکی واجب نہیں اور لونڈی اور غلام میں جب آقا یعنی مالک انکی
اور وہ مالک کی خبرگیری کریں یا مزدوری مقرر کرے یعنی جب مقرر کرنا مستحق ہو جائے وضو میں یا نہانے میں
یا اپنی جان پر دشمن سے ڈرے اگرچہ عورت کو مرد فاسق کا خوف ہو یا مفلس کو قرض خواہ کی
طرف سے گرفتار کرلینے کا یا مال پر خوف ہو پھر اگر خوف ہوا ہو بندے کے ڈرانے سے تو تیمم کرنے
بعد زوال خوف کے نماز پھر پڑھے اگر بندہ کی طرف سے نہیں ہے تو پھر سے نہ پڑھے اسلیے
کہ وہ خوف خدا کی طرف سے ہے پس اگر مسلمان قیدی کو کافر نے وضو اور نماز سے منع کیا
تو تیمم کرے اور اشارہ سے نماز پڑھے پھر نماز دوسرے پڑھے بعد رہائی کے کسی طرح اگر مالک نے
اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو وضو کریگا تو تجھے قید یا قتل کرونگا تو وہ تیمم سے نماز پڑھے

پھر نماز نہ توڑے یا عاجز ہو نقل یا آئندہ کی تشنگی کے خوف سے اگرچہ اپنے کتے یا رفیق قافلہ کی
تشنگی کا خوف ہو اور وہ آشنا ہو یا اجنبی یا تشنگی کے مانند ہو آٹا گوندھنے اور جسم اور کپڑے سے
نجاست زائل کرنے کی ضرورت اور اگر بقدر طہارت کے پانی اسکے ساتھ موجود ہو اور چوپایوں کی
رفع تشنگی کے لیے وضو اور غسل کا دھوون ظرف میں موجود ہو نہ رکھ سکتا ہو تو اپنے ساتھ کے
پانی سے طہارت کرے تیمم جائز نہیں اگر ظرف نہ ہو تو جانوروں کے واسطے وہ پانی رکھے اور آپ
تیمم کرے یا پاک سامان پانی نکالنے کا موجود نہ ہو تو تیمم کرے پس عاجز مذکور تیمم کرے ان سب
عذروں سے کہ ہر واحد انہیں کا علت مستقلہ ہے تیمم کے جائز ہونے کی تو اگر کسی نے تیمم کیا پانی کے
نہ ہونے سے پھر اسکو ایسی بیماری ہو گئی جسکے سبب سے تیمم کرنا اسکو مباح ہو گیا تو اس تیمم سے
نماز نہ پڑھے اس واسطے کہ اجازت شرعی کے اسباب کا مختلف ہونا تیمم کے سببوں کا متغیر ہونا اور پہلا
پہلی اجازت کے شمار کرنے اور کفایت کرنے کو منع کرنے والا ہوتا ہے اور یہ پہلی اجازت اس طرح ہو جاتی ہے
گویا وہ موجود ہی نہ تھی اور مسلمان ہونا اور منقطع ہونا اس چیز کا حیض اور نفاس اور حدث سے
جو تیمم کی منفی یعنی نیست اور باطل کرنے والی ہے اور تین انگلیوں یا زیادہ سے مسح کرنا اور پورے
عضو پر مسح کرنا شرط ہے پس اگر ایک بال یا ناخنوں کے کنارے یا انکے درمیان کا حجاب مسح سے
باقی رہ جائے تو جائز نہیں اور شرط کی گئی ہے تیمم کے واسطے نماز جائز ہونے کے حق میں اس فعل کے لیے
تیمم کرنے کی نیت کرنی جو عبادت ہو اگرچہ عبادت نماز جنازہ یا سجدہ تلاوت ہو اور سجدہ شکر کے
مستحب ہونے پر فتوی ہے پس جبکہ یہ عبادت ہوا تو سجدہ شکر کے لیے تیمم کیے ہوئے سے
نمازیں صحیح ہونگی اور تیمم کے لیے اس عبادت کی نیت شرط کی گئی ہے جو مقصود بالذات ہو یعنی
دوسری عبادت کا وسیلہ نہ ہو پس مسجد کا داخل ہونا اور مصحف کا چھونا اس سے نکل گیا کیونکہ خود عبادت
[illegible] وسیلہ ہیں اور تیمم کی نیت کے لیے وہ عبادت مقصودہ

شرط کی گئی ہی جو بدون طہارت کے حلال نہین اس سے جنب کی قرآن خوانی بھی عبادت مقصودہ کو شامل ہو گئی پس اگر جنب نے قرأت کے قصد سے تیمم کیا تو اُس سے نماز پڑھنی درست ہو نگی واگر بے وضو نے اُس قصد سے تیمم کیا تو درست نہو نگی اور شرط اخیر سے سلام کے جواب دینے کا تیمم خارج ہو گیا یعنی اُسکا جواب اگرچہ عبادت مقصودہ ہی لیکن بدون طہارت کے بھی صحیح ہی پس اُنکے لیے تیمم کیے ہوئے سے نماز پڑھنی جائز نہین پس جب تیمم مین نیت مخصوصہ شرط ہوئی تو کافر کا تیمم کرنا صحیح نہین اسلیے کہ جو عمل اپنے صحیح ہونے مین نیت کی طرف حاجت رکھتا ہی کافر اُسکی اہلیت نہین رکھتا لیکن کافر کا وضو صحیح ہی کیونکہ اُسمین نیت کی حاجت نہین اور اگر کوئی شخص دو حدث رکھتا ہو مثلاً جنابت اور وہ حدث جو واجب کرتا ہو وضو کو تو لائق ہی دونون کی نیت کرنی پس اگر دونون مین سے ایک کی نیت کر کے تیمم کیا تو اگرچہ وہ نہ واقع ہو گا دوسرے سے لیکن یہ ایک تیمم کافی ہو گا اُن دونون سے اور ساری زمین نماز کے لیے مسجد ہی اگر بذات خود پاک ہو اگرچہ نجاست سے تر پھر خشک ہو جاوے اور زمین یا جنس زمین تیمم کے لیے نجاست سے خالی یعنی پاک کرنے والی ہونی شرط ہی اگرچہ اُس پر غبار نہو پس اگر انگلیون مین غبار داخل ہو تو خلال کے لیے تیسری بار ہاتھ مارنے کی حاجت نہین بلکہ بدون ہاتھ مارنے کے انگلیون کا خلال کرنا ضروری ہی واسطے تمام ہونے استیعاب کے اور صحیح یہ ہی کہ مسح کف ضروری نہین بلکہ ضرب کف کافی ہی اور اگر دوسرے کو تیمم کرا دے اور اپنے دونون ہاتھ سے اُسکے ایک ہاتھ پر مسح کرے تو تیسرے ضرب کی بیشبہہ حاجت ہی تا کہ اُس سے اُسکے دوسرے ہاتھ پر مسح کرے پس اگر ڈھیلی انگوٹھی کے نیچے اور چھلّے کے سوراخ مین غبار پہونچا ہو تو اُسکو ہلانا لازم نہین بلکہ سنت ہی ورنہ اوتار لینا یا ہلانا لازم ہی مثل خلال مذکور کے جیسے وضو اور غسل مین لیکن صرف خاک پر تیمم کرنا افضل ہی اجماعاً اور جنس زمین وہ ہی

جو آگ پر نہ نرم ہو نہ پگھلے نہ راکھ ہو جاوے اور وہ کنکر اور پتھر اور ریگ اور ہرتال اور سرمہ اور مردہ سنگ
اور گچ اور چونہ اور گل سرخ اور مونگا اور جواہر ہے اور موتی پر تیمم روا نہیں اگرچہ پیسا ہوا ہو اور
گیلی مٹی اور اجزای زمین سے بنے ہوئے ظروف جو روغنی نہوں پس ظروف چینی سے تیمم جائز نہیں
کیونکہ اُسپر کانچ کا روغن ہوتا ہے ہاں اگر گیرو وغیرہ جنس زمین کے ساتھ روغن اثر کیا ہو
تو جائز ہے اور گیلی مٹی جسکو گارا اور بچھنا کہتے ہیں اگر اسمیں پانی غالب یا مٹی کے
برابر ہو تو اُس سے تیمم جائز نہیں بلکہ اُس سے طہارت کرے اگر اسقدر رقیق ہو
کہ عضو پر بہے کیونکہ غالب چیز کا اعتبار ہے اگر مٹی غالب یا پانی کے برابر ہو تو اُس سے تیمم
جائز ہے لیکن گیلی مٹی سے تیمم کرنا فوت وقت کے خوف سے پہلے خلاف اولی ہے تاکہ بدشکل
نہو جاوے بصورت مثلہ بدون ضرورت کے اور دلوا جیہہ یہی ہے کہ اگر فوت وقت کا خوف نہو
اور خشک مٹی نہ پاوے تو اپنے کپڑے میں گیلی مٹی لگا دے پھر خشک ہونے کے بعد اُس سے تیمم کرے
اور جو چیز زمین کی جنس سے نہیں ہے مثلاً کوئی پاک کپڑا یا بچھونا اُسپر بھی تیمم جائز ہے اگر
اُسپر اسقدر غبار ہو کہ ہاتھ مارنے سے اُسکا اثر ظاہر ہو اور اگر مٹی اُس چیز کے ساتھ ملجاوے
جس سے تیمم جائز نہیں ہے تو غالب چیز کا اعتبار ہے پس سونا یا چاندی لگا ہو تو اُس سے تیمم جائز نہیں
لیکن اگر اُسپر اسقدر غبار ہو کہ ہاتھ مارنے کے کھینچنے سے مٹی کا اثر ظاہر ہے تو تیمم جائز ہے اور
مٹی اگرچہ جلی ہوئی راکھ کے ساتھ ملجاوے پس اگر مٹی غالب ہے تو تیمم جائز ورنہ جائز نہیں ہے اور تیمم
بطور وضو کے اور کف دست کا مسح ہے کہ باطن اور ظاہر خاک پر مارنا اور کشادہ رکھنا انگلیوں کا اور
انگلیاں کھلی رکھنی اور آگے کھینچ لیجانا پھر پیچھے کھینچ لانا اور بقدر خاک پر لگنے کے ہو جاتے کے
اپنے دونوں ہاتھ جھاڑنے اور انگوٹھی اور چھلہ کو ہلانا اور انگلیوں میں اور داڑھی میں
خلال کرنا اور پہلے داہنے پھر بائیں عضو پر مسح کرنا اور ترتیب اور پے در پے تیمم کرنا سنت ہے

یعنی افعال تیمم مین بقدر دھوئے ہوئے ایک عضو خشک ہوجانے کے دیر نہ کرنی او تیمم کرے
اگرچہ تیمم کرنے والا جنب ہو یا وہ حائض جو پاک ہوگئی ہو یا زچہ ہو اور قبل وقت کے تیمم کرنا
جائز بلکہ مندوب ہے اور ایک تیمم سے چند فرض وغیرہ پڑھنا جائز ہے اور جائز ہے تیمم کرنا اگر اُس
عبادت کے فوت ہوجانے کا خوف ہو جسکا بدل نہین پس تیمم جائز ہے نماز جنازہ کی کل تکبیرین
فوت ہوجانے کے خوف سے اور اگر فوت ہونیکا خوف نہو اسطرح پر کہ اگر کوئی شخص نماز جنازہ کا
واقف ہو اور وہ جبکہ وضو کرنے جائیگا تو اُسکا انتظار ہوگا تو اُسکو تیمم جائز نہین لیکن مردہ کے
ولی کو نماز جنازہ کے لیے تیمم جائز نہین مطلقاً اور اگر معلوم کرے کہ وضو کرنے مین بعض تکبیرات مین
شریک ہوگا تو بھی تیمم جائز نہین اسلیے کہ باقی کا ادا کرنا اُسکو ممکن ہے اور اگر ایک جنازہ کی
نماز کے بعد دوسرا جنازہ لوگ لائے پس اگر اُس تیمم کرنے والے کو درمیان ان دونون کے
وضو کرنا ممکن ہوا پانی ملنے اور فرصت پانے سے اور پھر یہ قدرت زائل ہوگئی تو پھر تیمم کرے
دوسری نماز جنازہ کے لیے بالاتفاق اور اگر درمیان مین وضو پر قدرت نہوئی تو تیمم کا اعادہ نہین
اسی قول پر فتوی ہے اور جائز ہے تیمم کل نماز عید کے فوت ہوجانے کے ڈر سے بسبب فراغت
کرنے امام کے یا ڈھلنے آفتاب کے اور اگر مقتدی وضو کرکے آیا مین شریک تھا پھر وضو ٹوٹ گیا
پس اگر وضو کرکے کچھ نماز ملنے کی امید ہو تو تیمم نکرے واگر امید نہو تو تیمم کرکے بنا کرے
اور بنا کرنے والا امام ہو یا غیر امام صحیح تر قول مین اور جب جائز ہونا تیمم کا خوف فوت پر
مدار ہوا تو تیمم جائز ہے سورج گہن اور اسی طرح چاند گہن کی نماز کے لیے اور سنتون کے لیے
اگرچہ فجر کی سنت ہو کہ ڈرا ہو فقط اُسکے فوت ہونے سے بدون فرض کے پس اگر خوف ہو
کہ پانی کے پاس جانے تک سورج گہن تمام ہوچکیگا یا ظہر یا مغرب کا فرض یا ادا کر چکا اور وضو ٹوٹ گیا
اور پانی تک جانے مین وقت فوت ہوتا ہے تو تیمم کرکے اُسے پڑھ لے یا پانی ایک میل سے کم ہے

خادم لینے گیا ہے لیکن اُسکے آنے تک فقط وضو کرنے اور فرض پڑھنے کا وقت باقی رہیگا تو
تیمم کرکے سنت فجر پڑھے پھر جب پانی آوے تو وضو کرکے فرض ادا کرے۔ اگر فرض کے ساتھ
سنت کے بھی فوت ہونے کا خوف ہو تو تیمم نہ کرے کیونکہ سنت کو فرض کے ساتھ قضا کریگا
اور جن نمازوں کا بدل ہے اُنکے فوت ہونے کے خوف سے تیمم نکرے اور بعضے کہتے ہیں کہ
تیمم کرے پس احتیاط زیادہ اسمیں ہے کہ تیمم کرے اور نماز پڑھے پھر وضو کرکے اُسکو قضا پڑھے
اور اگر ایک میل سے کم مسافت پر پانی ہونے کا ظن غالب ہو کسی علامت سے یا ایک
آدمی مکلف متقی کے خبر دینے سے تو جس طرف پانی ہونے کا گمان ہو اُس طرف اُسے تلاش کرنا
اسقدر شرط ہے کہ اُسکے یا ساتھی کے نفس یا مال کے ضرر کا خوف نہو اور اگر پانی کے قریب ہونیکا
ظن غالب نہو یعنی شک ہو یا غیر قوی ظن ہو تو تلاش کرنا واجب نہیں بلکہ مندوب ہے
دیگر امید نہو تو تلاش کرنا مندوب بھی نہیں اور اگر ظن غالب پانی ملنے کا ہو تو اسقدر تاخیر
کرنی مندوب ہے کہ اگر پانی نہ ملے تو وقت مکروہ سے قبل نماز ادا کرلینی ممکن ہو اگر اُس شخص
اور پانی کے درمیان میں بقدر ایک میل کے مسافت ہو اور اگر نماز پڑھی اُس شخص نے
جو آبادی میں نہیں اور بھول گیا پانی کو رحل میں اور رحل اُس قسم سے ہے کہ اُسمیں رکھی ہوئی
چیز کے بھول جانے کی عادت ہے تو اُسپر نماز کا اعادہ نہیں مگر پانی کے چُک جانے کا گمان کر کے
تیمم سے نماز پڑھے تو پانی دیکھکر نماز کا اعادہ کرے اور اگر اُس پانی کو بھولا جو اُسکی گردن
یا پیٹھ پر تھا یا اُسکے سامنے تھا سواری کی حالت میں یا سواری کے پیچھے تھا جبکہ وہ
اُسکا ہانکنے والا تھا یا کوئی شخص اپنا کپڑا بھولا اور برہنہ نماز پڑھی یا ناپاک کپڑے میں
یا نجاست کے ساتھ نماز پڑھی حالانکہ اُسکے پاس وہ چیز ہے جس سے ازالہ نجاست ہو سکتا تھا
یا وضو کیا نجس پانی سے یا بے وضو نماز پڑھی پھر اُسکو پانی یا کپڑا یا نجاست یا بے وضو ہونا

پایا تو نماز پھیر پڑھے اور جو شخص نماز کے وقت میں موجود ہوا اور اُسکے پاس پانی ہو تو اُس سے
پانی مانگنا واجب ہے اگر دینے کا ظن غالب ہو ورنہ واجب نہیں یہی توفیق مختار اور موجہ تر ہے
پس اگر وہ نہ دے تو تیمم کرے وگر پانی کا مالک پانی نہ دے مگر بعوض اُس قیمت کے جو اُسقدر
پانی کا معمول ہے اور وہ لازمی حاجتوں سے زیادہ اُسکے پاس موجود ہے تو تیمم نکرے بلکہ
پانی خرید کے اُس سے طہارت کرکے نماز پڑھے اور اگر وہ اسقدر مانگتا ہے جو اُس موضع میں
پانی کی قیمت کرنے والوں کی قیمت کرنے میں داخل نہیں یا اُسکے پاس اُسقدر قیمت
موجود نہیں ہے تو تیمم کرے اور پانی مانگنے سے پہلے تیمم نکرے بنا بر ظاہر الروایۃ کے
اور بنا بر اُسکے ڈول اور رسی کا مانگنا واجب ہے اور ڈول اور رسی کے لیے انتظار کرنا
مستحب ہے جب تک فوت وقت کا نہ خوف ہو اگر اُسکے مالک نے کہا کہ ٹھہر جا یہاں تک کہ
پانی بھر لوں اور اگر کسی کے ملک میں پانی ہو اور طلب کرنے سے دینے کا ظن غالب ہو
تو اُسکے غلبہ کے ساتھ نماز باطل ہو جاتی ہے پس پانی یا اُسکے بہانے کا آلہ مانگے وگر دینے کا
ظن غالب یا دینے میں شک ہو تو نماز تمام کرکے مانگے اگر اُسنے دیا تو تیمم اور نماز باطل وگر
نہ دیا یا انکار کے بعد دیا تو نماز تمام ہو گئی اور اگر کوئی شخص بند کیا گیا نجس مکان میں اور
اُسکو ممکن نہیں پاک مٹی نکالنی زمین یا دیوار کھود کے اور اُسی کے مانند وہ شخص ہے جو پانی
اور مٹی پاک کرنے والی سے عاجز ہے بسبب بیماری کے تو واجب ہے کہ نمازیوں کے مشابہ ہو جائے
اگرچہ بے وضو ہو یا جنب پس رکوع اور سجدہ کرے وگر مکان خشک نہ پائے تو نماز کا
اشارہ کرے کھڑے ہو کے اور قرأت نکرے اور بسبب حقیقت میں نماز نہونے کے نیت بھی نکرے
پھر جب پانی خواہ مٹی پائے تو سر نو سے نماز ادا کرے اور جسکے دونوں ہاتھ اور دونوں
پانوں کہنی اور ٹخنے سے کٹے ہوں وہ دوسرے شخص سے منہ اور موضع قطع کو دھلا لے

اور سر کا مسح کر لے اور اگر دوسرے شخص کو نہ پائے تو منہ اور سر اور موضع قطع کو پانی پہنچا کے
اور اگر دھونے پر نہ قادر ہو تو منہ اور موضع قطع کو مٹی میں مل لے اور اگر فرض کیجئے کہ دھونے کا
کچھ محل باقی نہ ہو تو تیمم بھی نہ کرے اور بدون طہارت کے نماز پڑھے اور نماز کا اعادہ نہ کرے
صحیح تر قول یہی ہے اور اگر قیدی نے تیمم کے ساتھ نماز پڑھی پس اگر وہ قیدی مقیم ہے تو خلاصی کے
بعد نماز سر نو سے پڑھے اور اگر مسافر ہے تو نماز سر نو سے پڑھنی ضروری نہیں اور سبیل کا پانی
تیمم کرنے کا مانع کرنے والا نہیں جب تک کہ وضو کے لیے بھی نہ معروف ہو اور اگر مشتبہ ہو
تو کثرت کا اعتبار ہے یعنی اگر کثیر ہوگا تو قرینہ سے معلوم ہوگا کہ وضو کے واسطے بھی ہے اور
جبکہ یہ معلوم ہو کہ فقط پینے کے لیے ہے تو اس سے وضو درست نہیں اگرچہ بکثرت ہو اور جو پانی
کہ وضو کے لیے وقف سبیل ہو اُس سے پینا درست ہے اور جنابت والا مقدم اور لائق تر ہے
مباح پانی کے استعمال کرنے میں حائض اور بے وضو اور غسل میت سے اور اگر وہ پانی ان میں سے
کسی ایک شخص کا مملوک ہو تو وہی شخص مقدم ہے اور اگر وہ پانی تینوں میں مشترک ہے تو اسکا
صرف کرنا غسل میت کے واسطے لائق ہے اور تیمم کرنا جماعت کا ایک مکان سے جائز ہے اسلیے
کہ مٹی مستعمل نہیں ہوتی یعنی کہ اگر تیمم کرنے والوں کے ہاتھوں کی مٹی ایک جگہ جمع ہو تو اس پر بھی
تیمم درست ہے مگر مستعمل ہے وہ مٹی جو بسبب مسح کے عضو سے جدا ہوا اور ناقض غسل کا غسل اور
وضو کے تیمم کا ناقض ہے اور ناقض وضو کا صرف وضو کے تیمم کا ناقض ہے اور جبکہ ناقض وضو سے
وضو کا تیمم ٹوٹتا ہے نہ جنابت کا تو اب وضو کرے اگر پانی بقدر وضو کے پاوے اور جو موزے
کہ جنابت کے بعد طہارت کاملہ پر پہنے ہیں انکو اتار کے پاؤں دھوئے پھر وضو کے بعد موزوں پر
مسح کرتا رہے اور جبکہ اتنے پانی پر گذرے جو غسل کے واسطے کفایت کرتا ہے تو جنابت کا
تیمم بھی ٹوٹ جاویگا پھر تجاوز کرنے کے بعد جنابت کے واسطے دوسرا تیمم کرے پھر اسکے بعد

اگر وضو ٹوٹ جاوے اور پانی بقدر وضو کے پاوے تو وضو کرے اور موزون پر مسح نکرے
بلکہ انکو اوتارے اور پاؤن کو دھووے پھر موزے پہنے اور مسح کرتا رہے اور اگر جنبی کے پاس
اسقدر پانی ہو کہ اُسکے کچھ اعضا یا وضو کو کفایت کرتا ہے تو وہ تیمم کرے اعضا یا وضو کی طرف
اُسے صرف کرنا واجب نہین مگر جبکہ جنابت کا تیمم کیا پھر حدث واقع ہوا تو اب وضو کرنا
واجب ہے اور تیمم کو توڑتا ہے قادر ہونا پانی پر اگرچہ عین نماز مین کسی شخص نے اُسپر پانی
مباح کر دیا ہو اور قدرت اسقدر پانی کی ناقض ہے جو کافی ہو اُسکی طہارت کو اور اُسکی
حاجت سے زائد ہو مثلاً تشنگی سے اور آٹا گوندھنے اور نجاست مانع نماز کے دھونے سے
اور اُس عضو کے دھونے سے کہ غسل جنابت سے خشک رہا تھا اور مرتد ہو جانا ناقض
تیمم نہین یعنی اگر مسلمان نے تیمم کیا پھر وہ مرتد ہو گیا معاذ اللہ پھر توبہ کی تو تیمم باقی ہے اور
بسبب جسکے تیمم مباح ہوا تھا اُسکا زوال سابق کے تیمم کو باطل کرتا ہے اور ابتدائے تیمم کو
منع کرتا ہے اور بنا بر قاعدۂ مذکورہ کے اگر تیمم کیا ایک میل پانی سے دور ہونے سے پھر تیمم
کرنے والا پانی کی طرف چلا اور ایک میل سے کم فاصلہ ہو گیا تو تیمم ٹوٹ گیا اور اونگھتے شخص کا
گذرنا پانی پر تیمم کو نہین توڑتا یہی روایت صحیح ٹھہرائی گئی ہے امام سے پسندیدہ ہے فتویٰ
دینے کیواسطے اور اگر وضو کرنے والے کے اعضاء وضو شمار کی راہ سے اور غسل مین
پیمایش کی راہ سے آدھے سے زیادہ زخمی ہون تو تیمم کرے اور اگر اکثر صحیح اور اقل زخمی
یا دونون برابر ہون تو صحیح کو دھووے اور محل جراحت پر مسح کرے اسمین احتیاط زیادہ ہے
اگر تاب نہو تو پٹی وغیرہ کے آدھے سے زیادہ پر مسح کرے ایکبار اور اگر دونون ہاتھ
زخمی ہون اور پاوے اُس شخص کو جو اُسکو وضو کرا دے تو تیمم نکرے ظاہر الروایۃ مین اور
اگر صحیح عضو کے دھونے سے زخمی عضو پر پانی پہونچتا ہو تو تیمم کرے اور جبکہ کیا جا

تیمم اور دھونے مین اور جسکے سر مین ایسا سخت درد ہے کہ وضو کرنے مین مسح نہین کر سکتا
تو اُس شخص سے مسح سر کی فرضیت وضو مین ساقط ہے و گر سر پر کھپاچون کی پٹی ہے تو اُسپر مسح
واجب ہے اور اسی طرح اگر عذر ہو تو غسل مین سر کا دھونا ساقط ہوجاتا ہے پس سر پر اگر ضرر کرتا ہو
تو سر کی پٹی پر مسح کرے مگر یہ بھی ضرر کرتا ہو تو دھونا اور مسح کرنا دونون بالکل ساقط ہین

باب موزون پر مسح کرنے کے بیان مین مسح موزہ رخصت ہے اور مسح کا واجب ہونا
چاہیے اُس شخص پر جسکے پاس پانی نہین ہے مگر اسقدر کہ مسح کو کفایت کرے یا پانون کے
دھونے مین ڈرے وقت نماز کے فوت ہونے سے یا ڈرے عرفات پر ٹھہرنے کے
فوت ہونے سے یعنی اگر دونون قدم دھوتا ہے تو نماز کو پاتا ہے لیکن خوف کرتا ہے عرفات پر
ٹھہرنے کے فوت ہونیکا و گر مسح کرتا ہے تو دونون کو پاتا ہے تو مسح کرنا واجب ہے اور موزے پر
مسح کرنے کی رخصت ہے وضو کرنے والے کے لیے نہانے والے کے لیے نہین اور مسح
موزہ کی تین شرطین ہین پہلی شرط ہونا موزے کا ڈھکنے والا اُس محل کا جسکے وضو مین دھونا
فرض ہے اور کشادہ منھ والے موزے کے اوپر سے پانون نظر آنا مضائقہ نہین پس اگر
موزہ کسی جگہ پھٹا ہوا اور اسکو کپڑے سے باندھے تو مسح کرنے کو کافی ہے اور ثخین
یعنی گفت اور ایسی چیز کے موزے ہونے جسمین پانی سرایت نکرے مثلاً بانات وغیرہ
اور محل مسح کا پشت قدم کے ساتھ مشغول ہونا پس اگر موزہ کشادہ اور لمبا ہو اور
مسح کرے اُس موضع کا جو خالی ہے قدم سے تو مسح جائز نہوگا اور اگر اُسنے قدم کو خالی
مقام مین کر دیا اور اُسپر مسح کیا تو جائز ہے پھر اگر وہان سے قدم کو ہٹا دے تو مسح کا
اعادہ کرنا ضرور نہین اور موزے اُس چیز کے ہونے کا تخمین نہین ہے کہ اپنی عادت کے موافق
ایک فرسخ پیادہ چلنا ممکن ہو اور صلاحیت اسقدر قطع مسافت کی شمسیہ موزے مین ہو

اور مسح کرنے میں ہاتھ کی انگلیون کو کھول کے اُن سے خطوط بنا دے پاؤن کی انگلیون کے
سرون سے پنڈلی کی جڑ تک اور ظاہر کرنا اُن خطوط کا شرط نہیں بلکہ مسح میں شرط سنت ہے
اور کیفیت مسح کی اسطرح ہے کہ داہنے ہاتھ کی انگلیان رکھے داہنے موزے کے سرے پر اور
بائین ہاتھ کی انگلیان رکھے بائین موزے کے سرے پر انگلیون کی طرف پھر وہان سے
اُنکو کھینچ لیجاوے ٹخنون کے اوپر پنڈلی کی جڑ تک ایک بار اور انگلیون کے ساتھ ہتھیلی بھی
رکھنی حسن ہے اور پہلے داہنے پھر بائین موزے پر مسح کرنا غیر مسنون ہے اور ہاتھ کے باطن سے
مسح کرنا مستحب ہے اور مسح فرض کا محل ظاہر دونون موزون کا ہے انگلیون کے اطراف سے
وسط قدم تک اور پنڈلی کی جڑ تک سنت ہے اور جائز ہے مسح دونون جرموقون کے ظاہر پر
اور جرموق وہ ہے جو موزہ پر پہنا جاتا ہے اسکی حفاظت کے لیے سو اگر جرموق چمڑے اور
اسکے مانند کا ہو تو اسپر مسح جائز ہے خواہ اسکو تنہا پہنا ہو یا موزے پر یا پاؤن کے لپیٹے ہوئے
کپڑے پر اور اگر جرموق کپڑے کا ہو اور تنہا اسکو پہنا ہے تو اسپر مسح جائز نہیں اور اسی طرح
اگر اسکو موزے پر پہنا تو بھی جائز نہیں مگر جبکہ تری اندر کے موزے پر پہنچے تو جائز ہے
اور جائز ہے مسح کرنا جرابون پر اگرچہ وہ سوت یا بال کی ہون بشرطیکہ ثخین ہون اور ثخین کی
تفسیر یہ ہے کہ انکو پہنکے تین کوس آدمی چلے اور وہ پنڈلی پر بے باندھے ہوئے آپ سے
ٹھہری رہین اور صلاحیت اسقدر مسافت کی نفسہ جرابون میں ہو اور انکے اندر کی
چیز نظر نہ آوے اور اگر اُتارے دونون جرموقون کو موزون پر سے تو مسح کرے دوسری بار
اپنے موزون پر اور اگر ایک جرموق اتارے تو مسح کرے موزہ پر اور دوسرے پاؤن کی
جرموق پر بھی اسلیے کہ ایک کے نکلنے سے دونون کا مسح جاتا رہا اور اپنا ہاتھ دونون
جرموقون کے اندر داخل کرکے اندر کے موزون پر مسح کرنا جائز نہیں اور منتقل ہو جاتا ہے

مسح جائز ہے بشرطیکہ ثخین ہون اور منعل وہ ہے جسکے نیچے چمڑا لگا ہو اور مجلد پر بھی مسح جائز ہے
ثخین ہون یا نہون اور مجلد وہ ہے جو چمڑے سے بالکل منڈھی ہون اور اگر ثخین نہون
تو ان پر جائز نہین اگرچہ منعل ہون اور جائز ہے بشرطیکہ مجلد ہون اور مسح کرنا ایک بار ہے یعنی
دو تین بار مسح کرنا خلاف سنت ہے اور مسح جائز ہے اگرچہ ہو محدث عورت یا نفسی اور مسح جائز ہے
اُس حالت مین کہ موزے یا جرموق یا جرابین پہنی گئی ہون طہارت پر اور وہ طہارت کامل ہو
اور کامل کی قید سے ناقص حقیقی یا ناقص معنوی خارج ہوگئی ناقص حقیقی چنانچہ وضو کرنے
والے کے سارے اعضا پر پانی نہ پہونچا کچھ خشک رہگیا اور ناقص معنوی چنانچہ
تیمم کرنے والے کی اور معذور کی طہارت اور موزہ پہننے کے وقت طہارت کامل ہونی
ضرور نہین بلکہ حدث کیوقت ضرور ہے پس اگر ایک یا دونون پانون دھوکے موزے پہنے
پھر بقیہ وضو کرے تو بھی مسح جائز ہوگا لیکن اگر صرف پانون دھوکے موزے پہننے کے
بعد بقیہ وضو کرنے کے قبل حدث لاحق ہو تو پھر دھوکے طہارت کامل کرنی شرط ہے اور
مدت اُسکے پہنے رہنے کی پہننے کے بعد اول وقت حدث سے مثلاً اول وقت نیند سے
ایک شبانہ روز اور مسافر کو تین دن راتین ہین اور مسح کا فرض عملی ہاتھ کی تین چھوٹی کانی
انگلیون کے برابر ہے طول اور عرض مین ہر قدم سے نہ ہر موزے سے اور موضع مسح
پانی لگجانا اور اسی طرح گھاس پر چلنے سے شبنم لگجانی کفایت ہے پس اگر ایک قدم پر بقدر
چار انگلیون کے مسح کیا اور دوسرے پر بقدر دو انگلیون کے تو فرض ادا نہوگا اور جب
فرض بقدر تین انگلیون کے مسح ہوا تو ایک انگلی کو ایک بار تر کرکے بقدر تین انگلیون کے مسح کرنا
جائز نہین اور اگر ایک انگلی سے تین بار مسح کیا جدا جدا مقام پر اور ہر بار نیا پانی لیا تو جائز ہے
پس اگر ہاتھون کی انگلیون کے سرون سے مسح کیا اور اُنکی جڑون کو موزے سے جدا رکھا

تو مسح جائز نہوا مگر یہ کہ انگلیون کے سرون سے اسقدر پانی ٹپکتا ہو کہ انکو رکھنے کیوقت بقدر فرض کے موزہ تر ہو گیا تو اب مسح جائز ہو اور اگر پانی ٹپکتا نہین ہو تو مسح جائز نہین ہو اور کسی شخص کا پانوْن کاٹا گیا پس اگر پشت قدم بقدر تین انگلیون کے باقی ہو تو موزون پر مسح کرے و اگر اسقدر باقی نہین ہو تو دونون قدمون کو دھووے اگر دھونیکا محل باقی ہو اور اگر پیدائشی ایک ہی پانوْن ہو یا ایک پانوْن اسقدر کاٹا گیا کہ نہ مسح کرنے کا محل باقی رہا نہ دھونیکا تو ایک پانوْن کے موزے پر مسح کرے اور قدم کی چھوٹی پوری تین انگلیون کے برابر پھٹا ہوا مانع ہو مسح کرنیکا مگر یہ کہ پہنے پھٹے ہوئے موزے پر دوسرا درست موزہ ہو یا جرموق تو اسپر مسح کرے اسلیے کہ اعلی کا اعتبار ہو اسفل کا نہین اور اگر انگلیون پر پھٹا ہو تو تعلق تین انگلیون کا اعتبار ہوگا خواہ بڑی انگلیان ہون یا چھوٹی اور اگر نظر نہ پڑے قدم اسقدر جو مسح کا مانع ہو پیادہ چلنے مین زمین سے پانوْن اٹھانے کے وقت تو مسح کا مانع نہین اگرچہ بہت پھٹا ہو اور قربانی کے دونون کانون کے سوراخون کے جمع کرنے مین اختلاف ہو یعنی ایک قول یہ ہو کہ جمع کرینگے سو اگر ایک کان کی تہائی سے زیادہ ہونگے تو قربانی جائز نہوگی اور دوسرا قول یہ ہو کہ جمع نکرینگے مگر ایک کان کے سوراخون مین موزے کے مانند اور جمع کرنے کو ترجیح دینا لائق ہو احتیاط کی راہ سے باب عبادت مین اور مسح جائز ہو دونون موزون پر اس شرط سے کہ فرض مسح کا واقع ہو پشت موزے کے محل درست پر مگر اس جگہ تھوڑا سا بھی پھٹا ہوگا تو مسح جائز نہوگا اور اگر درست موزے پر مسح کیا پھر وہ اسقدر پھٹ گیا کہ اسپر مسح درست نہین تو مسح سابق ٹوٹ گیا اور ابتدا سے مسح کا منع کرنیوالا ہو اور کمتر سوراخ جو منع کیواسطے جمع کیا جاتا ہی وہ ہی جیسے ٹاٹ کے سینے کا سوا اخل ہوا اور وہ سوراخ جو اس سے کمتر ہو لائق

شمار کے نہین اور مسح کا توڑنے والا وہ ہی جو وضو کا توڑنے والا ہی اور مسح کا ناقض ہی
موزہ اوتارنا اگرچہ ایک ہی موزہ اوتار گیا ہو اور مسح کی مدت گذر جانے سے مسح
ٹوٹ جاتا ہی موزے اوتار کے پانون دھونا ضروری ہی اور اگر ظن غالب مین بسبب سردی
وغیرہ کے ضرر کا خوف ہو تو موزہ اوتارنا ضروری نہین اُن پر مسح کیا کرے مانند مسح
پٹی کے اور اس حالت مین اگر ایکبار اکثر موزہ پر مسح کریگا تو بھی صحیح ہوگا اسی پر
فتوی ہی لیکن سارے موزے پر مسح کرنا افضل ہی اور پٹی کے مسح کے مانند اس مسح کی بھی
مدت نہین یعنی جبتک خوف باقی ہی مسح کرتا رہے اور اگر مسح کی مدت گذر گئی اور
مسح کرنے والا نماز مین ہی اور پانی موجود نہین ہی تو اُسکا نہونا مسح کے ٹوٹنے کا
مانع نہوگا یہی قول مناسب تر ہی روایت کی راہ سے اور راجح تر ہی فہم کی راہ سے
پس شخص مذکور تیمم کرے اور نماز پڑھے جس طرح وہ شخص کہ اُسکے اعضاے وضو مین
کچھ شک باقی رہا اور پانی نہین ہی جو اُسکو دھوے تو اُسکو تیمم کرنا چاہیے اور موزہ
اوتارنے کے بعد اور مسح کی مدت گذر جانے کے بعد اگر وضو نہو تو اُسکے ساتھ پانون بھی
دھولے اور اگر وضو ہو تو کچھ واجب نہین قدم دھونے کے سوا اور نکلنا اور نکالنا آدھے
قدم سے زیادہ کا شرعی موزے سے سارا موزہ نکال ڈالنے کے حکم مین ہی صحیح تر قول مین
اور قدم عبارت ہی ٹخنے سے انگلیون کے سرون تک اور شرعی موزہ بھی ٹخنے سے
انگلیون کے سرون تک ہوتا ہی اور ایڑی موزے کے باہر نکل آنے سے مسح ٹوٹ جاتا ہی
جبکہ اُسکا نکلنا موزہ اوتارنے کی نیت سے ہو لیکن جبکہ اُسکا نکلجانا اپنے محل سے
قصداً نہو بلکہ کشادگی سے یا اور کسی وجہ سے ہو تو مسح نہین ٹوٹتا اور موزہ کے
اندر آدھے قدم سے زیادہ تر ہو جانے سے مسح ٹوٹ جاتا ہی بشرطیکہ قصداً اُسمین پانی

داخل کرے اور بے قصد پانی داخل ہونے سے مسح نہین ٹوٹتا اگرچہ پانی زانو تک
پہونچا ہو اور یہی قول ظاہر تر ہے اور وقت نماز کا نکلنا معذور کے مسح کا ناقض ہے اور
اگر مسح کیا وضو ٹوٹنے کے بعد پھر اُسنے سفر کیا ایک رات اور دن کے تمام ہوجانے سے
پہلے تو وہ مسافر کے مسح کی مدت کو پوری کرے اسطرح پر کہ مجموع تین دن اور راتین
ہوجائین اور یہ مراد نہین کہ سر نو سے تین دن تک مسح کرتا رہے اور اگر مسافر مقیم ہوگیا
ایک رات و دن کے بعد تو موزہ اوتارے اور پانون دھووے اور اگر ایک رات دن
نہین گذرا تو مقیم کی مدت کو پورا کرلے اور مسح جبیرہ یعنی تکٹی کا اور زخم کے پھایہ کا
اور فصد اور محل داغ اور زخم کی پٹی وغیرہ کا حکم نفس عضو کے دھونے کے مانند ہے
یعنی بدل نہین پس مسح کرنا فرض ہوگا یعنی عملی اسی قول صاحبین کی طرف امام نے
آخر کو رجوع کیا اور اسی فرض ہونے پر فتوی ہے اور اس مسح کی مدت معین نہین اسواسطے
کہ وہ دھونے کے مانند ہے تا اینکہ مسح کرنے والا تندرستون کی امامت کرتا ہے کیونکہ
وہ صاحب عذر نہین اور اگر ایک جبیرہ کو بدل کے دوسرے جبیرہ کو باندھا یا جبیرہ گر گئی
تو دوسری بار مسح کرنا واجب نہین بلکہ مستحب ہے اور ایک پانون کی پٹی پر مسح کرنا
اور دوسرے پانون کو دھونا درست ہے اور ایک قدم کی جبیرہ پر کے موزے پر مسح کرنا
اور دوسرے قدم کی صرف جبیرہ پر مسح کرنا درست نہین اور اگر ایک پانون کی جبیرہ پر
مسح کیا اور دوسرے پانون کو دھویا پھر دونون قدم پر موزے پہنے پھر وضو ٹوٹا
تو دونون پر مسح کرنا جائز ہے اور مسح جبیرہ یعنی تکٹی کا صحیح ہے اگرچہ جبیرہ بدون وضو اور
دھونے کے باندھی گئی ہون اور محل شکستہ کا دھونا لازم ہے اور اگر سرد پانی سے
دھونا ضرر کرتا ہو تو گرم پانی سے دھونا چاہیے اور اگر گرم پانی سے بھی دھونا ضرر کرتا

تو مسح کرے اور اگر نفس عضو پر مسح کرنا بھی ضرر کرتا ہو تو اکثر عصابہ یعنی پٹی پر اور گرہ کے پاس کی کشادگی پر مسح کافی ہووے گر مسح بھی ضرر کرتا ہو تو نہ دھونا لازم ہو نہ مسح کرنا اور یہ حکم ضرر کے ہے کہ اُس شخص کو خود پٹی کا باندھنا ممکن نہین اور نہ اُس شخص کو پاتا ہے جو پٹی کو باندھے اور صحت کے بعد پٹی کا گر جانا مسح کو باطل کرتا ہے پس اگر صحت کے بعد حالت نماز مین پٹی گر گئی تو نماز کو سر نو سے پڑھے اور اگر بدون صحت کے پٹی گر گئی تو مسح باطل نہین ہوتا برخلاف مسح موزہ کے اور اسی طرح اگر صحت کے بعد نماز مین وہ گر گئی یا پٹی کا محل اچھا ہو گیا تو نماز کو پھر شروع کرے اور صحت کے بعد پٹی گر جانے سے اُسوقت مسح باطل ہوتا ہے جبکہ اُسکا کھولنا ضرر نکرتا ہو اور اگر ضرر ہو اسطرح کہ گوشت سے پٹی بہت چپکی ہے اور اُسکے جدا کرنے مین زخم کے تازہ ہو جانیکا احتمال ہے تو اس صورت مین مسح باطل نہوگا اور مرد اور عورت اور محدث اور جنب جبیرہ اور اُسکے توابع پر مسح کرنے مین برابر ہین بالاتفاق اور توابع جبیرہ پھاہا ہے اور فصد کی پٹی اور محل داغ اور وہ موضع صحیح ہے جو ضرورت کے سبب پٹی کے نیچے آ گیا ہے اور اگر آنکھون سے مرض رمد کی دوا ہوتی ہو اور نہ دھونیکا حکم ہو تو وہ مثل جبیرہ کے ہے اور پوری پٹی پر مسح کرنا اور مکرر مسح کرنا شرط نہین صحیح تر قول مین تو پٹی پر ایکبار آدھے سے زیادہ پر مسح کرنا کفایت اور اسی پر فتوی ہے اور اسی طرح پٹی کے مسح مین نیت شرط نہین اور صحیح تر قول یہ ہے کہ موزہ کے مسح مین بھی نیت شرط نہین باب حیض کے احکام اور مسائل مین بے ولادت اور بے بیماری کے عورت کے رحم سے جو خون نکل کے فرج داخل کے کنارہ خارج پر ظاہر ہو جاوے وہ حیض ہے اگرچہ جاری نہو اور یہ اسکا رکن ہے اور حیض کی شرطون مین ایک یہ ہے کہ ایام حیض کے بعد پہلے پندرہ دن پاک رہنا

اور دوسری شرط کم نہ ہونا ہے حیض کا کمتر مدت حیض سے اور حیض کے ثابت ہونے کا زمانہ
نو برس کی عمر ہے اور حیض کے ثابت ہونے کا وقت خون حیض کے خارج ہونے سے نہیں
اسکے خارج ہونے سے عورت نماز کو ترک کرے اگرچہ اسے نو برس کی عمر میں پہلی بار حیض
آیا ہو صحیح تر قول میں اور کمتر مدت حیض کے تین دن ہیں تین راتوں کے ساتھ خواہ
انہیں دنوں کی راتیں ہوں یا نہ اور اکثر مدت اسکی دس دن ہیں دس راتوں کے ساتھ
خواہ انہیں دنوں کی راتیں ہوں یا نہ اور جو خون کہ تین رات اور تین دن سے کم ہو اور جو
خون کہ اکثر مدت حیض سے یا اکثر مدت نفاس سے زائد ہو یا حیض اور نفاس کی عادت
مقررہ سے زائد ہو وہ استحاضہ یعنی بیماری کا خون ہے اور جو خون کہ نو برس سے کم عمر کی
لڑکی دیکھے بنا بر قول معتمد کے اور جو خون کہ آئسہ یعنی اتنی عمر والی عورت دیکھے کہ ویسی
عورت اس عمر میں حائض نہ ہوتی ہو بنا بر ظاہر مذہب کے اور جو خون کہ حاملہ دیکھے یہ سب بھی
استحاضہ ہے اور دو حیض کے درمیان میں یا پوری مدت نفاس اور حیض کے درمیان میں
طہر یعنی پاکی کی کمتر مدت پندرہ دن اور انکی راتیں ہیں اور اسکے اکثر کی حد نہیں مگر
جبکہ اسکو خون برابر بلا انقطاع جاری ہو جاوے تو البتہ اکثر طہر کی حد مقرر کرنے کی
حاجت ہوگی اور مبتدأہ یعنی جسکو پہلی دفعہ حیض آیا اگر وہ دس دن کے اندر پاکی دیکھے
یا معتادہ یعنی جسکی پاکی اور حیض مقرر ہو اگر وہ عادت کے اندر پاکی دیکھے تو غسل
نماز میں تاخیر ضرور ہے جب نماز کا وقت مستحب فوت ہو جانے کا خوف ہو تب غسل کر کے
نماز ادا کرے اور اگر عادت کے موافق خون بند ہو تو نماز کے وقت مستحب تک تاخیر
مستحب ہے اور اگر دس روز کے بعد خون بند ہو تو تاخیر نکرے اور اگر دونوں کو استحاضہ کا
خون [illegible] عادت کے بعد غسل کرکے

پاکی کے دنوں میں استنجا اور وضو کر کے نماز پڑھا کرے اور حیض کے ایام میں غسل کیا کرے
اور اگر ایام حیض کے عدد معتادہ بھول جائے یا مہینے میں دس روز معین ابتدا بھول جائے
تو وہ ضالہ ہے پھر جن دنوں میں اُسے حیض کا ظن غالب ہو نماز نہ پڑھے اور جن دنوں میں
ظن غالب ہو کہ میں پاک ہوں یا تردد ہو کہ پاک ہوں یا حائض ہوتی تو ہر وقت وضو
کر کے نماز پڑھا کرے اور جس ایام میں تردد ہو کہ میں حائض ہوں یا پاک ہوتی تو وقت
نماز میں غسل کرے اور نماز پڑھے پھر دوسرے وقت میں غسل کرے اور اسی نماز کو
اعادہ کرے قبل وقت کے اور اسی طرح کیا کرے وقت میں ہر نماز کے اور واجبات
اور سنن ہو کہ وہ ادا کیا کرے اور اسمیں بقدر فرض اور واجب کے قرآن پڑھا کرے اور
فرض کی آخر دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھا کرے اور مسجد میں بضرورت جائے
اور قرآن کا مس نہ کرے اور روزہ نفل نہ رکھے اور سارے رمضان میں روزے رکھے
پھر بیس دن کی قضا کرے اگر جانتی ہو شروع ہونا حیض کا اس بیماری سے پہلی رات کو
اگر ابتدا حیض دن سے جانتی ہو تو بائیس روزے قضا کرے اور طواف الزیارت کرے
پھر دس دن کے بعد اُسکا اعادہ کرے اور طواف الصدر یعنی رخصتی کے طواف کا اعادہ نہیں
اور حیض کی مدت معتادہ میں جس رنگ کا خون دیکھے چنانچہ تیرہ یا خاکستری وہ حیض ہے
پس سرخ اور سیاہ اور زرد اور سبز بطریق اولی حیض ہوگا حیض کے منقطع ہونے تک
اور طہر متخلل یعنی دو خون کے درمیان کی پاکی بھی حیض ہے اس شرط سے کہ طہر شامل دونوں
خون کے ہو یا کم ہو کم مدت حیض سے اگرچہ زیادہ ہو دونوں خون سے پس اگر تین دن سے
زیادہ ہو بعد حیض کے اور نہیں ممکن دیکھنا اگر اسکے ہر ایک دونوں جانب سے حیض کیا جانا ممکن ہے
تو سابق حیض ہے اور اگر ایک جانب میں ممکن ہو تو وہی حیض ہے اور دوسرا استحاضہ اگر کسی جانب میں

ممکن نہین تو کل استحاضہ ہے اور رجائز نہین شروع اور ختم ہونا حیض کا طہر کے ساتھ اور
یہ قول امام محمد کا صحیح اور اسکی تصحیح صریح ہے اور اسی پر فتوی ہے اور چالیس دن نفاس کے
درمیان مین طہر متخلل فاصل نہین نفاس ہے نزدیک امام ابی حنیفہ کے خواہ طہر پندرہ دن سے
کم یا زیادہ ہو اور طہر متخلل کے دونون طرف سے خون کا احاطہ کرنا مثل خون پے در پے کے ہی
اور اسی پر فتوی ہے اور حیض منع کرتا ہے نماز پڑھنے کو مطلقاً یعنی خواہ رکوع و سجود والی
نماز ہو خواہ بغیر رکوع والی اور منع کرتا ہے سجدہ شکر کرنے کو بھی اور منع کرتا ہے جماع کو اور
اگر نماز یا روزہ نفل شروع کیا پھر وہ حائض ہو گئی تو نماز اور روزے کو قضا کرے اور اگر
فرض ہو تو روزے کو قضا کرے اور نماز معاف ہے اور اگر عورت سوئی پاک اور جاگی
حالت حیض مین تو ثبوت حیض کا حکم ہوگا جبسے کہ وہ اٹھی اور اگر سوئی حائض اور جاگی ہوا
تو اسکی طہارت کا حکم ہوگا سونے کے وقت سے اور حالت جنابت اور حیض مین
مسجد مین جانا حلال نہین اور مسجد کی قید سے عیدگاہ اور اسی طرح مقبرہ اور صوفیون کی
خانقاہ اور مدرسہ خارج ہے لیکن جب اہل مدرسہ لوگون کو اسکے اندر نماز پڑھنے سے منع
نکرتے ہون تب وہ مدرسہ مسجد ہے پس تمام مسجد کے احکام رعایت کیے جائینگے اور فناء مسجد حکم مین
مسجد کے ہے اقتدا جائز ہونے مین اگرچہ صفین ملی ہوئی ہون اور داخل ہونے کے حرام
ہونے مین مسجد کے حکم مین نہین اور حائض اور جنب کو داخل ہونا مسجد کا حرام ہے اگرچہ
ایک طرف سے دوسری طرف گذرنے کے لیے ہو مگر جائز ہے ضرورت سے اس طرح پر کہ اسکے
گھر کا دروازہ مسجد مین ہو اور سوا مسجد کے نکلنا اسکو ممکن نہو اور دوسری طرف دروازہ
نہین کر سکتا اور اپنے گھر کے سوا اور مکان کے رہنے پر قادر نہین اور اگر کسی شخص کو
مسجد مین احتلام ہوا تو اگر مسجد سے جلد نکلے تو اسکو تیمم کرنا مستحب ہے اور اگر مسجد مین ٹھہر ا رہا

خوف کے سبب سے بدن کا خوف ہو یا مال کا تیمم کر لینا واجب ہی اور اس تیمم سے نہ نماز پڑھے
نہ قرآن اور حائض اور جنب طواف نہ کرے اور حائض کی ناف کے نیچے سے آخر زانو تک
بدون شہوت کے بھی منع ہو قربت اور ران اور ہاتھ لگانا اگر کوئی چیز حائل نہ ہو پس اگر
کپڑا حائل ہو تو جائز ہی اگرچہ شہوت کے ساتھ ہو اور اسکو دیکھنا اور باقی جسم کے ساتھ
ہر فعل حلال ہی اگرچہ بے حائل اور شہوت کے ساتھ ہو اور حائض کا پکایا ہوا کھانا اور
اسکا چھوا ہوا پانی پینا مکروہ نہیں اور اسکے بچھونے سے علیحدہ رہنا لائق نہیں اور
جنب اور حائض کچھ بھی قرآن مجید نہ پڑھیں بنا بر قول مختار کے قرآن کا ارادہ کرے
مگر ہر کیات چھوٹی ایک آیۃ تام سے کم دعا کے قصد سے یا کوئی کام شروع کرنے کے قصد سے
ممنوع نہیں اور ایسا ایک کلمہ جدا جدا تعلیم کرنا حلال ہی صحیح تر قول میں اور بسم اللہ پڑھنا
بالاتفاق ممنوع نہیں اور اذکار کا پڑھنا مباح ہی مطلقاً لیکن مطلق ذکر کے لیے اور قبرون کی
زیارت اور عیدگاہ میں افضل ہونے کے لیے وضو کرنا مستحب ہی اور ترک اسکا خلاف اولی ہی
اور جنب اور حائض اور بے وضو کو مصحف کا چھونا جائز نہیں اگرچہ فارسی میں لکھا ہو
صحیح تر قول میں اور غیر مصحف میں قرآن کے لکھے ہوئے کو چھونا جائز نہیں اور کتب آسمانی میں
جہاں تحریف اور تبدیل واقع نہیں ہوئی اسکا مس بے طہارت مکروہ ہی اور کتب آسمانی کی
قرات کا حرام ہونا خاص کیا گیا ہی اسکے ساتھ جس میں تبدیل اور تحریف نہیں ہوئی اور جلد
غلاف کے ساتھ کہ مصحف سے جدا نہیں ہی پس مصحف حرام نہیں یا درہم کی تھیلی کے ساتھ
اس درہم کا چھونا جسپر آیت لکھی ہو حرام نہیں اسی کا فتوی ہی یا آستین سے مصحف کا اور ورق کا
الٹنا بھی اسی سے حلال ہی اور قرآن کا دیکھنا جنب اور حائض اور نفسا کو مکروہ نہیں اور جو کپڑا
... تیمم کا ایسے ہو ... مصحف کا چھونا مکروہ ... صحیح ...

احتیاط ہے اور کتب تفسیر و فقہ مین موضع قرآن کا چھونا جائز نہین اور اُسکے سوا کے کا
چھونا درست ہی اور مکروہ نہین چھونا لڑکے بے وضو کا مصحف اور اُس تختی کو جسپر قرآن لکھا ہے
اور جب محدث کسی چیز پر قرآن لکھنا چاہتا ہے اگر اُسپر کاغذ وغیرہ کوئی چیز رکھے اور اُس حائل
چیز پر اپنا ہاتھ رکھ کے قرآن لکھے تو ابو یوسف کے نزدیک مکروہ تحریمی نہین اور امام محمد کے نزدیک
مکروہ تنزیہی ہے اور اگر جنبی کھانے پینے کا یا دوبارہ جماع کا قصد کرے تو مستحب ہے کہ ہاتھ اور ستر
دھو لے اور خباثت دفع کرلے اور کلی کرلے اور گاہے وضو کامل بھی کرلے اور ہاتھ دھونے
اور کلی کرنے کے قبل کھانا پینا جنب کو مکروہ ہے اور حالت حیض مین کراہت نہین لیکن بعد
منقطع ہونے حیض کے اور جنب کو دوبارہ جماع کے لیے غسل کرنا ضروری نہین بلکہ مستحب ہے
اگرچہ احتلام سے جنابت ہوئی ہو اور اگر اکثر مدت کے بعد حیض کا خون بند ہو تو بے غسل بھی
جماع درست ہے لیکن غسل کا انتظار مندوب ہے اور اگر تین رات دن سے کم مدت مین خون بند ہو
تو وضو کرے اور نماز پڑھے نماز کے آخر وقت مین اور اگر حیض منقطع ہوا اپنی یا اقل مدت کے بعد
پس اگر عادت سے کم مدت مین بند ہوا تو جماع حلال نہین اگرچہ غسل کر چکی ہو اور عورت کو
غسل کرے اور نماز پڑھے اور روزہ رکھے احتیاطاً اور آخر وقت تک غسل مین تاخیر کرنی
واجب ہے اور اگر کمتر مدت کے بعد عورت کی عادت پر حیض منقطع ہوا تو اُس سے جماع
حلال نہین یہان تک کہ غسل کرے آخر وقت نماز تک تاخیر کرکے وجوباً یا تیمم کرے
بدلے غسل کے تیمم کی شرط کے موافق اور شرط یہ ہے کہ آب مطلق کافی کے استعمال سے
عاجز ہو اور وہ تیمم کامل ہو یعنی نماز کا مباح کرنے والا ہو لیکن تیمم کے بعد بدون نماز پڑھے
جماع اُسکا حلال نہین یا خون بند ہو جانے کے بعد ایک نماز اُسکے ذمہ مین دین ہو جاوے
اور اگر اسقدر زمانہ رات کا باقی رہے حیض منقطع ہو جسمین نہانا اور کپڑا پہننا ممکن ہے تو اُسپر

روزہ واجب ہے اور اگر وقت نماز تمام ہونے میں زمانہ بقدر غسل اور کپڑا پہننے اور تحریمہ کرنے کے
باقی رہے حیض منقطع ہو تو اسوقت کی نماز اُسپر واجب ہے اور حائض سے جماع کرنے کا
اور وطی دبر کا حلال جاننے والا کافر نہیں ہے قول صحیح اور اسی پر اعتماد ہے لیکن گناہ کبیرہ کا
مرتکب ہے بشرطیکہ اپنے اختیار سے ہو حرمت کو جان بوجھ کر پس اُسکے فاعل کو توبہ
و استغفار لازم ہے اور اگر مرد نے حائض سے جماع کیا اول خون میں حالانکہ خون سرخ ہے
تو ایک دینار و اگر انقطاع خون میں جماع کیا حالانکہ خون زرد ہے تو نصف دینار خیرات کرنا
اُسپر مندوب ہے و اگر اُسکی حرمت کو نہ جانتا ہو یا بے اختیار ہو کسی کے جبر کرنے سے یا حیض کو
بھول کر جماع کیا ہو تو گناہ کبیرہ نہیں اور کیا عورت پر بھی خیرات کرنا مستحب ہے ضیاء میں کہا
کہ ظاہر عورت پر یہ حکم نہیں اور خون استحاضہ کا حکم نکسیر دائمی کے مانند ہے صوم و صلوٰۃ کا
مانع نہیں اگرچہ نماز نفل ہو اور جماع کا مانع نہیں اور حمل کی مدت اقل چھ مہینے اور اکثر دو برس ہیں
اور خواہ ثابت یا ٹکڑے ٹکڑے ہو کے آدھے بچے سے زائد نکلنے کے بعد جو خون رحم سے نکلے
وہ نفاس ہے پس اگر عورت ولادت کے بعد خون نہ دیکھے تو بھی وہ زچہ ہے قول معتمد یہی ہے اسپر
غسل واجب ہے احتیاطاً اور اگر عورت لڑکا جنے اپنی ناف سے اسطرح کہ ناف میں زخم تھا
وہ پھٹ گیا اور بچہ نکل پڑا پس اگر خون رحم سے جاری ہوا تو وہ زچہ ہے و گر خون وہاں سے
جاری نہوا تو وہ عورت زچہ نہ ٹھہریگی اگرچہ اُس مولود پر احکام ولد کے ثابت ہونگے
اور نفاس کا حکم حیض کے مانند ہے ہر چیز میں سات چیزوں کے سوا منجملہ اُنکے ایک یہ ہے
کہ اقل نفاس کی کچھ حد مقرر نہیں مگر جبکہ عدت کے لیے اُسکی طرف حاجت پڑے اور اکثر
چالیس روز ہیں اور جو خون کہ زائد ہے اکثر نفاس یعنی چالیس دن سے وہ استحاضہ ہے اگر
وہ عورت مبتدأہ ہے یعنی پہلے پہل جنی ہے اور معتادہ یعنی جو دوسری زچہ اپنی عادت کی طرف پھیری جاویگی

مثلاً ایک مہینا نفاس کا مقرر تھا اب پچاس دن خون نفاس جاری رہا تو زائد استحاضہ ہے اور
اسی طرح حائض کا حکم ہے یعنی اگر مبتداۃ کو دس دن سے زیادہ خون جاری رہا تو زائد استحاضہ ہے
اور عادت والی اپنی عادت کی طرف پھیری جاویگی پس اگر خون بند ہو گیا نفاس اور
حیض کی اکثر مدت پر یا پہلے اسکے تو سارا خون نفاس میں نفاس ہے اور حیض میں تمام
حیض ہے اگر صرف ایک نفاس اور حیض کے بعد پندرہ دن پاک رہی ہو ورنہ عادت کے
موافق نفاس اور حیض اور عادت سے زیادہ استحاضہ ہے اور عادت ثابت ہوتی ہے اور بدل
جاتی ہے ایکبار سے اسی قول پر فتوی ہے اور دو جڑواں بچوں کی ماں کا نفاس پہلے بچے کے
پیدا ہونے سے ثابت ہوتا ہے اور توامین وہ دو بچے ہیں جنکے درمیان میں چھ مہینے سے
کم زمانہ ہے اور اسی طرح کا حکم تین بچوں کا ہے اور اگر پہلے اور دوسرے ولد میں اور دوسرے
اور تیسرے ولد میں نصف سال سے کم زمانہ ہو تو پہلے اور تیسرے ولد کے درمیان میں
نصف سال سے زیادہ زمانہ ہو جانے کا کچھ اعتبار نہیں صحیح تر قول میں اور جو خون
دوسرے ولد کے بعد آیا ہے پس اگر پہلا ولد پیدا ہونے کے بعد چالیس دن گذرنے کے
قبل دوسرا ولد پیدا ہوا اور خون آیا ہے تو وہ پہلے ولد کا نفاس ہے ولد اول کے پیدا ہونے سے
چالیس دن تک اور اسکے بعد استحاضہ ہے اور اگر پیٹ سے ایسا بچہ ناتمام خواہ آپ سے گر پڑا
یا گرایا گیا جسکی بعض خلقت ظاہر ہو گئی مثلاً ہاتھ یا ناخون یا انگلی یا بال تو وہ بچہ ہے
حکم شرع میں پس عورت اسکے سبب سے نفاس والی ہو جائیگی اور اگر حمل ساقط میں
کچھ اعضا سے ظاہر نہو تو نفاس وغیرہ کا حکم اس سے متعلق نہیں اور اسکے بعد پورا طہر
یعنی پندرہ دن گذر گئے جو خون دیکھا جائے وہ حیض ہے اگر تین دن جاری رہے اور اگر
پورا طہر گذرا اور یہ خون تین دن جاری نہ رہا یا پورا طہر نہیں گذرا

جاری رہا تو وہ خون استحاضہ ہے اور اگر حمل ساقط کا حال معلوم نہوا کہ اسکی بعض خلقت ظاہر
ہوئی یا نہیں مثلاً اندھیرے میں گرا اور پھینک دیا گیا اور نہ حمل کے دنوں کا شمار دریافت ہوا
اور خون ہمیشہ جاری ہو گیا تو نماز کو چھوڑے اپنے حیض کے یقینی ایام میں اسکے بعد
نہاوے پھر نماز پڑھا کرے معذور کے مانند اور حد نہیں کی گئی ایاس کی یعنی ناامیدی
حیض کی پیری کی وجہ سے کسی مدت معین کے ساتھ بلکہ ایاس یہ ہے کہ عورت اتنی عمر کو
پہونچے کہ ویسی عورت کو اس عمر میں حیض نہ آتا ہو اور بعضوں نے کہا کہ ایاس کی مدت
پچاس برس کے ساتھ محدود ہے اور اسی قول پر اعتماد اور فتویٰ ہے اور مدت مذکورہ کے
بعد اگر خون دکھائی دے وہ حیض نہیں ظاہر مذہب میں مگر اس حالت میں کہ اسکا رنگ
سیاہ یا شدت سے سرخ ہو تو وہ حیض ہے اور بعد ایاس کے اس رنگ کا خون بھی
حیض ہے جسکے آنے کی قبل ایاس کے عادت رہی ہو اور جو شخص تمام ایک وقت نماز فرض میں
غیر طبعی وضو کے توڑنے والے عارضہ کے عارض ہونے سے اسقدر زمانہ خالی نہ پاوے
کہ اسمیں وضو اور نماز ادا کرے وہ معذور ہے اور یہ کیفیت ہمیشہ رہنی شرط نہیں بلکہ جسپر
ایک دفعہ ابتدا میں یہ حالت طاری ہو گئی بعد اسکے ہر ایک نماز کے وقت میں ایکبار بھی
وہ عارضہ عارض ہوجایا کرے وہ بھی معذور ہے اور زوال عذر کے لیے شرط ہے تمام ایک
وقت نماز فرض کے کسی جزو میں نہ پایا جانا عذر کا اور حکم معذور کا طہارت کرنی ہے ہر نماز
فرض کے وقت میں اور اس طہارت سے وقت کے اندر نماز فرض و واجب و نفل پڑھے
اور جب نماز فرض کا وہ وقت نکلجاتا ہے تو بسبب عذر مذکور کے طہارت باطل ہو جاتی ہے
اور خروج وقت کی قید نے اسکا فائدہ دیا کہ اگر طلوع آفتاب کے بعد وضو کیا کہ نماز عید
یا چاشت یا ضحی کا وضو ہو تو وضو باطل نہوگا مگر ظہر کا وقت خارج ہونے سے اور اگر معذور کے

کپڑے یا جسم یا جائے نماز پر درم سے زیادہ نجاست لگ گئی تو اسکو نہ دھونا جائز ہی اگر
نماز کے فراغت ہونے سے پہلے پھر کپڑا نجس ہو جاوے مگر فراغت ہونے کے پہلے
نہ نجس ہو تو دھونے کا ترک کرنا جائز نہیں یہی قول پسندیدہ ہی فتوی دینے کے واسطے
اور اگر زمین پر پاک مکان نہیں پایا اور اگر اپنا کپڑا بچھاتا ہی تو اسکے زخموں کی نجاست سے
قبل تمام کرنے نماز کے نجس ہو جاتا ہی تو اسکو کپڑا بچھانے کا ترک جائز ہی اور اگر کسی
مریض کا بچھونا بدلنے سے اگرچہ وہ پھر نجس نہیں ہوتا مگر اسکا مرض بڑھتا ہی تو وہ اسی پر نماز پڑھے
اور معذور کی طہارت باقی نہیں رہتی وقت میں مگر دو شرطوں سے ایک یہ کہ وضو کیا ہو
اپنے عذر کے سبب سے دوم یہ کہ اسپر دوسرا حدث طاری نہوا ہو اور فرض ہی روکنا اپنے
عذر کا یا اسکا کم کر دینا جسقدر ہو سکے اگرچہ اشارہ کرکے نماز پڑھنے سے عذر ہو فوت
اور عذر کے روک دینے سے وہ شخص تندرست کا حکم پیدا کرے گا بخلاف حائض کے
کہ اگر وہ حیض کا سیلان روک دے تو وہ حائض ہی باقی رہیگی اور جس شخص کی ریح
جاری ہی وہ نماز نہ پڑھے پیچھے اس شخص کے جسکا پیشاب نہیں رکتا کیونکہ اسمیں ایک
حدث کا عذر ہی اور امام میں ایک حدث اور دوسرا نجاست کا عذر ہی باب نجاستوں کے
احکام میں اور امام احمد نے ذکر کیا ہی اسکا ملخص یہ ہی کہ حضرت عمرؓ پر پرنالے سے
کوئی چیز گری انکے رفیق نے پوچھا کہ تیرا پانی پاک ہی یا نجس آپنے فرمایا کہ اے
پرنالے والے ہمکو کچھ نہ کہنا اور چلے گئے اور یہی حال ہی جب آدمی کے پاؤں یا
دامن میں رات کو کوئی چیز لگ جاوے اور اسکو معلوم نہو کہ کیا ہی تو اسکو سونگھنا
اور پہچاننا واجب نہیں اسواسطے کہ مکلف پر اسبابات کے جاننے کے بعد حکم مرتب ہوتے ہیں
اور پہلے معاف رہتے ہیں پس جو چیز اللہ تعالے نے معاف فرمائی اسکی جستجو کرنی نہ چاہیے

تمام ہوا کلام ابن قیم کا ملخصاً بلاغ المبین فصل بیان پاکی نجاستون سے جائز ہے دور کرنا
نجاست حقیقی کا پانی سے دھو کے اگرچہ پانی مستعمل ہو اسی کا فتویٰ دیا گیا اور جائز ہے
اسکو دھونا اُس پاک چیز بہنے والی سے بھی جو نجاست کو زائل کرے اور نچوڑنے سے
نچڑ جاوے پس دودھ اور تیل نجاست کو زائل کرنے والا نہین اور جس چیز مین مسام نہون
مثلاً آئینہ و شمشیر و روغنی ظرف پر یا موزہ پر وہ نجاست نمودار ہو جسکی ذات خشک
ہونے کے بعد مشاہدہ ہو ساتھ حس بصر کے اگرچہ غیر چیز کے ساتھ بلکہ خشک ہونے کے بعد
نظر آوے اُسکی ذات اور اثر کے زوال سے پاک ہو جاتا ہے اسی کا فتویٰ دیا جاتا ہے اور
طہارت مین ضرر نہین کرتا باقی رہنا نجاست کے لازمی اثر کا مثلاً رنگ و بو جسکا زوال دشوار ہے
اور ابوداؤد اور ابن ماجہ کی حدیث سے معلوم ہوا کہ جوتیان پہنکے نماز پڑھنی جائز ہے
رسول خدا صلعم اور آپکے قول اور فعل کے اعتبار سے اور اپنے داہنی اور بائین طرف
اپنی جوتیان نہ رکھے مگر یہ کہ نہو اُسکے بائین طرف کوئی اور چاہیے کہ رکھے اُنکو درمیان دونون
پانون اپنے کے یا نماز پڑھے انمین ملخصاً از بلاغ المبین جوتی پہنکے نماز پڑھنے کے بیان مین
اور مسلمان مکلف نہین اثر لازم کے دور کرنے مین گرم پانی یا صابون وغیرہ سے
اور طہارت کا مخل نہین جیسے تیل کی چکنائی کا رہنا مگر مردار جانور کی چربی کی چکنائی
مانع طہارت ہے کیونکہ عین نجاست ہے پس اُس سے چمڑے کو دباغت بھی نہ کیجیے اور گر نجاست
غیر نمودار ہو تو دھونے والے کے ظن غالب مین پاک ہونے تک دھو جانے سے
پاک ہو جاتا ہے اسی کا فتویٰ ہے وگر اُسے وسوسہ ہو تو پاک ہونے کے لیے واجب ہے کہ
تین بار اور مندوب ہے کہ سات بار دھووے اور اگر ممکن ہو تو ہر مرتبہ بقدر قوت دھونے والے
اور اُس چیز کے زور کر کے نچوڑے اور مرتبہ آخر مین ایسا نچوڑے کہ اُس سے قطرہ نہ ٹوٹ

ممکن نہو اور جو نچوڑ نہ سکے مثلاً بوریا پس اگر جانے کہ نجاست کے اجزا کو جذب نہیں کیا تو ذات
نجاست کے زوال سے پاک ہوجاتا ہے اور جسمیں جذب ہوا ہے پہلے دھو کے اسقدر
توقف کرے کہ قطرے کا ٹپکنا موقوف ہوجائے پھر دھو کے اسی قدر توقف کرے پس
سہ بارہ دھو جانے اور اسی قدر توقف کرنے کے بعد پاک ہوجاتا ہے اور یہ یعنی تین بار
دھونا اور نچوڑنا نچڑنے والی چیزمیں اور دھونا تین بار خشک کرنے کے ساتھ اسکے غیر میں
اسوقت ہے کہ دھویا جاوے طاس یا اجاری میں لیکن اگر نہر یا تالاب میں دھویا جاوے
یا اسپر بہت پانی ڈالا جائے یا اسپر پانی جاری ہو تو وہ پاک ہوجاتا ہے مطلقاً بلا شرط نچوڑنے
اور سکھلانے اور چند بار غوطہ دینے کے اور کتے کے جھوٹے باسن کو سات بار دھونا چاہئے
فتویٰ اسی پر ہے مسک الختام اور اگر استنجا کا پانی ٹپکا موزے کے نیچے اور اسکے اندر
داخل نہیں ہوا تو کچھ مضائقہ نہیں اور پاک ہوجاتا ہے موزہ اسکی تبعیت سے جیسے کوزہ
وغیرہ کا دستہ جس ہاتھ سے پکڑا اور تین بار دھویا تو پاک ہوجاتا ہے اسکی تبعیت سے
وہ بھی اور نیند میں سے جو کوئی جاگے تو چاہیے کہ ناک چھنکے تین بار کیونکہ رات میں
شیطان رہتا ہے انکی ناک کے نتھنے میں اور نہ ڈالے اپنا ہاتھ ظروف میں پہلے اسکے کہ دھو
اسے تین بار کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کہاں رہا ہاتھ اسکا رات میں مشکوٰۃ اور اگر گر گئی شراب
اُس دیگ میں جسمیں گوشت ہو تو گوشت تین مرتبہ دھونے سے پاک ہوجاتا ہے لیکن بعد جوش کے
امام ابی یوسف کا قول جو نہیں لیا جاتا ہے یہ ہے کہ پاک ہوجاتا ہے آب پاک میں تین بار جوش دینے اور ہر بار
خشک کرنے سے خشک کرنا اسکا ٹھنڈا کرنا ہے اور امام ابی حنیفہ کے نزدیک پاک نہیں ہوتا کبھی اور
اسی کے ساتھ فتویٰ ہے اسی طرح گیہوں تین بار جوش دینے اور خشک کرنے سے پاک
ہوجاتا ہے امام ابی یوسف کے نزدیک لیکن مفتی بہ قول آگے مذکور ہے اور اسی طرح اختلاف ہے

پاک ہونے اور نہ ہونے میں تین بار دھونے اور خشک کرنے سے اس مرغ کے جو پانی میں
ڈالا گیا پر اکھاڑنے کے پیٹ چاک کرنے سے پہلے پس بہتر یہ ہے کہ گرم پانی میں ڈالنے سے
پہلے اسکے پیٹ سے نجاست کو نکال ڈالیں اور محل ذبح میں جو خون کہ جما ہے دھو ڈالیں اور
اسی طرح جو گیہوں کہ شراب میں پکایا گیا مفتی بہ یہ ہے کہ وہ بھی پاک نہیں ہوتا کبھی اسی طرح گوشت
مگر جب اسمیں سرکہ ڈال کے ٹھہر جائے کہ اسمیں کی کل شراب بھی سرکہ ہو جائے تب مضائقہ نہیں
لیکن پیشاب میں جوش ہوا گیہوں پاک نہیں ہوتا کبھی اگرچہ وہ سرکہ میں پڑا رہے کیونکہ پیشاب کی
ذات بدل کے سرکہ نہیں بنتا اور جو گیہوں پیشاب میں بھیگا ہو وہ پانی میں تین بار دھویا جائے
اور خشک کیا جائے اور بھگویا [illegible] سے ہر بار اسکی [illegible] ہونے کا زائل ہونا ہر مرتبہ اور جو
آٹا شراب میں گوندھا گیا اور روٹی پکی وہ دھونے سے پاک نہیں ہوتی لیکن اگر ٹکڑے ٹکڑے
کر کے سرکہ میں ڈالی جائے یہاں تک کہ شراب کا اثر جاتا رہے تو پاک ہو جاتی ہے اور زمین
یا جو چیز اسکے حکم میں ہے مثلاً اینٹیں جو زمین میں لگی ہوویں یا گھاس زمین میں لگی ہوئی
خشک ہونے کے بعد اگر اسپر کی نجاست کا اثر معلوم نہو تو وہ پاک ہو جاتی ہے اور اسپر
طاعت درست ہے لیکن تیمم درست نہیں اسواسطے کہ نماز کے لیے زمین کا فقط پاک ہونا
شرط ہے اور تیمم کے لیے پاک کرنے والی ہونی شرط ہے اسی طرح خشک ہونے سے پاک
ہو جاتی ہے وہ چیز جو زمین پر ثابت اور قائم ہے پس ہلنے زمین کے ساتھ متصل ہونے سے
حکم زمین کا پیدا کیا اور پھر زمین سے جدا ہونے یا تر ہونے سے نجاست عود نہیں کرتی اور
اسی طرح جس چیز کی طہارت کا حکم کیا گیا بدون سائل چیز کے وہ تر ہونے سے
پھر نجس نہیں ہوتی اور جو چیز زمین سے جدا ہے مثلاً اکھڑی ہوئی اینٹ یا زینہ چوبی
وہ دھونے سے پاک ہوتا ہے اور اگر ارادہ ہو جلد زمین کے پاک کرنے کا تو اسپر پانی بہاوے

تین مرتبہ اور ہر مرتبہ پاک کپڑے سے خشک کرے اور اسی طرح اُسپر بکثرت پانی بہانے سے
حتی کہ نجاست کا اثر نہ معلوم ہو زمین پاک ہو جاتی ہے اور اس دوسری صورت مین آیا غُسالہ
یعنی دھوون اُسکا نجس ہے یا پاک مختار یہ کہ اگر بعد پاک ہو چکنے کے اُسکا غُسالہ وہان سے
جدا ہوا اور اُسمین نجاست کا اثر نہ معلوم ہو تو پاک ہے اور اگر قبل پاک ہونے جگہ کے وہان سے
جدا ہو تو پلید ہے اور اگر زمین کو خشک ہونے کے قبل پاک کیا چاہین تو جہان تک نجاست کا
اثر معلوم ہو کھرچ ڈالین اور جس شراب مین کوئی نجس چیز نہ ملی ہو وہ سرکہ ہو جانے سے اور
سور نمکسار مین پڑکے نمک بن جانے سے حلال ہو جاتا ہے اور بلاغ المبین مین شراب سے
سرکہ بنانے کے حکم مین لکھا ہے کہ شراب سے سرکہ بنانا درست نہین اور جو چیز حلال ہے
اُسے طاہر ہونا لازم ہے اور گندگی کنوئین مین گر کے کالی مٹی ہو کے کیچڑ بنجانے سے
پاک ہو جاتی ہے اسی کا فتوی دیا جاتا ہے اور نجس تیل کا صابون بنانے سے پاک ہو جاتا ہے
اسی قول پر فتوی ہے بوجہ بلوی عمی اس سے بچاؤ دشوار ہے جیسے وہ تنور جو نجس پانی سے
چھڑکا گیا اُسمین روٹی پکانے کا ڈر نہین چنانچہ نجس مٹی کا ظرف آگ مین پکنے کے بعد
پاک ہو جاتا ہے اگر اُسمین نجاست کا اثر نہ معلوم ہو اور اُسمین داخل کی جائین وہ چیزین
جنکی حقیقت کا استحالہ ہو گیا ہو اور جیسے عام ہوا اور مجرد وصف کا استحالہ ہو جانے سے مثلاً
نجس دودھ کا پنیر بنانے سے حلال نہین ہوتا اور گوہ وغیرہ جلجانے سے پاک ہو جاتا ہے
اور اس خاکستر پر نماز درست ہے منہیہ وغیرہا اور اسی مین ہے کہ پانی مین پڑنے سے نجس
کرتی ہے پس صحیح نہین لیکن جو چیز طاہر ہے اُسے حلال ہونا ضرور نہین مثلاً آروی زمین کہ
طاہر ہے مگر اُسے کھانا درست نہین لیکن مختار۱۵ یہ کہ اگر ضرر کرے تو کھانا روا نہین اور جسقدر
ضرر نکرے چونکہ کھانا مضائقہ نہین اور اگر کپڑے یا جسم مین محل نجاست مشتبہ ہو تو بے تحری

۵۱ موذا القریب فی آداب الاکل والشرب سے نقل کیا ۱۲ منہ

یعنی بے فکر کیے بھی ایک طرف کے دھونے سے پاک ہو جاتا ہے لیکن تحری کرنے مین اور سارا دھونے مین احتیاط اور یہی قول مختار ہے پھر اگر دھونے کے بعد اگرچہ نماز مین معلوم ہوا کہ نجاست دوسری طرف ہے جو دھو نہین گیا تو دھو کے کچھ اعادہ نکرے مگر صرف اُسی نماز کو سرِ نو سے پڑھے جسمین وہ مشغول تھا چنانچہ اگر گیہون پیشاب کیا مثلاً اُس گیہون پر جسکو اُس سے روندوا کے بھوسے سے جدا کرتے ہین پھر بقدر نجس ہونے کے یا زیادہ صرف کیے گئے یا دھوے گئے تو باقی گیہون اور جو صرف ہوئے دونون حلال ہو جاتے ہین بسبب احتمال باقی ہونے نجاست کے دوسرے مین لیکن جسکو اپنے حصے مین نجاست کا یقین ہو تو یقین پر عمل واجب ہے اور اگر نصف سے کمتر روئی نجس ہو جائے تو دھننے سے ساری پاک ہو جاتی ہے اور جمی ہوئی چیز پر جہانتک نجاست کا اثر معلوم ہو چھیل کے دفع کر دینے سے حلال ہو جاتی ہے اور نہ کھانے کی چیز پاک ہو جاتی ہے لیکن اگر روغن بالکل نجس ہو تو اُسی قدر پانی ڈال کے جوش دے حتی کہ روغن اوپر تیر آئے پس کسی چیز سے اُٹھا لے تو حلال ہو جاتا ہے و گر روغن سائل ہو تو اُسی قدر پانی اُسمین ڈالنے اور حرکت دینے سے حلال ہو جاتا ہے اور اگر دودھ اور شیرہ خرما اور شہد نجس ہین اُسی قدر پانی ڈال کے جوش دے حتی کہ وہ عود کرے اپنی جگہہ تک تو حلال ہو جاتا ہے اور معاف کی گئی نجاست غلیظہ تندار بقدر درہم کے وزن مین کہ ساڑھے چار ماشہ ہے اور تندار وہ ہے جو دیکھی جائے خشک ہونے کے بعد مثلاً گاڑھا خون یا وہ پیشاب جسکا رنگ نظر آئے خشک ہونے کے بعد اور معاف کی گئی نجاست غلیظہ تندار ہتھیلی کے گڑھے برابر پیمائش مین اور غیر تندار وہ ہے جو نہ دیکھی جائے خشک ہونے کے بعد مثلاً وہ خون یا وہ پیشاب جسکا رنگ نظر نہ آئے خشک ہونے کے بعد لیکن اسقدر نجاست غلیظہ کا زوال مستحب ہے اور ترک اُسکا اشد مکروہ ہے گر اسقدر وزن اور پیمائش سے کم ہو

تو اُسکا بھی زائل کرنا مستحب ہے اور ترک اُسکا خلاف اولی ہے اگر معلوم ہوا اور زائل کرنے پر
قدرت رکھتا ہو پس اگر نماز شروع کر چکا اور قدر درہم کے یا اُس سے کم نجاست اُسکے ساتھ
معلوم ہوئی تو اگر وقت مین وسعت ہو تو دھونا افضل ہے پھر نماز پڑھنی اگر جماعت فوت ہوتی ہو
تو اگر پانی مل سکتا ہو اور دوسری جماعت پا سکتا ہو تو بھی دھونا افضل ہے والا نماز نہ توڑے
اور اگر وزن اور پیمائش مذکورہ سے نجاستین مذکورہ زیادہ ہون تو مانع نماز ہین اور انکا زائل کرنا
واجب ہے اور نجاست خفیفہ[۱۵] معاف ہے اگر کسی ایک عضو کے یا پارہ جامہ مثلاً آستین یا کلی
یا پردہ کے چہارم حصہ سے کم پیمائش مین لگی ہو اسی پر فتوی ہے اور نجاست کی مقدار مین
اعتبار نجاست لگنے کے وقت کا ہے یہی مختار اور اسی قول کے ساتھ فتوی دیا گیا پس اگر
نجاست لگنے کے وقت درہم سے زیادہ تھی پھر خشک ہو کے کم ہو گئی تو نماز کی منع کرنے
والی ہے اور معاف ہے پیشاب کی چھینٹین جنکر پڑا ہو اگرچہ چھینٹ سوئی کی نوک کے برابر یا تاگے کی
طرف کے سر کے برابر ہو اگرچہ پانی کے لگجانے سے پیشاب کی چھینٹین پھیل کے بڑھ جائین
یعنی عرض و طول مین حد سے زیادہ ہو جائین اور اُسکا اعتبار نہ ہونے کے سبب سے جسپر پڑی ہون
وہ موضع تھوڑے پانی کو بھی نجس نہین کرتا اگرچہ زیادہ اور بعض بعض سے مل گئی ہون لیکن
اگر پیشاب کی چھینٹ تھوڑے پانی مین پڑے گی تو اُسکو نجس کرے گی بشرطیکہ چھینٹ کا
اثر پانی پر ظاہر ہو اس طرح کہ گرنے کے وقت پانی مین فرجہ ہو جائے یا پانی ہلجائے ورنہ
اُسکا کچھ اعتبار نہین اور اگر پیشاب کی چھینٹین نمودار باہم مل گئین اور درہم کے مقدار سے
زائد ہو گئین تو چاہیے کہ مانع نماز ہون اور اگر چھینٹین سوئی کے ناکے کی جانب کے سر سے
بڑی ہین تو متفرق جمع کیجائینگی پس اگر قدر درہم سے زیادہ کو پہونچین گی تو مانع
نماز کی ہونگی اور خمر اور باقی شرابین نشہ لانے والی اور رگون کا لہو بہا ہوا اور ریح کے سوا

[۱۵] نجاست خفیفہ [illegible]

جن چیزوں سے وضو ٹوٹے یا غسل واجب ہو اگرچہ اُس لڑکے کا پیشاب ہو جو نہیں کھاتا اور
حرام گوشت چارپایہ کا گوہ اور پیشاب نجاست غلیظہ ہے اور حکم منی کی نجاست کے بیان میں
لکھا ہے کہ انسان کی منی کو شافعیہ وغیرہ پاک اور امام مالک اور ابو حنیفہ وغیرہ نجس کہتے ہیں
بلاغ المبین اور مذی کے بیان میں لکھا ہے کہ مذی نکلنے سے وضو کرنے کا حکم فرمایا
اور اگر کپڑے پر لگ جاوے تو ایک چلو پانی اُس جگہ پر چھڑک دے بلاغ المبین میں لکھا اور جو پرند
ہوا میں اُڑتا نہیں مثلاً مرغابی بط اور مرغ اُسکی بیٹ نجاست غلیظہ ہے اور نجاست خفیفہ
پانی کے لیے نجاست غلیظہ ہے اور جو پرند ہوا میں اُڑا کرتا ہے اگر اُسکا گوشت کھایا نہیں جاتا
مثلاً باز اور چیل تو اُسکی بیٹ نجاست خفیفہ ہے لیکن کنوئیں کو نجس نہیں کرتی اور جو پرند
ہوا میں اُڑا کرتا ہے اور اُسکا گوشت کھایا جاتا ہے مثلاً کبوتر اور گنجشک اُنکی بیٹ پاک ہے
اور گوبر اور لید نجاست خفیفہ ہے لیکن اہل ضرورت میں پاک ہے اور حلال گوشت چارپایہ کا
پیشاب نجاست خفیفہ ہے اور امام مالک اور احمد اور محمدؒ اور بعض شافعیہ کے نزدیک پاک ہے
اور اسی قسم سے ہے گھوڑے کا پیشاب اور خون مچھلی کا پاک ہے صحیح مذہب میں کیونکہ وہ خون ہے
صورت میں نہ حقیقت میں اور چمگیدڑ کا پیشاب اور اُسکی بیٹ پاک ہے اور ظاہر روایت میں
چوہے کی مینگنی اور پیشاب اور بلی کا پیشاب نجس ہے لیکن ضرورت متحقق ہے بلی کے پیشاب میں
غیر اوانی میں جیسے کپڑے پس اُسکے لیے معاف ہونے پر فتوی ہے اور اسی طرح ضرورت
متحقق ہے چوہے کی مینگنی میں اگر وہ گیہوں اور اُسکے مثل کے ساتھ پس جاوے بشرطیکہ
اُسکا اثر معلوم نہ ہو اور چوہے کا پیشاب پس اُسمیں ضرورت متحقق نہیں لیکن اُسکے
معاف ہونے پر فتوی ہے اور یہی صحیح تر ہے اور اگر مختلط ہو نجاست غلیظہ اور خفیفہ پس اگر
برابر یا زیادہ ہو غلیظہ تو سب غلیظہ ورنہ سب خفیفہ ہے اور اگر حمام میں نجاست جلانے کی گرمی سے

دیوار وغیرہ تر ہو جاوے تو اُسکے قطرے نجس نہین بسبب نہ بچ سکنے کی ضرورت کے جب تک
نجاست کا اثر معلوم نہو اور نجاست کے دھوین سے جمع ہوا نوشادر طاہر ہے اور اگر
نجس کپڑا تغاری مین ہو اور اُسپر پانی وارد ہو یا پانی تغاری مین ہو اور اُسمین نجس
کپڑا پڑے تو پانی اپنے محل مین طاہر ہے یہان جب وہان سے جدا ہو تب اُسکے نجس ہونے کا
حکم ہوگا اور محل نجاست پاک ہونے کے لیے اگر تغارہ وغیرہ اُسکے مانند مین دھوے
تو بہتر ہے کہ پہلے صرف نجس کپڑا تغارے مین رکھے پھر اُسپر پانی ڈال کے دھوے

فصل ہے استنجا کے احکام مین استنجا کے معنی قُبل اور دُبر سے زائل کرنا نجاست کا ہے
اور استنجا سنت موکدہ ہے پتھر سے اور اگر نہ ملے تو اُس قسم کی پاک چیز سے جو کچھ قیمت
نرکھتی ہو اور نجاست کی زائل کرنے والی ہو مثلاً ڈھیلا و اگر یہ بھی نہ ملے تو خاک سے
کرے اور اُسکے مانند دوسری چیز سے بھی جائز ہے لیکن بے عذر ضرورت بہتر یہ ہے
کہ بعد استنجا کے اٹھنے سے پہلے موضع استنجا کو کپڑے سے پونچھ لے اور کپڑون کو آب مستعمل
بچاوے اور استنجا سے مقصود زائل کرنا نجاست کا ہے اور یہ مسنون نہین کہ مرد جاڑے مین
پہلا ڈھیلا پیچھے سے آگے لاوے اور دوسرا آگے سے پیچھے لیجاوے اور تیسرا اول کے
مانند اور گرمی مین اسکے برعکس اور عورت ہر موسم مین اول پیچھے کی طرف سے آگے لاوے
اور پیچھے کی طرف سے آگے لانا وغیرہ قول قاضی خان کا ہے اور زیلعی و شمنی نے اسکو ضعیف کہا ہے
اور ڈھیلون سے استنجا کرنے کے بعد اگر محل حجاب سے ملے تو پانی سے استنجا کرنا سنت ہے
ہر زمانہ مین اسی کا فتوی ہے حتی کہ اگر نماز مین ہے اور محل حجاب سے ملے تو دھووے اور
صرف اسی نماز کو سر نو سے پڑھے جسمین تھا اور اگر محل حجاب سے ملے تو ڈھیلون پر کفایت کرے
اور واجب ہے محل استنجا کا دھونا اگر مخرج پر نجاست قدر درہم سے زیادہ ہو اور اگر درہم کے

ف
وعن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال رأیت عمر بن الخطاب بال ثم مسح ذکرہ بالتراب ثم التفت الینا فقال ہکذا علمنا رواہ الطبرانی فی الاوسط وابو نعیم فی الحلیۃ فتح المنان فی ادب التخلی و الاستنجاء ۱۲ منہ

برابر ہو تو دھونا مستحب اور ترک اُسکا اشد مکروہ ہے اور اگر اُس سے کم ہو تو بھی دھونا مستحب اور ترک اُسکا
خلاف اولی ہے اور اُس حیوان کی ہڈی سے جو ذبح کیا گیا اور گوبر اور کوئلے سے اور کھانے کی
اور محترم چیز سے اور جس سے منتفع ہون اور حق غیر سے اور کلوخ کے جس طرف سے استنجا کیا ہو
اور داہنے ہاتھ سے استنجا مکروہ ہے بشرطیکہ بائین ہاتھ مین عذر نہو پھر اگر بایان ہاتھ لُنجا ہو
اور پانی جاری نہ پاوے اور نہ اُس شخص کو پاوے جس سے جماع حلال ہے کہ وہ اُسپر پانی ڈالے
تو پانی سے استنجا ترک کرے اور اگر دونون ہاتھ لُنجے ہون تو استنجا بالکل ساقط ہو گیا یعنی
ڈھیلے سے بھی اور پانی سے بھی اُس بیمار کے مانند جسنے نہ پایا اُس شخص کو استنجا کرا لینے کے لیے
جس سے جماع حلال ہے شامی مین تاتارخانیہ سے منقول ہے کہ اگر مرد مریض کی زوجہ اور لونڈی نہو
اور بیٹا اور بھائی ہو اور وہ نہ قادر ہو وضو کرنے پر تو وہ اُنسے وضو کرا لے لیکن استنجا نہ کراوے
کیونکہ اسکی فرج کا مس درست نہین اور استنجا اُس سے ساقط ہو گیا اور اگر عورت مریضہ کا
زوج نہو اور وہ نہ قادر ہو وضو کرنے پر اور بیٹا اور بھائی ہو تو اُنسے وضو کرا لے لیکن اُس سے
استنجا ساقط ہو گیا اور پکی اینٹ اور ٹھیکری اور کانچ سے استنجا مکروہ ہے اگر مقعد کو ضرر
پہونچنے کا یقین ہو ورنہ مکروہ تحریمی نہین اور پیشاب کرنا کھڑے ہو کے یا لیٹ کے
یا ننگے ہو کے مکروہ تنزیہی ہے بدون عذر کے اور بے عذر قبلہ کے سامنے بیٹھنا اور اُسکی
طرف پشت کرنی بول و غائط کے لیے اگرچہ عمارت کے اندر ہو مکروہ تحریمی اور استنجا
کرنے کے لیے مکروہ تنزیہی ہے اور اگر غافل ہوا اور یاد آجائے تو منحرف ہونا مندوب ہے اگر
ممکن ہو پس اگر اُس جہت کی طرف سینہ پھیرا اور ذکر کو اُدھر سے پھیر کے پیشاب کیا تو مکروہ نہین
و اگر اُس جہت کی طرف سے سینہ پھیرا اور ذکر کو اُسی طرف پھیر کے پیشاب کیا تو مکروہ ہے
اور دو آدمی کو پاخانہ مین برہنہ بیٹھنے اور باتین کرنے والے پر خدا ے تعالی غضب مین آتا ہے

اور یہی حکم عورتون کو بھی ہے بلاغ المبین اور آیا لازم ہے تحری یعنی جہت عرصہ کعبہ کو معلوم
کرنے مین قصد اور فکر کرنی اگر مشتبہ ہو اُس شخص پر جیسے نماز مین پس ظاہر یہ کہ بالن و مکروہ
تحریمی ہے شخص بالغ کو پیشاب کرانا بچہ کا جہت قبلہ کی طرف کو اسلیے کہ بالغ کو بچہ کے ساتھ
ایسا فعل کرنا حرام ہے جو بچہ پر وقت بالغ ہونے کے حرام ہو مثلاً حریر یا زیور پہنانا بچہ کو
حرام ہے اور عین آفتاب اور ماہتاب کا سامنا اور اُسکی طرف پشت کرنی بول و غائط کیلیے
مکروہ تنزیہی ہے اور بول و براز کرنا بند پانی مین مکروہ تحریمی اور آب جاری مین مکروہ تنزیہی ہے
لیکن اگر کشتی اور جہاز سے اوترنا ممکن نہو تو مکروہ نہین اور بول و براز کرنا مکروہ تحریمی ہے
نہر یا کنوئین یا حوض یا چشمہ کے کنارے پر یا باردار درخت کے نیچے یا کھیت مین یا جس
سایہ مین لوگ بیٹھتے ہون اور قبرستان مین اور مکروہ ہے بول و براز کرنا مسجد اور عیدگاہ کے
گرد مین اور چہارپایون کے درمیان اور لوگون کی راہ مین اور ہوا کے مقابل اور ہر سوراخ مین
جو پیشاب کے لیے مقرر نہو اور اُس جگہ مین جہان کوئی گذرتا ہو یا وہان بیٹھتا ہو اور
راہ یا قافلہ یا خیمہ کے برابر اور پست مین پہنچکے بلند زمین کی طرف پیشاب کرنا اور
مکروہ ہے بول و براز کرنا وضو یا غسل کرنے کی جگہ مین اور مکروہ ہے بول و براز کرنے کی
حالت مین کلام کرنا اور بیت الخلا اور حمام مین اور حالت مجامعت مین اللہ تعالی کا
ذکر زبان سے نکرے اور دینیات مین فکر نکرے لیکن اُسکی قدرتون مین
فکر کسی حالت مین ترک نکرے اور خلا یعنی پاخانہ مین کا طریقہ یہ ہے کہ جسمین تعظیم کی چیز لکھی ہو
اگر وہ کیسہ مین نہو تو اپنے ساتھ نہ لیجاے اور عمامہ اوتارکے صرف ٹوپی سر پر رکھے
بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ پڑھکے پہلے
بایان پائون اُسکے اندر رکھے او بیٹھ جانے کے قریب ستر کھولے اور دونون پائون پھیلا کے

بائین پانون پر زور دے کے بیٹھے اور اذان کی اجابت نکرے اور سلام کا اور چھینکنے والے کی
تحمید کا جواب نہ دے وگر خود چھینکے تو بے زبان ہلائے قلب مین تحمید کہے اور اُس چیز کی طرف
نہ دیکھے جو آگے یا پیچھے سے نکلے اور بے حاجت ستر اور آسمان کی طرف نہ دیکھے اور دیر تک نہ بیٹھے
اور کسی طرف زیادہ التفات اور بدن سے فعل عبث نکرے نہ بے عذر کھکارے اور نجاست مین
نہ تھوکے نہ ناک چھنکے بلکہ سر جھکائے ہوئے بیٹھا رہے اور فراغت ہونے کے بعد پہلے
آلہ کے نیچے سے حشفہ کی طرف نچوڑے تب مرد ایام سرما مین پہلا ڈھیلا پیچھے سے آگے لاوے
اور دوسرا آگے سے پیچھے لیجاوے اور تیسرا اول کے مانند اور گرمی مین اُسکے برعکس کرے
اور عورت ہر موسم مین اول پیچھے کی طرف سے آگے لاوے اور تین کلوخ کا شمار استنجا مین مستحب ہے
تب کھڑے ہو جانے کے قبل ستر کرے اور پہلے داہنا پانون باہر کرکے نکلے اور غُفرانک
اَلحمدُ للہِ الَّذی اَذھَبَ عَنّی مَا یُؤذِینی وَ اَمسَکَ عَلَیَّ مَا یَنفَعُنِی کہے اور
حصن حصین مین ہے کہ جب بیت الخلا سے نکلے تب کہے غفرانک الحمد للہ الذی اذھب
عَنّی الاَذیٰ وعَافَانی اور بائین ہاتھ مین کلوخ لے کے استبرا کرے حتی کہ پیشاب کا اثر
منقطع ہو جانے کا یقین ہو جاوے لیکن عورت فراغت ہونے کے بعد ایک ساعت لطیف
صبر کرکے استنجا کرے پس مرد ہو یا عورت پہلے دوسری جا تین بار ہاتھ دھوئے اُسکے بعد
ستر کھولکے پانی سے پاکیزگی حاصل کرے اسطرح کہ داہنے ہاتھ سے پانی کا ظرف اُٹھا کے
پانی ڈال کے بائین ہاتھ سے پیشاب نکلنے کی جگہ دھووے پھر بائین ہاتھ سے مل مل کے
براز نکلنے کی جگہ دھووے اور استنجا کے بعد علیحدہ دونون ہاتھ کا مٹی سے مل مل کے
دھونا سنت ہے اور یہی صحیح ہے اور طہارت مین شرط ہے دور کرنا عین نجاست اور بدبو کا
پس مخرج سے اُسکا زائل ہونا معلوم ہوتا ہے ظن غالب سے اور ہاتھ سے بدبو کا دفع ہونا سونگھنے سے

۱۷ استبرا یعنی کمی کی طلب کرنی نکلنے والی چیز سے ... یہانتک کہ اُسکے زائل ہونے کا یقین ہو جاوے

معلوم ہوتا ہے مگر جبکہ عاجز ہو اُسکے دفع کرنے سے تب معاف ہے اور اگر نہ پانی مین گدھے کے
پیشاب کرنے سے چھینٹین اُڑ کے پڑین تو ترجیح دیتا ہے ظن ہبات کو کہ وہ پیشاب کی ہین اور
جاری پانی مین کی چھینٹون مین اعتبار اثر کا ہے اور اگر گدھے کے پھینکنے سے چھینٹین اُڑ کے پڑین
تو وہ قطعاً پانی کی ہین اور وہ جاری ہو یا بستہ لیکن قوت کے ساتھ پھینکنے کی وجہ سے اُسمین
احتمال نجاست کا ہے پس اعتبار اثر کا ہے اور بستہ پانی سے مراد قلیل پانی ہے اور اگر پاک کپڑا لپیٹا گیا
نجس کپڑے تر مین تو نجس ہوا اگر اُسکی طراوت یا اثر اُسمین ظاہر ہو ورنہ نجس نہین ہوا اور اگر
شراب گری سرکہ مین پس اگر ایک قطرہ گرا تو سرکہ کھانا حلال نہین مگر ایک ساعت کے بعد اور اگر
شراب کو زہ بھر ہے تو وہ سرکہ فی الحال حلال ہے وجہ اُسکی یہ ہے کہ ایک قطرہ مین خمر ہونا تو بسبب
اُسکی ذات بدل جانے پر دلیل لائے تو کچھ توقف کرنا چاہیے اور اگر کوزہ بھر شراب گری ہے اور
اُسکا اثر اور بو باقی نہ رہا تو صاف معلوم ہو گیا کہ اُسکی ذات سرکہ کے ساتھ بدل گئی اور اگر
مرا چوہا پایا گیا لوٹے مین اور معلوم نہین کہ لوٹے مین مرا یا گھڑے مین یا کنوئین مین تو اُسکا
مرنا لوٹے مین محمول ہوگا اور ذبیحہ اور پانی اور طعام کو ایک متقی حلال کہتا ہے اور دوسرا متقی
حرام کہتا ہے تو ذبیحہ کو حرام سمجھنا چاہیے اور پانی اور طعام کو حلال اور تحری کرے یعنی سوچے پاک
کپڑے کے دریافت کرنے مین اُن کپڑون مین جو آدھے سے کم پاک ہین اور اکثر نجس پس جب
تحری سے ایک کپڑا پاک ٹھہرے تو اُسی مین نماز پڑھا کرے تحری تو ٹنی جائز نہین ہان
اگر اُسمین نجاست ظاہر ہو تو دوسرا کپڑا اُسکے اختیار کرے اور تحری کرے پانی کے
اُن ظرفون مین جن مین آدھے سے زیادہ پاک ہین و گر آدھے سے کم پاک ہین تو سب کو نجس جانے
مگر پینے کی ضرورت سے اقل مین بھی تحری پر عمل کرے اور حرام ہے کھانا اُس گوشت کا جو متغیر ہو گیا
اور سہر جانور کا پت اُسکے پیشاب کا حکم رکھتا ہے اور جگال اُسکی سرگین کا حکم رکھتا ہے

گارے کے پانی اور مٹی مین سے ایک بھی نجس ہوگا تو گارا نجس ہوگا یہی قول صحیح اور مختار ہے
کیونکہ ملنے سے دونون مین سے ایک کی بھی نجاست زائل نہین ہوتی اور ترکیب سے دوسری چیز
نجاستی ظاہر الفہم نہین جس سے لازم آتا ہے سب مرکبات کا پاک ہونا جبکہ اُنکے بعض مفردات
نجس ہون حالانکہ یہ ظاہر الفساد ہے بخلاف سرگین کے جبکہ ملایا جاوے مٹی مین لیپنے کا
تہیہ کرکے ہے واسطے کہ اسمین ضرورت ہے اُسکی نجاست کے ساقط ہونے کی طرف اور فاسق
اور ذمی کے کپڑون مین نماز درست ہے اور قنیہ کا اسمین نجاست کا یقین ہو اور ذمی کے پائجامون مین
نماز مکروہ ہے یہ شاید اسوجہ سے ہے کہ وہ استبرا اور استنجا نہین کرتے کتاب الصلوۃ پنجگانہ نماز
فرض عین ہے ہر مسلمان عاقل بالغ پر باجماع اہل اسلام اگرچہ واجب ہے دس برس کے لڑکے کو
ترک نماز پر مارنا ہاتھ سے تین بار ضرب متوسط سے تعلیم اور روزہ نماز کے مانند ہے حکم کرنے اور مارنے مین
بنا بر صحیح قول کے اور نماز روزہ پر خصوصیت نہین بلکہ کرنے کا حکم کیا جاوے لڑکون کو ہر کام کا اور
جسکی ممانعت ہے اُس سے اُسے روکنا چاہیے اور نماز سے انکار کرنے والا مرتد کا حکم رکھتا ہے اور
نماز کا قصداً ترک کرنے والا سستی اور کاہلی کی راہ سے گنہگار ہے قید کیا جاوے یہان تک کہ نماز پڑھے
اسی طرح شہر رمضان کا روزہ ترک کرنے والا واجب الحبس ہے اور اگر کافر نے نماز پڑھی تنہا
وقت مین امام کے پیچھے اپنی نماز کو پورا کرکے نہ فاسد کرکے یا وقت نماز مین اذان دی یا اسنے اپنا
یا چرنے والے جانورون کی زکوۃ ادا کرے مانند سجدہ تلاوت کرنے کے یا کہ ہو سکے یا ہیئت
کاملہ سے حج کیا یا قرآن پڑھا تو وہ ان افعال سے مسلمان ٹھہریگا نہ تنہا نماز پڑھنے سے اور نہ
اور اموال کی زکوۃ دینے سے اور نہ روزہ رکھنے سے اور نہ حج غیر کامل کرنے سے اور نماز خاص
بدن کی عبادت ہے پس اسمین نیابت نہین کسی طرح یعنی نہ جان کی نیابت جیسے حج نفل مین
دوسرے کو نائب کرنا ہر طرح درست ہے اور حج فرض مین بھی صحیح ہے بشرطیکہ عاجز ہو موت تک اور

نمازوں میں مال کی بھی نیابت نہیں جیسے روزوں میں درست ہے کہ شیخ فانی یعنی جسکی قوت
فنا ہوگئی ہو وہ فدیہ دیسے اور یہ عاجز ہونا بھی موت تک شرط ہے اور نماز ادا کرنے کا سبب وقت کا
وہ جز ہے جو نماز سے متصل ہو اور وقت نکل جانے کے بعد سارا وقت اسکا سبب ہے پس اگر
آخر وقت میں نماز ادا کیا تو وہی وقت سبب ہے اگرچہ وہ ناقص ہو چنانچہ عصر میں آفتاب پہ
نظر ٹھہرنے کا وقت لیکن اسوقت میں صرف اسی روز کی نماز عصر ادا کرنی صحیح ہے مع کراہت تا اگر
عذر نہو تو کراہت کے ساتھ پس وقت کے پچھلے جز میں واجب ہوگی نماز اسوقت کی ہوش میں
آنے سے اس مجنون اور غشی والے کے جسکا جنون و غشی پانچ نمازوں سے زیادہ رہی ہو
اور واجب ہوگی نماز حائض اور نفسا پر کہ دونوں اپنی اپنی اکثر مدت پر پاک ہوگئیں اور لڑکے پر
کہ وہ بالغ ہوگیا اور کافر پر کہ مسلمان ہوگیا اور لڑکے اور کافر نے اول وقت میں نماز پڑھی ہو
اور آخر جز سے وہ بالغ ہوا ہو یا اسلام لایا ہو اور آخر وقت کے درمیان میں تحریمہ کی گنجائش
رکھتا ہو اور لفظ اللہ کے تحریمہ ہونے پر فتویٰ ہے اور اگر پانچ نمازوں سے کم جنون و غشی رہا
تو اسوقت کی بلکہ اسکے قبل کی بھی جو نمازیں فوت ہوئی ہوں اسپر واجب ہونگی گو نہ باقی ہو
افاقہ اور آخر وقت میں مانند بقدر گنجائش تحریمہ کے اور اگر حائض اور نفسا اکثر مدت سے کم میں
پاک ہوئیں اور بعد طہارت کے وقت نماز تمام ہونے میں زمانہ زیادہ یا بقدر غسل اور کپڑا
اور تحریمہ کرنے کے باقی ہے تو اسوقت کی نماز واجب ہوگی اور نہیں تو نہیں اور جب تک طلب تقد
ادا نے نماز کا نہ معلوم ہوگا واجب ہونا ادا سے نماز کا موقوف رہیگا کنارۂ آسمان میں
عرض میں سفیدی صبح مع زیادہ پھیلنے والی کی ابتدا سے آفتاب کا کنارہ نکلنے تک نماز فجر کا
وقت ہے اور وسط آسمان سے آفتاب کے ڈھلنے سے ہر شئی کا سایہ سوا سایہ اصلی کے دو مثل
کامل ہونے تک نماز ظہر کا وقت ہے بعد اسکے نماز عصر کا وقت ہے اسوقت تک کہ دائرۂ آفتاب
پ

نظر ٹھہرنے لگے اور بعد غروب ہوجانے جرم آفتاب کے نماز مغرب کا وقت ہے اور کنارہ آسمان
سیاہ ہوجانے سے نماز عشا اور وتر کا وقت ہے صبح تک لیکن نماز عشا پر وتر کا مقدم کرنا
صحیح نہیں اور کسی نماز کا وقت نپانے والے پر بھی اُسوقت کی نماز کا پڑھنا فرض ہوتا ہے
مثلاً بلغار میں چلہ کی گرمی میں کہ شفق سرخ کے غائب ہونے سے پہلے صبح طلوع ہوجاتی ہے
پس وہاں عشا اور وتر کے لیے اندازہ کرے یعنی غروب آفتاب سے وقت عشا تک
جتنی مدت گذرتی تھی اُسکے بعد پڑھے یا بلاد قریبہ پر قیاس کرلے اور ان دونوں کی
قضا کی نیت نکرے اسی کا فتوی ہے اور اسی طرح حدیث صحیح مسلم میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
تعالی علیہ وآلہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا صحابہؓ نے کہا کہ وہ زمین پر کس قدر ٹھہریگا فرمایا
چالیس دن ایک دن سال کے برابر اور ایک دن مہینے کے برابر اور ایک دن ہفتے کے برابر
اور باقی دن تمھارے دنوں کے مانند صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سو جو دن کہ سال کے برابر ہوگا اُسمیں ہمکو ایک دن کی نماز کفایت کریگی فرمایا نہیں
اُسکے واسطے اندازہ کرلینا اور مستحب ہے نماز فجر کو روشنی میں شروع اور ختم کرنا یہی مختار ہے
اسطرح کہ چالیس آیتیں کو ترتیل کے ساتھ دونوں رکعتوں میں پڑھے اور بعد اسکے دوبارہ
ممکن ہو سر نو سے طہارت کرنی اور نماز پڑھنی پہلی حالت پر قبل طلوع آفتاب کے لیکن
حاجی کو مزدلفہ میں تاریکی میں نماز ادا کرنی افضل ہے اور مثل اول کے سایہ کو دو چند کرکے
ایام سرما اور بہار اور خریف میں نصف اول کامل ہونے کے قبل نماز ظہر اور جمعہ ادا کرنی
اور ایام گرما میں نصف آخر کامل ہونے کے قبل ادا کرنی مستحب ہے اور وقت عصر کو
دو چند کرکے نصف آخر میں اُسوقت تک نماز عصر پڑھے یعنی مستحب ہے کہ قبل آفتاب متغیر
نہوتا اُسپر نظر ٹھہر سکے یہ صحیح تر قول ہے اور نماز عصر کی تاخیر کرنی آفتاب کے متغیر ہونے تک

مکروہ ہی لیکن نماز عصر شروع کرکے پڑھنا آفتاب کے متغیر ہونے تک مکروہ نہین اور ہمیشہ آفتاب کا
جرم غروب ہونے کے بعد ہی دو رکعت پڑھی جانے کے عرصہ مین نماز مغرب شروع کرنی
مستحب ہی اور اسقدر عرصہ کے بعد نماز پڑھنی مکروہ تنزیہی ہی اور جب کثرت سے ستارے
نکلین تب مکروہ تحریمی ہی اور رات کا پہلا تیسرا حصہ تمام ہونے کے قبل نماز عشا ابتدا کرنی
اور اُسی کے آخر مین تمام کرنی مستحب ہی اور نصف شب تک مباح اور اُسکے بعد صبح تک مکروہ
تنزیہی ہی اگر جماعت کا انتظار نہو اور تاخیر کرنا وتر کا آخر شب تک مستحب ہی اُسکو جو اُسوقت کے
جاگنے پر اعتماد رکھتا ہی ورنہ سونے سے پہلے پڑھنا افضل ہی اور رات کی ساری نمازون کے
بعد وتر کو ادا کرنا مستحب ہی اور ابر مین عصر اور عشا مستحب وقت سے کچھ قبل ادا کرنی اور باقی
نمازین یقینی وقت ہونے تک دیر کرکے ادا کرنی مستحب ہین اور شرط کی گئی ہی واسطے صحت
نماز کے داخل ہونا اُسکے وقت کا اور اعتماد اُسکے داخل ہونیکا اور شرط کیا گیا ہی علم داخل ہونے
وقت نماز کے اور کافی ہی اسمین اذان ایک شخص کی یا خبر دینا اُسکا اگر عدل ہو یعنی بالغ
عاقل مسلم اوقات نماز کا عالم ایسا کہ اُسکے قول پر اعتماد کیا جائے ورنہ تحری کرے
اور ظن غالب پر عمل کرے اور اذان کا حکم نماز کے مانند ہی تعجیل اور تاخیر مین تفصیل سابق کے
موافق اور جرم آفتاب کا کنارہ نکلنے سے ایک نیزہ بلند ہونے تک اور نصف النہار سے
آفتاب کے زوال تک اور آفتاب متغیر ہونے سے یعنی جب سے قرص آفتاب مین نظر ٹھہرنے لگے
غروب ہونے تک ہر زمانہ اور ہر مکان مین کوئی قسم نماز کی منعقد نہین ہوتی مگر نفل اور
نذر مقید یعنی جسکو اُسنے اِنہین اوقات مین ادا کرنے کی نذر کی ہو اور قضا اُس نفل کی
جسکو اِنھین اوقات مین توڑا ہو اور سجدہ اُس آیہ کا جو وقت کامل مین پڑھی گئی اور سجدۂ
شکر کا اور سہو کا اور نماز اُس جنازہ کی جو حاضر ہوا اِن وقتون سے پہلے اور عصر اُس دن کی

منعقد ہوتی ہے کراہت کے ساتھ اور اِس عصر کی تاخیر اور ادا دونون مین کراہت ہے پس انکو توڑنا اور وقت کامل مین قضا کرنا واجب ہے یہی ظاہر الروایۃ ہے مگر اُس دن کی نماز عصر کو توڑنا اور اُسمین سجدہ سہو نکرنا جائز نہین اور اگر سہو کیا نماز صبح مین یا قضائے فائتہ مین بعد عصر کے پس آفتاب طالع ہوا یا سرخ ہوا بعد سلام کے تو ساقط ہوا اُس سے سجدہ سہو کا اور اگر سجدۂ تلاوت اور نماز جنازہ انہین اوقات مین واجب ہوئی ہو تو نماز جنازہ مین تاخیر نکرنی اور سجدہ کے ادا مین تاخیر کرنی افضل ہے اور درمیان فجر اور طلوع جرم آفتاب کے اور بعد نماز عصر کے اُس وقت تک کہ آفتاب پر نظر ٹھہرنے لگے تمام قسمین نماز کی منعقد ہو جاتی ہین لیکن قصداً نفل اور واجب لغیرہ کراہت کے ساتھ منعقد ہوتی ہے حتی کہ اگر بعد طلوع فجر کے کسی نفل کی نیت کی تو وہ سنت فجر کی ہو جائیگی وگر تہجد کی نماز پڑھتا ہو اور ایک رکعت کے بعد فجر طلوع ہو گئی تو افضل یہ ہے کہ دوسری رکعت پڑھ لے کیونکہ نفل بعد فجر کے بدون قصد کے واقع ہوئی اور یہ نماز سنت فجر کے قائم مقام نہین ہو سکتی صحیح تر قول یہی ہے اور واجب لغیرہ وہ ہے جو بندہ کے اپنے فعل سے اپنے اوپر واجب کر لیا ہو اور وہ سجدہ سہو ہے لیکن یہ مکروہ نہین مگر نماز نفل اور واجب لغیرہ مین کہ جیسے اِن دونون وقتون مین انکا فعل مکروہ ہے ان مین سجدہ سہو بھی مکروہ ہے اور وہ کہ جسمین طواف کی اور جس نماز کو شروع کیا مستحب یا مکروہ وقت مین پھر اُسکو توڑ ڈالا اگرچہ فجر کی سنت ہو اور نذر مقید ہے پس ان اوقات مین جو نمازین کراہت کے ساتھ منعقد ہوتی ہین انہین توڑنا اور وقت کامل مین قضا کرنا واجب ہے اور نماز مغرب کے قبل صاحب ترتیب کی قضائے فائتہ اور نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت بے کراہت جائز اور مکروہ ہے نفل اور سجدہ سہو کے سوائے واجب لغیرہ بسبب مکروہ ہونے تاخیر مغرب کے مگر تھوڑی تاخیر مکروہ نہین اور مکروہ ہے نفل اور سجدہ سہو کے سوائے واجب لغیرہ وقت نکلنے امام کے

حجرہ سے خطبہ پڑھنے کے واسطے یا امام کے کھڑے ہونے کے وقت سے منبر پر چڑھنے کے لیے
اگر امام کا حجرہ نہو آخر نماز تک اور اُسوقت نماز فائتہ بھی مکروہ ہے لیکن اگر اُسوقت صاحب
ترتیب نماز فائتہ کو قضا کرے تو مکروہ نہیں اور نماز فرض کی اقامت کے وقت نفل مکروہ ہے
مگر سنت فجر کی مکروہ نہیں اگر فوت جماعت کا نہ خوف ہو وگر حصول جماعت اُسکی التحیات کے
پا جانے سے بھی نہوتا ہو تو سنتوں کو ترک کرے اصل سے یعنی اُنکو قضا بھی نکرے
اور وقت مستحب تنگ ہونے کے وقت غیر وقتیہ مکروہ ہے اور مکروہ ہے نفل نماز عیدین سے پہلے
ہر طرح یعنی مسجد میں بھی اور گھر میں بھی اور بعد نماز عیدین کے مسجد میں نفل مکروہ ہے گھر میں
مکروہ نہیں صحیح تر قول میں اور مکروہ ہے نفل مابین اُن دو دو نمازوں کے جو ملائی جاتی ہیں
عرفات پر اور مزدلفہ پر اور اسی طرح نفل مکروہ ہے عرفات کی دو نمازوں کے بعد اور مکروہ ہے
نماز بول و براز یا تقاضا بول یا تقاضا براز یا ریح کے غلبہ کرنے کے وقت اور نماز مکروہ ہے
اُس کھانے کے حاضر ہونے کے وقت جسکی طرف نمازی کا دل مشتاق ہو مگر اُسکی طرف
طبیعت حریص نہو تو مکروہ نہیں اور طعام کے مانند ہر ایک وہ چیز ہے جو حضور دل کی
مانع ہے اور اوقات مذکورہ کے مانند نماز مکروہ ہے چند مکانوں میں چنانچہ کعبہ معظمہ پر اور راہ میں
بدون سُترہ کے اور جہاں جانور ذبح ہوتے ہیں اور قبرستان میں اور مضائقہ نہیں نماز کا
اگر اُسمیں کوئی موضع نماز کے لیے قرار دیا گیا ہو اور اُسمیں نجاست ہو نہ قبلہ اُسکا
قبر کی طرف ہو اور غسل خانہ میں اور حمام میں اور کفار کی عبادتگاہ میں اور نالے کے اندر
اور جہاں چوپائے بیٹھتے ہیں وگرچہ وہ جگہ پاک ہو تو اُنکی حالت غیبت میں مکروہ نہیں اور پاخانے میں
اور اُسکی چھت پر اور چھینی ہوئی زمین میں اور بے اذن بیگانی زمین میں اگرچہ چھینی ہوئی نہو
بشرطیکہ بوئی جوتی ہو اور مکروہ ہے سونا نماز عشا سے پہلے اگر اُسکو نماز کے لیے جاگنے کا

اعتماد نہو اور نماز عشا کے بعد بے حاجت کلام دنیا مکروہ ہے اور مکروہ ہے کلام دنیا کرنا بعد
طلوع فجر کے نماز فجر کی ادا کرنے تک اور بقول بعض طلوع آفتاب تک اور ایک یا دو نیزہ
آفتاب بلند ہونے تک اور جمع فعلی یعنی پہلی نماز مثلاً ظہر مین تاخیر کرنی اور دوسری نماز مثلاً
عصر مین تعجیل کرنی جائز ہے اور جمع وقتی جائز نہین اگرچہ سفر او بارش کا عذر ہو پس اگر
دو فرضون کو جمع کیا ایک وقت مین تو وہ فرض فاسد ہے جسکو اُسکے وقت پر مقدم کیا
مثلاً اگر ظہر کے وقت مین نماز عصر پڑھی تو نماز عصر فاسد ہے اور فرض کی تاخیر وقت سے
مثلاً مغرب کو عشا کے ساتھ ملا کے پڑھنا حرام ہے اگرچہ تاخیر سے نماز فرض صحیح ہوتی ہے
بطریق قضا کے مگر حاجی کو جمع کرنا ظہر اور عصر کا عرفات پر وقت ظہر مین اور مغرب و عشا کا
جمع کرنا مزدلفہ پر وقت عشا مین ثابت ہے اور کچھ مضائقہ نہین دوسرے امام کی تقلید کرلی
ضرورت کے وقت مثلاً سفر کی ضرورت سے جمع بین الصلوٰتین مین شافعی کی تقلید کرنی
جائز ہے خصوصاً سفر حجاز مین کہ وہان اہل قافلہ ٹھہرتے نہین اور تنہا رہنے مین جان و مال کا
خوف ہے اور طحطاوی اور شامی نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ بے ضرورت کے تقلید
جائز نہین اور یہ ایک قول ہے مذہب مین اور دوسرا قول یہ ہے کہ جائز ہے مطلقاً اگرچہ
بے ضرورت ہو گو کہ بعد وقوع اور نزول کے ہو لیکن تقلید مین شرط یہ ہین کہ لازم پکڑ لے
سب اُن احکام کو جنکو اس عمل کیواسطے اُس امام نے واجب ٹھہرایا ہے کیونکہ خطبہ مین ذکر کر چکے
کہ حکم تلفیق یعنی جو حکم چند مذہب سے مخلوط ہے باطل ہے بالاجماع پس جمع بین الصلوٰتین مین
امام شافعی کے احکام یہ ہین کہ اگر جمع تقدیم ہے تو اُسمین شرط ہے پہلی نماز کی تقدیم اور جمع کی
نیت کرے یعنی پہلی نماز کے فارغ ہونے سے پہلے اور دونون نمازون مین اِسقدر جدائی نکرے
جسکو عرف مین جدائی جانتے ہون اور جمع تاخیر مین صرف یہی شرط ہے کہ نیت کرے

جمع کرنے کی دو نمازون مین پہلی نماز کے وقت کے خارج ہونے سے پہلے اور جمع تقدیم افضل ہے
مسافر کو منزل پر اور جمع تاخیر بہتر ہے چلنے کی حالت مین اور پڑھے سورۂ فاتحہ نماز مین اگر
مقتدی ہو اور اعادہ کرے وضو کا مس فرج سے وغیر ذلک شروط اور ارکان سے
جو متعلق اس فعل سے ہو

باب اذان کے بیان مین

اذان شریعت مین
نماز کے لیے خبردار کرنا ہے اوپر طریقہ خاص کے ساتھ چند الفاظ معین ترتیب دیے گئے کے
اور اذان کی یہ تعریف قضا کی اذان کو اور خطیب کے سامنے کی اذان کو بھی شامل ہے اور الفاظ
معین کی قید سے یہ اشارہ ہوا کہ دوسری زبان مین اذان درست نہین گو لوگ جان لین
کہ اذان ہوتی ہے اور جس سبب کے حادث ہونے سے اذان سرنو سے کہنی پڑے
وہ داخل ہونا وقت نماز کا ہے اور مردون کے لیے مخلیہ کہ مؤذن کو اونچے مکان پر
اذان کہنی سنت مؤکدہ کفایہ ہے فرائض پنجگانہ کے لیے انکے اوقات مین اور جو شخص
اذان کہے اپنے نفس کے لیے یا جماعت حاضرین کے لیے تو اسکے لیے مکان عالی ہونا
سنت نہین اور اگر کل یا بعض اذان قبل وقت کے واقع ہو تو سرنو سے کہی جاتی ہے
مانند اور اگر امام حاضر ہوا اقامت کے بعد ایک ساعت کے اور اسنے سنت فجر پڑھی
تو اقامت کو دوسری بار کہنا واجب نہین لیکن اگر اقامت اور نماز مین مدت زیادہ ہو جائے
یا پایا جائے وہ عمل جو قطع اور جدا کرنے والا ہے درمیان اقامت اور نماز کے مثلاً کھانا تو اقامت
سرنو سے کہنی مستحب ہے اور اذان سنت ہے چار بار اللہ اکبر کہنے کے ساتھ شروع اذان مین
اسطرح کہ ایک آواز مین دو بار اور دوسری آواز مین بھی دو بار یعنی چار آوازون مین چارون
تکبیر کو جدا جدا نہ کہے اور اذان مین ترجیع مکروہ تنزیہی ہے اور ترجیع یہ ہے کہ شہادتین کو پہلے آہستہ
پھر بلند آواز سے کہے اور اذان مین لحن نہین اور لحن یہ ہے کہ حروف کے ادا مین اور حرکات

اور سکنات مین کمی اور بیشی واقع ہو اور بغیر متغیر کرنے کلمات اور حرکات اور سکنات کے
تحسین صوت مطلوب اور خوب ہے اذان اور قرآن مین اور اذان مین دو دو کلمہ کے
درمیان مین بقدر اجابت کے سکوت سنت ہے اور سکتہ نکرنے سے اذان کا اعادہ مستحب ہے
اور اگر سوار نہو تو ترک استقبال قبلہ مکروہ تنزیہی ہے اور اذان مین صرف منھ پھیرے داہنے اور بائین
حی علی الصلاح اور حی علی الفلاح کہنے کے ساتھ اور اسی طرح اقامت مین التفات کرے
ہر حال مین اور التفات مذکور ترک نکرے اگرچہ موذن تنہا ہو یا بچہ ہونے کے وقت
اذان کہتا ہو اسواسطے کہ التفات اذان کی سنت ہے ہر طرح اور موذن گردش کرے
اذان کے منارہ مین اگر وہ کشادہ ہو اور اپنا سر اسکے طاقچے سے نکالے لوگون کے
خبردار کرنے کو اور اذان کہنے مین دو انگلیان دونون کانون مین رکھنی احسن ہے اور اذان
جتنے جملے ہین سبکے آخر حرف پر وقف کرے حرکت نہ دے لیکن اول اور تیسری اور پانچوین
لفظ اکبر کے رے کو چاہے ساکن ادا کرے چاہے فتحہ کے ساتھ آگے کے لفظ مین
ملاوے و گر پیش سے ملاویگا تو خلاف سنت ہوگا اور اگر اذان سننے والے کو کوئی امر
مانع نہو تو اذان کی اجابت فعلی یعنی مسجد مین پہلی جماعت قائم کرنے کے لیے جانا واجب
اور اس طرف مخاطب ہوکے پست آواز سے اجابت قولی مستحب ہے اور سننے والا اذان کا
جواب دے اگرچہ وہ جنب ہو اور نہ جواب دے حائض اور نفسا اور سننے والا کسی خطبہ کا اور
نہ جواب دے نماز مین گو نماز جنازہ ہو اور حالت مجامعت مین اور بیت الخلا مین اور فقہ
پڑھنے اور پڑھانے مین اور کھانے مین برخلاف قرآن کے یعنی اگر سننے والا قرآن پڑھتا یا
پڑھاتا ہو تو موقوف کرکے اذان کا جواب دے یعنی پہلے ہر چار اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور پھر ایک
دونون اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور پھر ایک دونون اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ
جانتا اور بیان کرتا ہون مین یہ کہ نہین کوئی معبود سوا اللہ کے ۱۲ گواہ ہون مین اسکا کہ محمد رسول خدا کے ہین ۱۲

اور پھر چار جیعلہ یعنی ہر ایک دونوں حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور پھر ایک دونوں
حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ سننے کے بعد یہی کلمات کہے لیکن ہر ایک جیعلہ سننے کے بعد
اجابت میں جیعلہ کہنے کے عوض یعنی لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ بھی کہے اور ہر ایک دونوں
اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور ایک لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سننے کے بعد یہی کلمات کہے پھر اجابت کے
متصل درود پڑھے پھر وسیلہ کرے اَللّٰھُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ
وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْهُ
مَقَامًا مَّحْمُوْدَانِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ اور وقت فجر میں فلاح کے بعد ہر ایک دونوں
اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ سننے کے بعد صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ کہنا اجابت کرنی
مندوب ہے اور اقامت کا جواب دینا زبان سے مستحب ہے اذان کے مانند اور قد قامت الصلوٰۃ
سننے کے بعد اَقَامَهَا اللّٰہُ وَاَدَامَهَا کہے اور اگر سننے والے نے موذن کا جواب نہ دیا
یہانتک کہ وہ اذان سے فارغ ہوا تو مناسب یہ ہے کہ اجابت کر لے اگر بہت عرصہ
نگذر گیا ہو اور جواب دینے والا موذن سے پیشتر کلمات جواب نہ کہے بلکہ ہر ایک کلمہ
تمام ہونے پر اُسکا جواب کہے اور اگر اذان اور اقامت میں موخر لفظ کو مقدم کیا تو فقط
مقدم لفظ کو اُسی کے محل میں پھر کہے تمام اذان کا اعادہ ضرور نہیں اور اذان اور اقامت میں
فصل کلام نکرے اگرچہ وہ کلام جواب سلام کا ہو نہ اپنے دل میں اور نہ اذان اور اقامت کے
بعد یہی قول صحیح ہے اور کھنکارنا کلام میں مخل ہے مگر تحسین صوت کے لیے جائز ہے پس اگر اذان
اور اقامت میں بولا تو سر نو سے شروع کرے اور اقامت اذان کے مانند ہے حکم میں لیکن
اقامت کہنے والا انگلیاں کانوں میں نہ رکھے اور گردش نکرے اور جو اذان کہے
وہی اقامت بھی کہے اور اقامت کہنے میں جلدی کرے پس اگر اقامت ٹھہر ٹھہر کے کہے

اذان کے مانند تو اسکا اعادہ نکرے صحیح تر قول مین لیکن اگر اذان کو جلد جلد اقامت کی طرح
کہیگا تو اسکا دوبارہ کہنا مستحب ہے اور الصلوٰۃ خیر من النوم نہ کہے بلکہ فلاح کے بعد دوبار
قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ کہے اور مسنون ہے اذان دینی اور اقامت کہنی نماز قضا کے لیے
آواز بلند کر کے اگر جماعت سے قضا کرتا ہو یا صحرا مین ہو اور اگر اپنے گھر مین اکیلا قضا کرتا ہے
تو بھی اذان کہے اتنی آواز سے کہ اذان کی معمولی آواز بلند سے کم ہو اور پست آواز کے
ادنی درجہ سے بلند ہو اور اگر چند مجالس مین چند نمازین فائتہ قضا کرے تو ہر مجلس مین
اذان و اقامت کہنی مسنون ہے لیکن مسنون نہین ناقص نماز کے لیے اور ناقص نماز وہ ہے
جسے اسکے وقت مین پڑھکے اسی وقت مین ہر نو سے پڑھے و گر مجلس ایک ہو تو پہلی
نماز کے لیے دونون کہے اور باقی کے لیے مختار ہے چاہے دونون کہے اور یہی اولی ہے
لیکن اقامت ترک کرنی مکروہ ہے اور مسنون نہین اذان و اقامت اُس نماز کے لیے جسکو
عورتین پڑھتی ہون ادا او قضا اگرچہ تنہا پڑھتی ہون اور لڑکے اور غلامون کی جماعت کے لیے
اذان و اقامت مشروع نہین اور اذان و اقامت سنت نہین جمعہ کے دن نماز ظہر کے لیے
شہر مین اور مسنون نہین اذان و اقامت اُس نماز فائتہ مین جسکو قضا کرتے ہون
مسجد مین اور بہر اذان و اقامت کے درمیان مین بیٹھ کے اسقدر فصل کرے کہ ہمیشہ کے
آنے والے آجائین اور وقت مستحب باقی رہے مگر وقت مغرب مین اسقدر فصل کرے
جسقدر دو خطبون کے درمیان مین جلسہ مسنون ہے اور اُس فصل مین کھڑا رہنا افضل
اور بیٹھنا بھی مکروہ نہین اور موذن اذان و اقامت مین بلاوے سب نمازیون کو
بدون تخصیص امیر وغیرہ کے سب نمازون مین جسطرح کہ انکے بلانے کی عادت ہو
اور بلانے کا طریقہ یہ ہے کہ بعد اذان بقدر بیس آیہ پڑھنے کے ٹھہر جاے پھر بلاے

اسطرح کہ الصلوٰۃ الصلوٰۃ یا کہے کہ چلو نماز تیار ہے یا جسطرح کا رواج ہو پھر اُسکے بعد بقدر بیس
آیہ کے توقف کرے پھر اقامت کہے مگر مغرب مین تثویب یعنی بلانا نہین اور صحیح ہے
اذان اُس شخص کی جو مسلمان بالغ عاقل ہو اور وقت نماز داخل ہونے کی خبر دینے پر
اُسکے اعتماد کیا جاسکے لیکن علماء سے اوقات نماز کے حاضر رہنے کی حالت مین فاسق
یا لڑکا عاقل اذان کہے تو مکروہ نہین سر نو سے نہ کہی جائے اور کافر اور مجنون اور بے عقل
لڑکے کی اذان صحیح نہین سر نو سے کہی جائے اور مجتنب کی اذان و اقامت مکروہ ہے
مذہب درست پر اُسکو سر نو سے کہنا مندوب ہے لیکن اقامت سر نو سے نہ کہی جائے
اور عورت اور خنثی مشکل اور فاسق کی اور اُس شخص کی جسپر نشہ غالب ہو اگرچہ مباح
چیز سے مست ہو گیا ہو اور مدہوش اور عاقل لڑکے کی اذان اور مذہب درست پر
محدث کی اقامت مکروہ ہے اور انہین سے ہر ایک کی کہی ہوئی اذان سر نو سے کہنا مندوب ہے
لیکن اقامت سر نو سے نہ کہی جائے اور محدث کی کہی ہوئی نہ اذان سر نو سے کہی جائے
نہ اقامت اور جہان مسجد قریب نہو یا ہو لیکن اُسمین اذان و اقامت نہوتی ہو تو وہان
دونون ساتھ ہی ترک کرنی مکروہ ہے اور صرف اذان ترک کرنی مکروہ نہین لیکن اقامت
ترک کرنی مکروہ ہے مگر وہان سے مسجد اسقدر قریب ہو کہ یہ بھی اذان سنتا ہو گوفی الحال
نہ سنے تو دونون ترک کرنی مکروہ نہین اور جس مسجد مین امام اور موذن مقرر ہو اُسمین اذان
اور اقامت کی تکرار جماعت کے لیے مکروہ ہے اور اگر موذن کے غیبت مین اُسکا غیر
اقامت کہے تو مکروہ نہین ہے مطلقاً لیکن اُسکی حضوری مین کہنی مکروہ ہے اور اقامت
کہنے کی حالت مین چلنا مکروہ ہے اور موذن کو مکروہ ہے اذان کہنی دو مسجدون مین جبکہ وہ
پہلی مسجد مین نماز پڑھ چکا ہو اور اذان اور اقامت کا اختیار مسجد بنانے والے کے لیے ہے

ہر طرح یعنی خواہ عدل ہو یا غیر عدل اگرچہ لوگوں کو پسند نہو اور اسی طرح مسجد بنانے والے کو
امامت کا اختیار ہے اگر عدل ہو یعنی فاسق نہو اور امام ہی کا موذن ہونا بہتر ہے
باب شرائط نماز کے اگر نمازی محدث ہو تو وضو کر لینا اگر جنب ہو تو غسل کر لینا
اور جسقدر نجاست غلیظہ اور خفیفہ کے ساتھ نماز صحیح نہو اُسقدر سے نمازی کا کپڑا اور
وہ چیز پاک ہونی جو اُسکے جسم سے متصل ہو اور ہلنے نمازی کے ہلنے سے یا نمازی
اُس چیز کا اُٹھانے والا شمار کیا جاے جیسے وہ لڑکا جسپر نجاست ہو بشرطیکہ وہ آپ
نہ تھم سکے بدون تھامنے نمازی کے تو نماز کا منع کرنے والا ہے و اگر نمازی کے تھامنے کا
محتاج نہو خود اُسکو لپیٹا ہو تو نمازی اُسکا اُٹھانے والا نہ ٹھہریگا پس نماز کا بھی منع کرنے والا
نہوگا اور یہی حکم نجس چھت اور چھپر و خیمہ نجس کا ہے جبکہ نمازی کا سر کھڑے ہونے سے
ان چیزوں میں مس کرتا ہو جسطرح نماز کا منع کرنے والا نہیں اگر نمازی پر جنب آدمی اور کتا
چڑھ بیٹھے بشرطیکہ اُس سے لعاب بہکر نماز کا منع کرنے والا نہیں ہے صحیح تر قول میں اور
اگر نمازی کے پاس وہ انڈا ہے جو اندر سے خون ہو گیا تو نماز جائز ہے کیونکہ وہ اپنے
معدن میں ہے برخلاف اُس شیشہ کے جسمیں پیشاب ہے یعنی وہ نماز کا منع کرنے والا ہے
اور صرف موضع قدم سے موضع سجود تک دونوں قسم کی اُسی قدر نجاست مذکورہ سے
مصلی پاک ہونا اور اپنی ذات کے غیر سے شرمگاہ کو جانب اسفل کے سوا سے
چار طرف سے علی العموم چھپانا بنابر قول صحیح کے اگرچہ خلوت میں ہو مگر ضرورت کیلیے
کھولنا جائز ہے اور شرط نہیں چھپانا برہنگی کا اپنی ذات سے اسی کا فتویٰ دیا ہے پس
اپنے ستر کو دیکھنا مفسد نماز نہیں گو مکروہ تحریمی ہے اور ضرر نہیں چھپانے والی چیز کا
چپکنا اور عضو کی شکل پکڑنا اگر عورت نظر نہ آوے اگرچہ حالت ضرورت میں ریشمی کپڑا

یا کا تہ کچھ حصہ پایا ہو جو پوری نماز تک باقی رہے اور شرط ہے ستر عورت مصلی کا نہ ستر ذات
مصلی کا پس اگر چھپایا اپنے تئین خلوت یا تاریکی مین یا خیمہ مین اور وہ برہنہ ہے تو اوسکی نماز
چھپی اور عورت کھلا ہے لیکن کپڑا یا لحاف وغیرہ کے باہر سر نکال کے مطلق یعنی کوئی نماز نہ
صحیح ہوتی ہے جیسے پانی کے اندر کوئی نماز درست نہین لیکن گندے پانی سے باہر سر نکال کے
صرف نماز جنازہ درست ہے اور ناف کے نیچے سے آخر زانو تک مرد کا ہر ایک عضو عورت
کامل ہے اور جسقدر مرد کا عورت ہے اتنا لونڈی کا بھی عورت ہے اسکی پیٹھ اور پیٹ کے ساتھ
اور اسکا پہلو اسکی پیٹھ اور پیٹ کا تابع ہے اور آزاد عورت اور خنثی مشکل کا قول معتمد یہ کہ
چہرہ اور پہونچون تک دونون کف دست اور دونون قدم کے سوا ہر ایک عضو عورت
کامل ہے یہانتک کہ جو بال سر پر ہین وہ بالاتفاق اور لٹکے ہوئے بال بھی عورت ہین یہی
قول صحیح تر اور اسی مین زیادہ احتیاط اور اسی پر فتوی ہے اور آزاد عورت کی آواز عورت نہین
مگر آواز کا بلند کرنا بخوف فتنہ حرام ہے اور توڑتا ہے نماز کو اور اسکی ابتدا کو منع کرتا ہے کھلا رہنا
چوتھائی عضو کا بقدر ادا کرنے ادنی رکن کے تو اگر کھلنا عورت کا نمازی کے فعل سے ہے
تو فی الحال نماز ٹوٹ جائیگی اور چند جگہ سے کھلی ہوئی برہنگی جمع کیجائیگی اجزا سے اگر
ایک عضو مین ہو مثلاً پانچوان اور چھٹا اور آٹھوان حصہ اسکا پس اگر مثلاً ران ایک جگہ سے
آٹھوان حصہ اور دوسری جگہ بھی اسی قدر کھلی ہے تو دونون کو جمع کرین گے پس اگر اسکا
چہارم حصہ ٹھہریگا تو نماز کا مفسد اور مانع یعنی نماز موجودہ کا توڑنے والا اور ابتدائی نماز کا
منع کرنے والا ہوگا اور اگر کھلی ہوئی برہنگی متفرق چند اعضا مین ہے تو پیمائش سے
جمع کیجائیگی پس اگر کھلے ہوئے عضا مین سے کمتر عضو کے چہارم کو پیمائش مین پہونچ گئی
تو نماز کی مفسد اور مانع ہوگی اور یہی قول حق ہے اور نہ پانے والا اسکی چھپانے والی چیز کا

جسمین جسم نظر نہ آئے نماز پڑھے بیٹھکے جیسے جلسہ تشہد مین بیٹھتے ہین رکوع و سجود کا اشارہ کرے اور یہ افضل ہے بیٹھکے رکوع اور سجود کرنے سے اور کھڑے ہوکے رکوع اور سجود کے اشارہ سے یا رکوع و سجود سے اور اگر ننگے کو مباح کیا جاے کپڑا اگرچہ بطور عاریت کے ہو تو اسکا قادر ہونا چھپانے والی چیز پر ثابت ہوگیا یہی قول صحیح تر ہے اور اگر کوئی شخص چھپانے والی چیز کے دینے کا وعدہ کرے تو اسکا انتظار کرنا مستحب ہے جب تک فوت وقت کا خوف ہو یہی ظاہر تر ہے جیسے انتظار کرے پانی اور کپڑے کا اور طہارت مکان کا امیدوار اور ظاہر اسکا تاخیر بھی مستحب ہے اور اگر لائق حاجتوں سے زیادہ نہ مانگتا ہو تو پانی اور کپڑا خریدنا واجب ہے اور اگر پائی برہنہ نے وہ چھپانے والی چیز جو بالکل نجس ہے نجاست کے لگنے سے اصلی نجس نہین ہے جیسے حرام گوشت جانور کی کھال جسکی دباغت نہین ہوئی تو یہ شخص اس سے ستر کرے نماز مین بلکہ خارج نماز مین اس سے ستر کرے اور اگر وہ چوتھائی سے کم پاک ہے تو اس سے ستر کرکے نماز پڑھنی مستحب ہے اور اگر چوتھائی حصہ پاک ہے تو اسی مین بالضرور نماز پڑھے اور یہ حکم اسوقت ہے جبکہ نہ پاوے اس چیز کو جو نجاست زائل کرے یا کم کرڈالے اور لازم ہے نماز مین پہننا اپنے دو نجس کپڑون مین سے اس کپڑے کا جسکی نجاست کم ہے دوسرے سے اور کلیہ اس مسئلہ کا یہ ہے کہ جو شخص مبتلا ہو دو بلاؤن مین مثلاً دو نجس کپڑون مین پس اگر دونون برابر ہون منع نماز مین تو اسکو اختیار ہے چاہے اسکو لے اور چاہے اسکو اور اگر دونون مختلف ہین یعنی ایک بلا کم ہے اور دوسری زیادہ تو کم کو اختیار کرے مثلاً زخمی اگر سجدہ کرتا ہے تو زخم سیلان کرتا ہے اور نہین تو نہین تو وہ بیٹھکے اشارہ سے نماز پڑھے کیونکہ ترک سجدہ سبک ہے بے وضو ہونے کے ساتھ نماز پڑھنے سے اور اگر آزاد جوان عورت نے پایا ایسی ستر کرنے والی چیز

جو ایک شرمگاہ کو چھپاوے تو دبر کو چھپاوے اگر رکوع و سجود کے ساتھ پڑھتا ہو اگر اشارہ سے پڑھتا ہو تو قبل کو چھپاوے اگر کپڑا زیادہ ہو تو قبل کے بعد ران پھر ناف کو چھپاوے اور ران کے بعد عورت اپنے پیٹ اور پیٹھ کو پھر پنڈلی کو چھپاوے اور اگر عاقل بالغ نہ پاوے اس چیز کو جس سے نجاست کو دور کرے یا کم کرے بالسبب دور ہونے زائل کرنے والی چیز کے ایک میل یا بسبب پیاس کے تو نماز پڑھے نجاست کے ساتھ یا برہنہ ہو کے اور اسپر نماز کا اعادہ نہیں اور قمیص اور ازار اور عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنی مرد کو اور قمیص اور ازار اور مقنعہ کے ساتھ نماز پڑھنی عورت کو مستحب ہے اور کعبہ مقصود ہے جو کہ اللہ تعالی نے قرار دیا ہے عرصہ کعبہ کی یعنی کشادگی اور میدان کعبہ کی جہت کا مستقبل ہونا شرط ہے اگرچہ حقیقت میں ہو یا حکما مثلاً بسبب مرض یا خوف دشمن کے اس جہت کے مقابل ہونے سے معذور ہو تو جس طرف قدرت ہو اور علامت قبلہ مساجد ہیں اور جنگل اور سمندر میں قطب وغیرہ ستارے ہیں اگر مساجد نہ ہوں یا بسبب ابر کے ستارے معلوم نہ ہوں یا انکو پہچانتا نہ ہو تو اس جگہ کے باشندہ سے پوچھے اگر وہ جانتا ہو اور اسکی پکار سنے اور مقبول الشہادت ہو نہیں کافر اور فاسق اور لڑکا اور جاہل کا کہنا اس باب میں مفید نہیں اگر بے پوچھے نماز پڑھی اور وہ اس جہت پر واقع ہوئی تو صحیح ورنہ صحیح نہیں پھر اگر جاننے والا حاضر نہ ہو تو تحری کرے یعنی فکر کرے اگر بے تحری کے ایک طرف نماز پڑھی اور وہ قبلہ کی طرف واقع ہوئی تو صحیح ورنہ صحیح نہیں اور جب کسی جہت پر تحری نہ واقع ہو تب ایک جہت کو اختیار کرکے اسی طرف نماز پڑھے اور یہ نماز اسکی صحیح ہوگی اگرچہ اسکی خطا اسمیں ظاہر ہو اور اگر عین نماز میں کسی جہت پر تحری واقع ہو تو پھر جاوے اگر تیسری یا چوتھی رکعت ہو تو نہ پھرے اور نماز تمام کرے اور اگر ایک

جماعت نے تاریکی مین نماز پڑھی قبلہ کے مشتبہ ہونے کے وقت تحری سے ایک امام کے
ساتھ اور ظاہر ہوا کہ اُنھون نے مختلف سمتون کی طرف نماز پڑھی تو جس شخص کو
اُنھین سے حالت ادا مین امام کے مخالف جانب نماز پڑھنے کا یا امام سے آگے بڑھ جانے کا
ظن غالب ہو اُسکی نماز درست نہوگی اور ہم حنفیون کے نزدیک ایسا کوئی نہین جو نیت
کچھ کرے اور ادا کچھ کرے اور قول معتمد یہ ہے کہ بہت سے فعلون والی عبادت کی نیت
اُن سب افعال پر کھینچ جاتی ہے یعنی اُسکے ہر فعل و رکن کے لیے جدا جدا نیت ضرور نہین
ایک نیت شروع مین کافی ہے جیسے اُس عبادت مین کہ ایک ہی فعل ہو چنانچہ روزہ کہ
بلا اختلاف اُسکے اول مین نیت کر لینی کافی ہے اور اگر شروع کیا عمل کو اخلاص کے ساتھ
پھر اُس عمل مین ریا کا یعنی نمود کا خلط ہو گیا تو اعتبار سابق کا ہوگا یعنی عمل اخلاص
ہی کے ساتھ رہیگا اور ریا کامل یہ ہے کہ اگر مثلاً نمازی لوگون سے علیحدہ ہوتا
تو نماز نہ پڑھتا پس اگر لوگون کے ساتھ ہو کے مثلاً نماز کو اچھی طرح پڑھے اور
تنہا اچھی طرح نہ ادا کرے تو اُسکے ذمہ سے واجب ساقط ہو جائیگا بسبب پائے جانے
شرائط اور ارکان نماز کے اور اُسکو اصل نماز کا ثواب ملیگا اچھی طرح پڑھنے کا ثواب
نہ ملیگا اور بظاہر یہ حکم فرض اور نفل دونون کو شامل ہے اور اگر ایک شخص سے کہا گیا
کہ نماز ظہر پڑھ تجھکو ایک دینار ملیگا پس اُسنے اسی ارادہ سے نماز پڑھی تو چاہیے
کہ یہ نماز اُسکو کافی ہو اور وہ شخص مستحق دینار کا نہو کیونکہ فرض مین ریا کا دخل نہین
اور واجب چیز پر اجرت کا استحقاق نہین اور اگر نمازی نے لوگون کو نماز مین پایا
اور یہ نہ جانا کہ نماز فرض پڑھتے ہین یا تراویح تو یہ شخص فرض کی نیت سے شریک ہو جائے
پھر اگر وہ فرض ہی مین ہونگے تو اُسکا فرض درست ہوگا ورنہ نماز نفل ہو جائیگی

یعنی تراویح نہوگی کیونکہ یہ تو فرض عشا کے بعد ہوتی ہی اور اگر دو عبادتون کو ایک نیت کے
ساتھ جمع کریگا تو اگر اُن دونون مین سے ایک قوی ہوگی تو نیت اُسی کی ہو جائیگی
و اگر دونون برابر ہونگی تو نیت لغو ہوگی اور کسی مین شروع کرنے والا نہوگا لیکن اگر
دو نفل نمازون کی نیت کریگا جیسے سنت فجر اور تحیۃ المسجد کی تو نیت دونون کی طرف سے
کافی ہوگی یعنی دونون کا ثواب پاویگا اور وقت نماز داخل ہونے کے بعد نیت کرنی اور
نیت عبارت ہی ارادہ کرنے اُس فعل سے جو خالص اللہ تعالی کے لیے ہو اور وہ ارادہ
فعل مذکور کے ساتھ ہو اور علم مین اُس فعل سے پہلے ہو یا مقارن شروع فعل مذکور کے ہو
اور نیت مین معتبر ارادہ یقینی کا علم ہی پس زبان سے تلفظ کرنے کا کچھ اعتبار نہین مگر جبکہ
عاجز ہو حضوری علم سے افکار و تشویشات کے لاحق ہونے سے تب اُسکو زبان کا
عمل بجاے عمل علم مذکور کے کفایت کرتا ہی اور عمل علم مذکور کا اصل نماز کو اور فرض ہونے کو
اور وقت کو معین کرتا ہی لیکن اس زمانہ مین انتشار خاطر غالب ہی پس ارادہ کے
جمع کرنے کے لیے نیت کے الفاظ کو زبان سے تلفظ کرنا فعل حسنہ اور یہی مختار اور
اسی پر عمل ہی اور کہنا الفاظ ماضی کے ساتھ ہو کسی زبان مین جو زمانہ گذشتہ پر دلالت کرتا ہی مثلاً
نویتُ اَنْ اُصَلِّیَ الظُّھرَ صحیح ہی نیت کرنی ساتھ لفظ حال کے کسی زبان مین
جو زمانہ موجود پر دلالت کرتا ہی اور اُن الفاظ سے استقبال نہ مقصود ہو کہ وعدہ ٹھہریگا
پس بلفظ حال یون نیت کرے مثلاً اُرِیْدُ اَنْ اُصَلِّیَ الظُّھرَ اور اُس نیت کا
اعتبار نہین جو تحریمہ کے بعد ہو بنا بر صحیح مذہب کے اور نیت اور تحریمہ کا درمیان خالی ہونا
اُس فعل یا کلام سے جو منافی نماز کا منع کرنے والا ہو اور نیت کا ملانا تحریمہ کے ساتھ مستحب ہی
اور قضا مین تاریخ یا دن معین کرنا شرط نہین صحیح تر قول مین لیکن معین کرنے مین زیادہ

ف [illegible]
کہ نماز ظہر پڑھتا ہون کی نیت کی [illegible] ۱۲ ف اور فارسی مین نیت کرے [illegible] نماز ظہر را نیت میکنم [illegible] یعنی [illegible] ظہر پڑھنے کی نیت کرتا ہون ۱۲

احتیاط ہے خواہ فوائت کی کثرت سے ترتیب ساقط ہو گئی ہو یا نہوئی ہو تب یون کہے مثلاً
نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ ظُهْرَ الْخَمِیْسِ وگر تاریخ اور دن قضا کے یاد نہون تو آسان
طریقہ یہ ہے کہ کہے اَوَّلَ ظُهْرٍ یا اٰخِرَ ظُهْرٍ مثلاً ایک ہفتہ کی نمازین قضا پڑھنی ہین
تو نیت سب سے اول ظہر کی کرے تو سب سے پہلے دن کی نماز ذمہ سے ساقط ہوگی
بعد اُسکے دوسرے روز کی ظہر اول ہو جائیگی اسی طرح سب ادا ہو جائینگی اور
آخر ظہر کی نیت سے بھی یہی فائدہ ہے اور ضرور نہین معین کرنا شمار رکعات کا فرض اور
واجب مین لیکن معین کرنا افضل ہے اور امام کے تحریمہ کے بعد مقتدی اُسکے پیچھے نماز پڑھنے کی
نیت کرے مُتَّبِعًا لِلْاِمَامِ لیکن جمعہ اور عید اور جنازہ کی نماز مین اقتدا کی نیت ضرور نہین
واگر غیر ولی نماز جنازہ مین امامت کرے پھر ولی حاضر ہو تو اُسے اقتدا کی نیت ضرور ہے
اور نماز جمعہ فرض وقت کی نیت سے جائز نہین ہوتی اسلیے کہ بدل ہے اُس روز کے
فرض وقت ظہر کی پس فرض ظہر ساقط ہونے کے لیے نماز جمعہ پڑھنے کی نیت کرنی
شرط ہے تو نَوَیْتُ اَنْ اُسْقِطَ فَرْضَ الظُّهْرِ عَنْ ذِمَّتِیْ بِاَدَاءِ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ
اور ضرور ہے نیت کا معین کرنا نماز واجب کے لیے لیکن وتر کی یون نیت کرے
نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ الْوِتْرَ کیونکہ بسبب اختلاف کے اُسکو واجب یا سنت کہنا
لازم نہین اور نذر کی نیت مین نذر کے سبب کو بھی ذکر کرنا چاہیے احتیاطاً پس یون
کہ نیت کی مین نے اس نماز کے پڑھنے کی جو فلان حاجت کے واسطے یا اللہ تعالیٰ کے
واسطے مین نے نذر مانی تھی اور اسی طرح ضرور ہے معین کرنا سجدہ سہو کا اسی طرح شکر کا
اور نماز جنازہ کا پڑھنے والا نیت کرے صرف نماز جنازہ کے پڑھنے کی اُصَلِّیْ لِلّٰهِ
تَعَالٰی اور شامی مین منقول ہے کہ امام اور قوم یون نیت کرین نَوَیْتُ اَدَاءَ

هٰذَا الْفَرِيْضَةِ عِبَادَةً لِلّٰهِ تَعَالىٰ اور نفل اور سنت موکدہ اور تراویح کے لیے
مطلق نیت نماز کی کفایت ہے معتمد قول پر اگرچہ اسنے نہ کہا ہو کہ اللہ تعالی کے لیے نیت کرتا ہون
لیکن نفل اور سنت کے معین کرنے مین زیادہ احتیاط ہے پس کہے نیت کی مین نے
واسطے اللہ تعالی کے چار رکعت نماز سنت ظہر یا اسقدر رکعت نماز تراویح وغیرہ پڑھنے کی
اور نماز واجب و فرض کی اسطرح نیت کرے نیت کی مین نے واسطے اللہ تعالی کے تین رکعت
نماز وتر یا دو رکعت نماز عید یا چار رکعت نماز ظہر پڑھنے کی اور مقتدی اسکے پیروی کرنے
امام کی اور امام صرف اپنی نماز کی نیت کرے اور اقتدا صحیح ہونے کے لیے یہ شرط نہین ہے
کہ امام نیت امامت کی کرے اگر مردون کا امام ہو بلکہ جماعت کا ثواب حاصل کرنیکو
نیت امامت چاہیے اور نیت اسوقت ہے جب کوئی امام کا اقتدا کرے پہلے سے یہ بھی
ضرور نہین اگرچہ پہلے سے نیت کر لینی جائز ہے اور اگر نمازی عورتون کا امام ہو تو اگر کوئی
عورت اسکی اقتدا کسی مرد کے برابر کھڑی ہو کے جنازہ کی نماز کے سوا سے مین کریگی تو اس
عورت کی اقتدا درست ہونے کے لیے اسکی امامت کی نیت ضرور ہوگی اور اگر عورت نے
محاذی مرد کے ہو کر اقتدا نکیا تو بعضے کہتے ہین کہ صحت اقتدا کے لیے نیت امامت کی شرط ہے
اور بعضے کہتے ہین کہ شرط نہین جیسے نماز جنازہ مین بالاتفاق شرط نہین اور جمعہ اور عیدین مین
اس قول پر شرط نہین اور نیت قبلہ کی طرف منہ کرنے کی شرط نہین ہر حال مین یعنی خواہ نمازی
کعبہ کے قریب ہو یا دور جنگل مین ہو یا شہر مین بنا بر قول قوی کے اور اقتدا کی صحت مین امام
معین کرنے کی نیت شرط نہین اور مظاہر حق کے آخر فصل بیان نیت مین اشباہ والنظائر سے
نقل کیا ہے کہ جو چیز واقع ہوتی ہے دل مین گناہ کے قصد سے پانچ مرتبے ہین اول ہاجس کہ
واقع ہو دل مین دوسرے خاطر کہ وہ جاری ہو اسکے دل مین تیسرے حدیث النفس یعنی تردد ہو

کہ اس کام کو کیجیے یا نہ کیجیے چہارم ہم یعنی ترجیح دینا ایک کام کرنے کو پنجم عزم وہ ہی قوۃ اور
تاکید دینا دل مین اُس قصد کو اوپر کرنے کے پس ہاجس پر مواخذہ نہین کیا جاتا اجماعاً
اور خاطر اور حدیث نفس یہ بھی مرفوع ہے اس امت سے اور ہم اگر نیکی کا ہے لکھی جاتی ہے اُس کی ایک نیکی
اور اگر برائی کا ہم ہے تو نہین لکھا جاتا پس یہ بھی مرفوع ہوا رہا عزم پس محققین کی تحقیق یہ ہے
کہ اسپر مواخذہ ہے **فصل ارکان نماز کے بیان مین** اُس نماز کے وقت مین
نیت نماز کے بعد بے فاصلہ اُس فعل یا کلام کے جو منافی نماز کا منع کرنے والا ہو جسم
اور کپڑے اور جاے نماز کی نجاست سے اور حدث سے طہارت کر کے ستر عورت کے ساتھ
جہت عرصہ کعبہ کا مستقبل کھڑے ہو کے نماز شروع کرنے کے قصد سے زبان سے تمام تحریمہ
ذکر کر کے اُس ایک جملے کے ساتھ تلفظ کرنا شرط ہے جو اللہ تعالی کی خالص تعظیم کے لیے ہو اور
دعا اور حاجت کو شامل نہو اور تکبیر تحریمہ کی انکے سواے اور شرطون کو صفت نماز مین پاگئے
اور بسبب متصل ہونے تحریمہ کے قیام کے ساتھ ارکان نماز کی شرطین اسمین بھی
رعایت کی گئین اور صحیح تر یہ کہ فرض اور جو اُس سے ملحق ہے چنانچہ واجب اور سنت فجر مین تحریمہ کے
بعد کھڑا رہنا بقدر قرات فرض کے فرض اور بقدر واجب اور سنت اور مستحب کے واجب
اور سنت اور مستحب ہے لیکن قیام کو طول دینے کے بعد کل قیام فرض واقع ہوتا ہے جیسے قرات
اور رکوع اور سجود کو طول دینے کے بعد تینون بھی کل فرض واقع ہوتے ہین اور ایک قدم پر
کھڑا ہونا مکروہ ہے مگر عذر ہو تو مکروہ نہین اور دونون قدمون کے درمیان مین بقدر
ہاتھ کے چار انگلیون کے فرق ہونا چاہیے اور دونون پانؤن کی انگلیون پر یا دونون
ایڑیون پر کھڑا ہونا بے عذر بھی جائز ہے اور جس شخص پر قرات فرض نہین جیسے امی
١٦٦ یا مقتدی کے حق مین اُسقدر قیام کافی ہے جسقدر اُسنے رکوع مین پہونچنے تک کیا اور

قیام فرض ہے اُس شخص پر جو قادر ہو قیام اور سجدہ پر پس اگر صرف قیام پر قادر ہو اور سجدہ پر
نہ قادر ہو تو مستحب ہے اشارہ سے پڑھنا بیٹھ کے اور ایسے شخص کو کھڑے ہو کے اشارہ سے
پڑھنا بھی جائز ہے اور اسی طرح بیٹھ کے اشارہ سے پڑھنا مستحب ہے اُس شخص کو کہ اگر سجدہ کرے
تو اسکا زخم بہنے لگے اور کبھی لازم ہوتا ہے بیٹھ کے پڑھنا مثلاً کھڑے ہونے سے کسی شخص کا
زخم بہنے لگے یا پیشاب جاری ہو جائے یا چوتھائی ستر کھل جائے یا قرأت سے بالکل عاجز
ہو جائے یا قیام کی ہمت سے رمضان کے روزہ سے عاجز ہو اور اگر مسجد میں جانے سے
اسقدر طاقت نہیں رہتی کہ پھر کھڑا ہو سکے جماعت کا شریک ہو تو نہ جائے بلکہ اپنے گھر میں
تنہا کھڑا ہو کے نماز پڑھے اسی کا فتویٰ ہے اور ایک آیہ قرآن مجید کی پڑھنی رکن اصلی ہے
اس حالت میں کہ قرأت کے ہونے سے نماز صحیح ہوتی ہو اور نہ ہونے سے صحیح نہ ہوتی ہو اور
رکن زائد ہے اس حالت میں کہ قرأت کے نہ ہونے سے صحیح ہوتی ہے اور رکوع کرنا یعنی پشت
خم کرنے کے ساتھ سر جھکانا اور سجدہ کرنا یعنی پیشانی کو قلیل ہو اور قدم کو قلیل ہو زمین پر
رکھنا اور مکرر کرنا سجدہ کا متعلق عبادت ہے حدیث و اجماع سے ثابت ہے مثل عدد رکعتوں
اور شرط سجدہ پیشانی کا ٹھہر جانا ہے اس طرح کہ اگر نمازی مبالغہ کرے تو اسکا سر نیچے نہ ہو جائے
اور ایک سجدہ کے بعد سر اٹھانا اور قعدہ کے قریب ہو جانا حد جدا کرنے والی دونوں
سجدوں کی شرط صحیح ہوتی ہے ورنہ نماز نہ ہوگی اور دوسرے سجدہ میں تاخیر صحیح ہے اور سجدہ گاہ
پاک ہونی اگرچہ سجدہ اپنی ہتھیلی کی پشت پر یا اپنے کپڑے کی زیادتی پر واقع ہو اور
بے قدر آدھ گز سے زیادہ اونچی جگہ پر سجدہ نہ کرنا اور قعدہ اخیرہ یعنی آخر نماز میں
بیٹھنا فرض اور رکن ہے اور قعدہ اخیرہ اتنی دیر کا صحیح ہوگا جسمیں جلد جلد صحت الفاظ کے
ساتھ التحیات عبدہ و رسولہ تک پڑھ سکے اور اسقدر جلسہ بہم کرنا اور اسمیں فاصلہ نہ کرنا

شرط نماز نہیں اور تقدیم قیام کی رکوع پر اور رکوع کی سجدہ پر اور سجدہ کی قعدہ اخیرہ پر اور
امام سے آگے نہ بڑھنا پس اگر امام کا قدم چھوٹا ہو تو صحیح تر یہ کہ جب تک اکثر قدم مقتدی کا
آگے نہ بڑھیگا نماز فاسد نہ ہوگی یعنی بچوں کا بڑھنا مضر نہیں اور اپنے نزدیک اپنے امام کی
نماز کو صحیح جاننا اور جہت میں امام کے مخالف نہ ہونا اور قضا نماز کا نہ یاد ہونا اگر نمازی
صاحب ترتیب ہو اور وقت میں گنجائش ہو اور نہ برابر ہونا کسی عورت کا جبکہ شرطیں
جماعت میں ذکر ہوگی پائی جاویں اور شرط کیگئی ہو ادا سے ارکان کے لیے جاگنا یعنی ہوش میں ہونا
اور جاگنا پس اگر ادا کیا سب فرائض کو یا اُنمیں سے ایک سوتے کی حالت میں اسطرح کہ
سوتے میں قیام کیا یا قرأت کی یا سجدہ یا قعدہ اخیرہ کیا تو جن جن چیزوں کو سوتے میں ادا کیا
وہ معتبر نہ ہوگا بلکہ اُسکو دوبارہ ادا کرے گو قرأت یا قعدہ صحیح تر قول پر [illegible] اور نہ نماز
ٹوٹ جاوے گی اور اگر سوتے کی حالت میں ایک رکعت پوری ادا کی تو اُسکی نماز فاسد ہو جاویگی
[illegible] چاہیے تھا بجاے چار رکعتوں کے کوئی پانچ رکعتیں پڑھ دے تو نماز درست نہیں ہو سکتی
اور رکوع یا سجدہ میں سو جانا مضر نہیں

فصل واجبات نماز کے بیان میں

جنکے ترک سے نماز فاسد یعنی باطل نہیں ہوتی پس اگر نماز کے واجب اصلی کو بھولکر
ترک کیا اور سجدہ سہو نہ کیا یا بے عذر عمداً ترک کیا تو نماز کا اعادہ کرنا واجب ہے اسی طرح
جو نماز کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی گئی ہو اعادہ اُسکا واجب ہے وقت میں اور اسکے بعد
اور دوبارہ پڑھنا اُس نماز کا [illegible] نماز کے نقصان کا [illegible]
مکرر نہیں ہوتا پس [illegible] ہوگا
اور واجبات نماز کے [illegible] کم کرنے والا
ترک کرنے والا [illegible] اُسکے ساتھ ملانا سب [illegible] سجدہ کا [illegible] اسکے

قائم مقام ہو اور وہ تین چھوٹی آیتین ہین مثلاً ثُمَّ نَظَرَ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ یا ایک یا دو آیتین برابر تین چھوٹی آیتون کے ہین اور ملانا سورہ یا آیت کا واجب ہے فرض کی پہلی دو رکعتون مین لیکن پچھلی رکعتون مین خلاف سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ تنزیہی ہے اور ملانا سورہ کا واجب ہے نفل کی سب رکعتون مین اور وتر کی ہر رکعت مین اور واجب ہے معین کرنا قرأت کا چار یا تین رکعتون والی نماز فرض کی پہلی دو رکعتون مین اور واجب ہے مقدم کرنا سورۂ فاتحہ کا تمام سورہ پر یعنی اگر دوسری سورہ سورۂ الحمد سے پہلے پڑھے اتنی دیر جسمین ایک رکن ادا ہو تو سجدۂ سہو کرے اور ترک نکرنا ہر واجب اصلی کا واجب ہونے کے مانند اُسکے اور فرض کو مکرر نکرنا ہے اسی طرح مکرر نہ پڑھنا سورۂ فاتحہ کا پہلی دو رکعتون مین سورہ سے پیشتر پس اگر اسمین سورہ کے قبل ایکبار پڑھے سورہ کے بعد پھر ایکبار پڑھیگا یا پچھلی رکعتون مین سورہ سے پیشتر اُسے مکرر پڑھیگا تو سجدہ سہو واجب ہوگا اور جو ارکان نماز مکرر ہون تمام نماز مین یا ہر رکعت مین اُنمین ترتیب شرط ہے اور واجب بھی ہے شرط اس معنی کر کہ اگر پہلے رکن پر دوسرے کو مقدم کیا تو وہ لغو ہو جائیگا اور اُسکا اعادہ کرنا فرض ہوگا اور واجب ہے اس معنی کر کہ نماز مین زیادتی نکرنی واجب ہے پس جس رکن کو مقدم کیا ہو اُسکے اعادہ کرنے سے نماز ٹوٹتی نہین سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اور ترتیب کی رعایت کرنی قرأت اور رکوع مین واجب ہے قبل وجود قرأت کے اور فرض ہے بعد قرأت کے اور ترتیب کی رعایت کرنی واجب ہے اُن ارکان مین جو مکرر ہون ہر ایک رکعت مین مثلاً سجدے یا تمام نماز مین مثلاً آخری رکعت حتی کہ اگر ایک سجدہ مثلاً پہلی رکعت کا سہواً ترک ہوا تو اس سجدہ پہلی کو قضا کرے گا بعد ... بشرطیکہ اسوقت تک کوئی مفسد نماز نکیا ہو لیکن اُس سجدہ کی قضا کے بعد قعدۂ اخیرہ کرے

پھر سجدہ سہو کرے لیکن بسبب ضرورت اقتدا کے مسبوق یعنی پہلے رکوع کے بعد ملنے والی کی رکعات فائتہ مین ترتیب ساقط ہو جاتی ہی اور سجدہ مین اکثر پیشانی اور ناک اور دونون ہاتھون اور زانوؤن کو اور دونون قدمون کو زمین پر رکھنا اور قعدہ اول کرنے یعنی غیر اخیرہ گو نماز نفل مین ہو صحیح تر قول مین اور ہر قعدہ مین تشہد پڑھنا اور درمیان کے قعدون مین تشہد پر زیادتی نکرنی اور دوبار سلام کہنا یعنی دوسرا واجب ہی صحیح تر قول مین اور لفظ علیکم واجب نہین پس بعد تلفظ کرنے لفظ سلام کے قبل کہنے لفظ علیکم کے اقتدا جائز ہوگی مذہب مشہور پر ہمارے نزدیک اور نماز کا تحریمہ سلام اول سے منقطع ہو جاتا ہی اور تکبیرات عیدین کہنی اور اسی طرح انمین سے ہر تکبیر و ا جب جداگانہ ہی اور نماز عیدین کی آخر رکعت کے رکوع کی تکبیر کہنی اور نماز مین داخل ہونے کے لیے الفاظ تکبیر افتتاح کی رعایت کرنی خصوص لفظ اللہ اکبر کہنا اور وتر کی آخر رکعت مین مطلق قنوت یعنی جو دعا چاہیے پڑھنی اور تکبیر قنوت کہنی لیکن اُسکے ترک سے سجدہ سہو واجب نہونا مرجح ہی اور قومہ اور جلسہ اور اِن دونون مین اور رکوع اور سجود مین اعضا کا ساکن کرنا بقدر تسبیح کہنے کے اور نزدیک امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے فرض ہی اور نزدیک امام ابی حنیفہ کے واجب سو یہ بھی فرض عملی ہی اور یہی قول امام ابی یوسف کا ہی پس خلاف نہ رہا اور بلند آواز سے پڑھنا امام کو اُن نمازون مین جنمین قرآن پکار کے پڑھا جاتا ہی اور پست آواز سے پڑھنا سبکو اُن نمازون مین جنمین قرآن آہستہ پڑھا جاتا ہی اور نماز سری اور جہری مین امام کے پیچھے سکوت کرنا اور بدعت اور منسوخ اور اُس چیز کے سوا ے جو نماز سے تعلق نہ رکھے ہر ایک افعال مین اور اُن چیزون مین بھی امام کی متابعت کرنی فرض ہی جنمین اختلاف مجتہدین ہو اور متابعت مین تاخیر کرنی واجب اور امام کے ساتھی

متابعت کرنی سنت ہے اور پھر واجب یا فرض کو اسکے محل مین ادا کرنا اور ترک کرنا رکوع کے مکرر کرنے کو اور سجدہ کے سہ بارہ کرنے کو اور ترک کرنا قعدہ کا دوسری یا چوتھی رکعت سے پہلے اور ترک کرنا ہر زیادتی کا دو فرض کے یا فرض و واجب کے بیچ مین

فصل نماز کی سنتون کے بیان مین وقت تحریمہ کے ہاتھ اٹھانے اور ہاتھ اٹھانے کی حالت مین انگلیون کو انکی حالت پر کھلی رکھنا اور تمام قیام مین اپنے سر کو نہ جھکانا اور دہنے ہاتھ کو بائین پر رکھنا اور مردون کو ناف کے نیچے ہاتھ رکھنے اور ثنا اور اعوذ اور بسم اللہ الخ اور آمین کہنا اور ان چارون کو آہستہ کہنا اور امام نووی نے لکھا ہے کہ مسنون ہے امام اور اکیلے کو نماز جہریہ مین جہر کہنا آمین کا اور ایسا ہی مقتدیون کو بموجب صحیح مذہب کے اور فتح القدیر مین شیخ ابن ہمام نے طرفین کے اقوال بیان کر کے اسطرح مطابقت دی ہے کہ روایت آہستہ کہنے کی مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز مین کڑک سخت نہ ہوتی اور روایت جہر یعنی ظاہر کرنے کی مراد یہ ہے کہ حضرت صلعم کی آواز معتدل یعنی درمیانی ہوتی کہ سنتے وہ لوگ جو حضرت صلعم کے قریب ہوتے صف اول سے پس ارتجاج کرتی اس سے مسجد اور ایسے ہی مقتدی کہتے اور ارتجاج آواز کا جب کہا جاوے دریا مین تو وہ ہے کہ حاصل ہوتی ہے اس سے دوی یعنی بھنک کہ آواز نرم اور غلیظ ہوتی ہے جیسا کہ دیکھا جاتا ہے مسجدون مین بخلاف کڑک کے پس شیخ ممدوح نے اسی بات کو ترجیح دی ہے کہ آمین آواز معتدل کے ساتھ ہونا چاہیے حتی کہ قریب کے لوگ سنین یعنی نہ وہ سری ہو نہ اسمین کڑک ہو اور ارتجاج اور دوی کے معنی گونج صحیح نہین تحفۃ المتقین صفحہ مین بہت تحقیق سے لکھا ہے اور منفرد اور امام کو تسمیع اور تحمید جمع کرنا اور مقتدی کو تحمید کہنا اور امام کو تکبیر اور تسمیع اور سلام اسقدر بلند آواز سے کہنا

ف روایتون مین سینہ کے بیچ اور تحت سینہ مین اور نیچے ناف کے داہنے ہاتھ کو بائین پر رکھنا آیا ہے سب سے صحیح ہے روایت کیا ہے ابن خزیمہ نے وائل بن حجر رضی سے بلوغ المرام مین ہاتھ رکھنے کی جگہ کے بیان مین منہ

کہ مقتدیون کو نماز مین داخل ہونے کی اور ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف جانے کی
خبر ہو جاوے اور جب امام شروع مین تکبیر کہے تو خبردار کرنے کے ساتھ نیت اپنی نماز کے
تحریمہ کی بھی کرے ورنہ امام کی نماز ہوگی نہ کسی مقتدی کی اسی طرح مکبر جو امام کی آواز
دوسرون کو پہونچاتا ہے وہ بھی پکارکے کہنے کے ساتھ اگر تکبیر تحریمہ کا قصد کریگا تو نماز
ہوگی ورنہ اُسکی نماز ہوگی نہ اُس شخص کی جو اُسکی آواز پر اقتدا کریگا اور بدون
حاجت کے مکبر کا تکبیر پکار کے کہنا مکروہ ہے اور مقتدی اور منفرد کو تکبیر پست آواز سے
کہنی اور حالت رکوع مین ہاتھون سے زانو پکڑنے اور مردون کو زانو پکڑنے کی
حالت مین انگلیان پھیلانی اور ایک رکن سے دوسرے رکن مین جانے کی تکبیرین کہنی
اور رکوع اور سجود کی تسبیح تین تین بار کہنی اور حالت تشہد مین مردون کو بایان پاؤن
بچھانا اور جلسہ مین اپنے دونون ہاتھون کو اپنی دونون رانون پر رکھنا چاہیے جلسہ
تشہد مین اُسکا رکھنا مسنون ہے اور درود پڑھنا اور دعا کرنی اور داہنے اور بائین
طرف اور پہلے داہنی طرف سلام کے لیے منہ پھیرنا **فصل مستحبات نماز کے**
اگر جاڑے وغیرہ کا عذر نہو تو پہلی تکبیر کے وقت آستین سے مردون کو ہاتھ نکالنے
اور امام اور مقتدی کھڑے ہون وقت کہے جانے حی علی الصلوٰۃ کے اگر امام محراب کے
پاس ہو گو صفون کے پیچھے سے اپنی جگہ پر جانا چاہے تو جس صف مین امام پہونچے
وہی صف کھڑی ہو جاوے اگر امام آگے سے داخل ہو تو لوگ اُسوقت کھڑے ہون
جب اُنکی نظر امام پر پڑے مگر جب امام خود اقامت کہے تب مقتدی کھڑے ہون
جہانتک کہ امام اقامت پوری کرے اور اقامت تمام ہونے کے بعد نماز شروع کرنی
اور حالت قیام مین سجدہ کرنے کی جگہ اور رکوع مین قدمون کی پشت اور سجدہ مین نتھنے

اور جلسہ و قعدہ مین جائے نشست ازار کی طرف دیکھنا اور حتی الامکان کھانسنا و کھجانا روکنا تو دانتون سے نیچے کا لب تھام کے منھ بند کرنا یا داہنے ہاتھ کی پشت سے ہو اگر قیام مین نہ ہو تو بائین ہاتھ کی پشت سے منھ بند کرنا **فصل** روایت ہے عبداللہ ابن ابی اوفی رضی سے کہا آیا ایک مرد نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس سو بولا مین طاقت نہین رکھتا سیکھ لینے کی قرآن سے کچھ جو کام آئے میرے فرمایا کہہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم آخر حدیث تک روایت کیا اس حدیث کو احمد اور ابو داؤد اور نسائی نے اور صحیح کہا اسکو ابن حبان اور دار قطنی اور حاکم نے بلاغ المبین **فصل** صفت نماز کے بیان مین جب نماز شروع کرنے کا ارادہ ہو تب تکبیر کے قبل ہاتھ اٹھائے کانون تک یا شانون کے برابر لائے ہتھیلیان قبلہ کے مقابل کر کے انگوٹھون سے کانون کی لو چھوتے ہوئے عید اور قنوت اور افتتاح کی تکبیر یعنی اللہ اکبر کہے اور صرف لفظ اللہ یا اکبر سے نماز شروع نہین ہوتی پس اگر امام کے ساتھ لفظ اللہ کہے اور اسکے فارغ ہونے کے قبل اکبر کہے یا حالت قیام مین لفظ اللہ کہا اور حالت رکوع مین اکبر کہے تو نماز شروع نہ ہوگی صحیح تر قول مین جیسے اگر امام نے تکبیر تحریمہ ابھی شروع نہین کی کہ مقتدی لفظ اللہ کہہ چکا تو بھی اقتدا صحیح نہ ہوگا اور اگر کھڑے ہونے کی قدرت ہو تو حالت قیام مین تمام تحریمہ تلفظ کرے پس اگر مقتدی نے امام کو رکوع مین پایا اور جھکے ہوئے اللہ اکبر کہا تو اگر یہ جھکنا قیام سے قریب ہوگا یعنی رکوع کامل نہ ہو گیا ہوگا تو شروع صحیح ہوگا اور مقتدی نے جو اللہ اکبر کہا ہے اُس سے اگر رکوع کی نیت کی ہوگی شروع نماز کی نیت نہ کی ہوگی تو یہ تکبیر تحریمہ ہو جائیگی اور رکوع کی نیت لغو ہو جائیگی اور اگر مقتدی نے تکبیر تحریمہ کہی [illegible]

یہ نہیں جانتا کہ امام تکبیر تحریمہ کہہ چکا ہے یا نہیں پس اگر گمان غالب یہ ہے کہ مین نے امام سے پہلے تکبیر کہی ہے تب تو اقتدا درست نہو گا اور اگر گمان غالب یہ ہو گا کہ امام کے ساتھ یا اسکے بعد تکبیر کہی ہے یا کچھ گمان ہی نہو کہ پہلے کہا یا پیچھے تو اقتدا درست ہوگا اور اگر نمازی نے تکبیر تحریمہ کہنے سے قصد تعجب کا کیا یا موذن کے جواب دینے کا ارادہ کیا تو نماز کا شروع کرنے والا نہو گا اور مطلق اللہ اکبر کی را پر اصل جزم ہے اور لفظ اللہ کا دوسرا الف اور ہا نہ ترک کرے اور دونون ہمزے اور با پر مد نہ کرے کہ لفظ اللہ کے ہمزہ پر مد کرنا خطا ہے اور شک کا قصد کر کے مد کرنا کفر ہے اور لفظ اللہ کے ہمزہ پر اور لفظ اکبر کے ہمزہ اور با پر مد کرنے سے نماز شروع نہیں ہوتی اور اگر اثنا نماز مین ہو تو نماز ٹوٹ جائیگی صحیح تر قول مین اور نماز شروع کرنے والا نیت سے ہوتا ہے اللہ اکبر کہنے کے وقت نہ صرف اللہ اکبر کہنے اور نہ صرف نیت سے بلکہ دونون چیزون سے اور تحریمہ سے پیشتر بھی نیت جائز ہے اگر کوئی فعل یا کلام مخالف درمیان مین نہ واقع ہو اور جو شخص پڑھنے سے عاجز ہو جیسے گونگا اور امی اسکو تحریمہ اور قرأت اور تلبیہ کیلیے زبان ہلانی ضرور نہیں اور صحیح ہے شروع کرنا نماز کو کراہت تحریمی کے ساتھ سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ یا الحمد للہ کہنے سے اور سب اللہ تعالی کی خالص تعظیم کے کلمات سے جو دعا اور حاجت کو شامل نہون اگرچہ مشترک ہون مثل رحیم اور کریم کے صحیح تر قول مین اور قرأت کے سوائے تحریمہ اور سب اذکار نماز دوسری زبان مین جائز ہے اگرچہ زبان عربیہ پر قدرت ہو اور جو امور کہ نماز کے خارج ہیں اصل میں مثلاً ایمان لانا یا لبیک کہنا یا خطبہ پڑھنا یا ذبح کے وقت خدا کا نام لینا یا سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا بھی غیر زبان عربی مین جائز ہے اگرچہ زبان عربیہ پر قادر ہو

اور اگر زبان عرب سے عاجز ہو تو قرأت بھی دوسری زبان مین جائز ہے لیکن عربی کے
سوا صحیح تر قول کے بموجب دوسری زبان مین جو ہوئی اذان کو اگرچہ لوگ اذان جانین
مگر جائز نہوگی اور اگر قرأت پڑھی فارسی مین یا بجاے قرآن کے توریت یا انجیل پڑھی
پس اگر فارسی مین قصون یا امر و نہی کی جگہ سے پڑھیگا تو نماز فاسد ہو جائیگی
اور اگر ذکر او تنزیہ کے مقام کو پڑھیگا اور اُسی پر اکتفا کریگا تب بھی فاسد ہو جائیگی
کہ نماز قرأت سے خالی رہیگی و اگر کسی قدر قرآن اُسکے ساتھ ملا لیگا تو فاسد نہوگی
اور وجہ تر یہ ہے کہ روایت شاذ نماز کو فاسد نہین کرتی اور نہ قرأت واجب کا کافی ہوتی ہے
چنانچہ ہجے کرکے قرآن پڑھنا اور اگر نماز شروع کی اُن الفاظ کو تلفظ کرکے جو دعا
اور حاجت کو شامل ہون مثلاً تعوذ یا بسم اللہ یا حوقلہ تو درست نہین یا ذکر کیا
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِی کو ذبح کے وقت تو ذبح درست نہوگا بخلاف صرف لفظ اللھم
کہ اسکو تلفظ کرنے سے دونون جائز ہین صحیح تر قول مین مثل یا اللہ کے اور ہاتھ
باندھنے مین داہنی ہتھیلی بائین کی پشت پر رکھے اور بیچ کی تین انگلیان پہونچے پر رکھے
اور چھنگلی اور انگوٹھے کو گٹے کا حلقہ کرے اور عورت اور خنثی مشکل اسقدر ہاتھ
اٹھائے کہ انگلیون کے کنارے شانون کے برابر ہو جائین اور عورت داہنی ہتھیلی
بائین ہتھیلی کی پشت پر رکھکے سینہ پر رکھے تحریمہ سے فارغ ہونے کے ساتھ ہی دونو
ہاتھ لٹکائے رکھنے کے ثنا پڑھنے کی حالت مین یہی صحیح تر اور ظاہر الروایہ ہے اور ہاتھون کا
باندھنا سنت ہے اُس قیام کی جسمین کہ ذکر مشروع طویل ہو اور قیام حقیقی ہو خواہ حکمی
مثلاً بیٹھے ہوے کا پس ہاتھ باندھنا اور قنوت پڑھنے کی حالت مین اور اسی طرح
خطبہ پڑھنے کی حالت مین ہاتھ باندھنے چاہیئین کہ وہ بھی ذکر مشروع طویل ہے

خالی نہیں پس عیدین کی تکبیروں میں ہاتھوں کا باندھنا مسنون نہیں بسبب نہ ہونے
ذکر کے اور مسنون نہیں ہاتھ باندھنا قومہ میں بسبب نہ زیادہ ہونے قیام کے
پس اگر قیام کو طول دے تو ہاتھ باندھ لے پس ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ التسبیح کے
قومہ میں ہاتھ باندھنا مسنون ہو کیونکہ اسمیں طول اور ذکر دونوں ہیں اور ہر نماز کی
پہلی رکعت میں بعد تکبیر کہنے کے ثنا یعنی سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ
وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ پڑھے آہستہ اور
مشاہیر میں منقول نہیں ہے ثنا میں قول وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ نماز فرائض میں
نہ نماز جنازہ میں اور جو مروی ہے وہ نماز تہجد میں ہے اور ثنا کے ساتھ
وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ
لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ نہ ضم کرے بلکہ قبل نیت کے
کہہ لے لیکن نوافل میں ثنا کے بعد ملالے اور ذکر کیا شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر میں دعا
اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ
وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ
اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ صحیح ہو کل روایتوں سے اسلیے
کہ اتفاق کیا اسپر بخاری اور مسلم وغیرہ نے اور اگر امام نے قرأت بلند آواز سے
شروع کر دی ہو یا امام کو رکوع یا دوسرا سجدہ کرتے ہوئے یا قعدہ میں پایا تو تحریمہ کہکے
ثنا کو ترک کرے پھر ثنا کا پڑھنے والا ثنا پڑھنے کے بعد بے تاخیر اور رہنے کو بھی خیر
پڑھے ہوئے تعوذ ساتہ اذا قرأ ہو وہ تعوذ کو پڑھے نماز بند ہو پہ قومی سے کے آہستہ لیکن اگر

تحریمہ کے بعد سہواً قرات شروع کر دی تو ثنا اور اعوذ کو نہ پڑھے اور اعوذ کا پڑھنا
قرات قرآن کے لیے مسنون ہے اور غیر قرآن کے لیے مسنون نہیں پس اعوذ پڑھے
مسبوق جس وقت کھڑا ہو اپنی باقی نماز پوری کرنے کے لیے اور مقتدی نہ پڑھے
بسبب نہ پڑھنے قرات کے اور امام اعوذ کو عید کی تکبیرون کے بعد پڑھے اور بعد
اعوذ پڑھنے کے غیر مقتدی اللہ کا نام لے ساتھ لفظ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے
آہستہ اگرچہ رکعت جہری ہو اور سورہ سے پیشتر بسملہ کہنا احسن ہے اور بسم اللہ ایک آیہ
اور کل قرآن کا جزو ہے نازل ہوئی ہے جدائی کے لیے درمیان سورتون کے اور نہ سورۂ
فاتحہ کا جزو ہے صحیح تر قول میں اور نہ ہر سورہ کا اور نہیں جائز ہے نماز صرف بسم اللہ سے
احتیاطاً اور باقی ہر رکعت میں امام اور اکیلا سورۂ فاتحہ کے قبل صرف بسم اللہ کو
پڑھے اور جب بسملہ کل قرآن کا جزو ہے تو اُسے پڑھنا لازم ہے تراویح میں ایک بار
بلند آواز سے کہ بغیر اسکے ختم کامل نہیں شرح مسلم بحر العلوم اور حفاظ اُسوقت شروع
سورۂ اخلاص میں اُسے پڑھتے ہیں عادۃً اور آمین کے الف کے مد کے ساتھ
بروزن یسین اور یہی مشہور تر اور فصیح تر ہے اور جائز ہے قصر کے ساتھ آمین بروزن یمین
قرین اور یہ مشہور ہے اور امالہ کے ساتھ آمین بروزن بے کین اور نماز فاسد نہیں ہوتی
مد الف سے تشدید میم کے ساتھ یا حذف ی کے ساتھ بلکہ فاسد ہوتی ہے قصر سے
تشدید یا حذف کے ساتھ اور مد اور قصر سے دونون کے ساتھ حاصل یہ کہ آمین کی
نو صورتین ہیں پانچ سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور چار سے فاسد ہو جاتی ہے
جن سے فاسد نہیں ہوتی اُنمین سے تین تو اوپر بیان کر دین وزن کے ساتھ
چوتھی صورت الف کو مد اور میم کو تشدید کے ساتھ پڑھنا یعنی آمّین بروزن

ضالین پانچویں صورت الف کو مد کے ساتھ پڑھنا اور یٰ کو دور کر دینا یعنی آمن بروزن
ضامن اور چار صورتیں نماز کی مفسد ہیں اول الف کو قصر کے ساتھ پڑھنا مع تشدید میم
یعنی اَمّین دوم اول مقصورہ پڑھنا مع دور کرنے یٰ کے یعنی اَمِن سوم الف کو مد
پڑھنا مع تشدید اور حذف دو نون کے ساتھ یعنی آمّن چہارم الف مقصورہ پڑھنا
تشدید اور حذف دو نون کے ساتھ یعنی اَمّن اور جب خاص سورۂ فاتحہ تمام کرلے
تب آمین کہے امام آہستہ مثل مقتدی اور تنہا نماز پڑھنے والے کے گو مقتدی
نماز سری میں ہو بشرطیکہ مقتدی امام کی آمین سنے یا بواسطہ مثل اپنے مقتدی کے
سنے اور بعد سورۂ فاتحہ کے جب تک کوئی سورۂ قرآن کی یا دو یا ایک آیہ برابر
چھوٹی تین آیتوں کے نہ پڑھی جائیگی کراہت تحریمی زائل نہوگی اور جب تک مسنون
قرأت نہوگی کراہت تنزیہی زائل نہوگی اور اگر قرأت کا آخر ثنا ہو مثلاً وکبّرہ تکبیرا
تو تکبیر کے ساتھ وصل یعنی ملانا اولیٰ و گر ثنا نہو مثلاً ان شانئک ہو الابتر تو اولیٰ
یہ کہ توقف اور فصل کرے جھکنے کے ساتھ ہی تکبیر کہتا ہوا رکوع کرے اور انتہا
تکبیر کی وقت پیٹھ برابر کرنے کے ہو اور مسنون ہے اپنے دونوں ہاتھوں کو زانوؤں
پر سہارا دے کے رکھنا اور ہاتھوں کی انگلیوں کو پھیلانا تاکہ زانو کو اچھی طرح
پکڑ سکے اور دونوں پنڈلیوں کو سیدھا رکھنا اور سر اور پیٹھ اور سرین برابر
اور عورات ان سب کے خلاف کریں اور کچھ جھکیں اور انگلیاں بے پھیلائے ہو
ہاتھ زانوؤں پر رکھیں اور اپنے بازوؤں کو علیحدہ نہ کریں اور جو شخص بیٹھا
نماز پڑھتا ہو وہ رکوع کامل حاصل ہونے کے لیے اپنی پیشانی آگے اپنے دونوں
زانوؤں کے برابر کرے اور سُبحان ربّی العظیم کہے اور رکوع و سجود

اقل عدد تسبیح کہنے کی تین بار ہے اور اسقدر باعتبار روایت کے سنت اور قاعدہ فقہیہ سے
واجب ہے پس اُسکے ترک کی کراہت تنزیہی سے زیادہ اور تحریمی سے کم ہے اور
اگر نماز مین اہل دنیا کے ملجانے کے لیے قرأت یا رکوع کو طویل کیا اسقدر کہ لوگون پر
شاق ہو تو مکروہ تحریمی ہے لیکن اہل خیر کی طاعت پر اعانت کے لیے تاخیر قلیل کا
مضائقہ نہین پس تاخیر کرنی افضل ہے اور اگر امام نے اپنا سر اُٹھایا رکوع یا سجود سے قبل
اسکے کہ تمام کرے مقتدی تسبیحون کو تین بار تو متابعت کرے اور اسی طرح اگر مقتدی نے
اپنا سر اُٹھایا قبل اسکے کہ تمام کرے امام تسبیحون کو تین بار تو واسطے کامل ہونے
رکوع کے عود کرے دگر عود نہ کیا تو مرتکب کراہت تحریمی کا ہوا لیکن اگر مقتدی کا
تشہد تمام ہونے کے قبل امام نے سلام کیا یا تیسری رکعت کے لیے اُٹھا تو مقتدی
تشہد تمام کرکے متابعت کرے اور بے تشہد تمام کیے ہوئے بھی متابعت کرنی
کراہت تحریمی کے ساتھ درست ہے اور اگر امام سلام کرے اور مقتدی دعا پڑھتا ہو
تو متابعت کرے اور دعا مین درود بھی داخل ہے پھر تسمیع یعنی سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہوا
رکوع سے اُٹھے اور آخر مین جزم کے ساتھ توقف کرے اور جب کھڑا ہو جاے تب تحمید یعنی
ربنا لک الحمد آہستہ کہے اور مقتدی آہستہ تحمید پر کفایت کرے پھر جھکنے کے
ساتھ ہی تکبیر کہتا ہوا سجدہ کرے زمین پر یا اُس چیز پر جسمین مثل زمین کے سختی پائی جاے
یعنی مبالغہ کے ساتھ دبانے سے سر بہت نیچا نہ ہو جائے اُس جیسے بسترے روئی کی
حالت مین تھا اور سجدہ مین پیشانی کا رکھنا فرض ہے اگرچہ قلیل ہو اور اکثر پیشانی کا
رکھنا واجب ہے اور مکروہ تحریمی ہے اکتفا کرنا یعنی پیشانی اور ناک مین سے
ایک پر دگر عذر ہو تو جائز ہے اور بے عذر صرف ناک پر سجدہ ادا ہو گا اور

اسی قول صاحبین کی طرف صحیح ہوا ہے رجوع کرنا امام کا اور اسی قول پر فتوی ہے اور
اگر سجدہ میں دونوں قدم زمین سے اٹھ جاینگے تو سجدہ درست نہوگا وگر
ایک اٹھ جاینگا تو درست ہو جاینگا اور بخلاف عورات کے مردوں کے سجدہ میں
پاؤں کی انگلیاں کھڑی کیجائیں اور قبلہ کی طرف مقابل رکھنا پاؤں کی انگلیوں کے
سروں کا سنت ہے اور انتہا تکبیر کی وقت سر رکھنے کے ہو اور بے عذر عمامہ کے
پیچ پر سجدہ کرنا مکروہ ہے بشرطیکہ زمین پاک ہو اور سجدہ گاہ کی سختی محسوس ہوتی ہو
ورنہ سجدہ درست نہیں اور صرف سجدہ کے لیے زمین پر ایسی چیز بچھا کے اسپر سجدہ کرنے میں
کراہت نہیں بالاجماع جو نمازی کے ہلنے سے نہ ہلے اگر زمین پاک ہو اور فضل ہے ہمارے
نزدیک سجدہ کرنا زمین پر یا اس چیز پر جو زمین سے اگے اور بسبب عذر کے
مثلاً بسبب ازدحام کے سجدہ کے لیے اگر کشادگی نہو تو دونوں زانو زمین پر
رکھکے آدمی کے اوپر یا کول کی پشت پر بلکہ پشت کے سوا اور چیز پر اگرچہ
وہ چیز نمازی کا جزو ہو مثلاً اسکی ہتھیلی یا دونوں ران یا زانو پر سجدہ کرنا جائز ہے
لیکن بے عذر درست نہیں اور بہ نسبت موضع قدم کے آدھ گز سے زیادہ بلندی پر
بے عذر سجدہ درست نہیں اور سجدہ کی طرف جانے کے وقت پہلے دونوں زانو
زمین پر رکھے پھر دونوں ہاتھوں کو رکھے بلاغ المبین کی فصل سجدہ میں سجدہ کی
کیفیت کے بیان میں لیکن اگر کسی عذر سے قبل زانو رکھنے کے ہاتھ رکھے
تو مضائقہ نہیں پھر کف دست کے درمیان میں پیشانی پھر ناک رکھے اسطور پر
کہ انگوٹھے کانوں کی لو کے برابر ہو جائیں اور ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئیں رکھے
تاکہ سب قبلہ کی طرف متوجہ رہیں اور نہیں مستحب ہے کشادہ رکھنا انگلیوں کا

مگر رکوع کے اندر اور نہ باہم ملی رکھنی مگر سجدہ کے اندر اور اُسکے برعکس اُٹھے اور
کم سے کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہے اور کشادہ کرے اپنے دونون
بازون کو اگر دوسرے کو ایذا نہو اور دور رکھے اپنے پیٹ کو رانون سے اور عورت
سجدہ مین پست ہو اور سارے اعضا باہم ملے رکھے پھر سجدہ سے اپنا سر اُٹھاوے
تکبیر کہتا ہوا اور اُٹھنے کے وقت پہلے چہرہ پھر ہاتھ اُٹھاوے اور سجدہ سے
سر اُٹھانے مین اگر نمازی بیٹھنے کے قریب ہو جائیگا تو سر اُٹھانا صحیح ہوگا
ورنہ درست نہوگا اور ہدایہ مین اسی قول کی تصحیح کی ہے اور نہر الفائق اور شرنبلالیہ مین
اسی قول کو ترجیح دی ہے اور نماز کا سجدہ پورا ہوتا ہے سر اُٹھانے سے اسی قول پہ
فتوی ہے جیسے سجدہ تلاوت سر اُٹھانے سے پورا ہوتا ہے بالاتفاق اور بیٹھے
دونون سجدون کے درمیان مین اطمینان سے یعنی بقدر ایک بار سبحان اللہ
کہنے کے اور رکھے اپنے دونون ہاتھ رانون پر جیسے تشہد مین رکھتے ہین
اور دونون سجدون کے درمیان مین کوئی ذکر اور قومہ مین کوئی دعا مسنون
نہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اُٹھاتے سر اپنا رکوع سے کہتے سمع اللہ
لمن حمدہ پس کہا ایک شخص نے آپ کے پیچھے سے ربنا لک الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ
بعد نماز کے حضرت نے فرمایا کون تھا کہنے والا ان کلمون کا کہا ایک شخص نے
کہ مین تھا فرمایا کہ دیکھا مین نے کتنے اور تیس فرشتہ ہین کہ جلدی کرتے ہین کونسا
انمین سے لکھے ثواب اُنکا پہلے الخ ملخصاً بخاری بلاغ المبین قومہ مین علیحدہ کے
بیان مین اور اسی طرح جلسے رکوع اور سجدہ مین تسبیح کے سوا اور کچھ کہے اور جو ذکر
یاد عائین کہ ان مواضع مین وارد ہین وہ نماز نفل پر محمول ہین لیکن جس اختلافی

مسئلہ پر عمل کرنے مین کراہت نہو تو احتیاطاً اُسکی رعایت کرنی مستحب ہے مثلاً یہ جلسہ اگر نفل کا ہو تو اسمین طلب مغفرت اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ کہنا سنت ہے اور نسائی اور ابن ماجہ مین یہ استغفار مروی ہے رَبِّ اغْفِرْ لِیْ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وگر فرض کا جلسہ ہو تو طلب مغفرت مستحب ہے اور امام احمد کے نزدیک مطلقاً فرض ہے عمداً اُسکے ترک سے نماز باطل ہو جاتی ہے پھر تکبیر کہتا ہوا دوسرا سجدہ اطمینان سے کرے اور اُسمین تسبیحات کہے اور اُسکے بعد تکبیر کہے اُٹھنے کے لیے اپنے دونون صدر قدم کے بل بدون زمین پر سہارا دینے اور آرام کے لیے بیٹھنے کے اور اگر سہارا دیگا تو کچھ مضائقہ نہین اسکی حدیث بہت صحیح ہے اور مکروہ ہے اُٹھنے کے وقت اپنا ایک پانون آگے بڑھانا اور دوسری رکعت مثل اول کے ہے یعنی ارکان اور واجبات اور سنن مین دونون یکسان ہین بجز اسکے کہ دوسری رکعت مین ثنا اور اعوذ نہ پڑھے اسلیے کہ ثنا اور اعوذ صرف ایک بار مشروع ہوئی ہین اور یہ سنت موکدہ نہین ہاتھ اُٹھانا مگر چند جگہ مین تو نماز مین یعنی تکبیر تحریمہ کے لیے اور قنوت کے لیے اور عید کی تکبیرون کے لیے اور دعا مین اور مینھ کی طلب مین ہاتھون کا اُٹھانا مستحب ہے پس اپنے دونون ہاتھ اپنے سینہ کے برابر اُٹھا کے پھیلاوے آسمان کی طرف کہ وہ دعا کا قبلہ ہے مگر کوئی یہ وہم نہ کرے کہ کریم متعال جس سے دعا مانگتے ہین وہ اوپر کی جانب ہے اور دونون ہاتھون مین دعا کے وقت فرجہ ہے اگرچہ تھوڑا ہی ہو اور دعا کے بعد ہاتھون کا اپنے مُنھ پر پھیر لینا سنت ہے صحیح تر قول مین اور رکعت ثانی کے دونون سجدون سے فراغت ہونے کے بعد مرد اپنا بایان پانون بچھاوے اور اپنے دونون سُرین اُسپر رکھکے بیٹھ جاوے اور داہنے قدم کو

کھڑا کرے اور اُسکی اُنگلیوں کو کھڑی کرکے اُنکے سر قبلہ کی طرف کرے یہی سنت ہے
فرض اور نفل میں اور بچھے ہوے پاؤن کی اُنگلیوں کے سر بھی قبلہ رخ رکھے جسقدر
ہو سکیں اور داہنا ہاتھ داہنی ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھے اور اُنکی اُنگلیوں کو
پھیلائے تھوڑے فرجہ کے ساتھ اور انگلیوں کے سرے دونوں زانو کے پاس رکھے اور فی فصل
یہ کہ زانو کو نہ پکڑے یہی صحیح تر ہے اور صرف تشہد پڑھے اور خاص ابن مسعود کا تشہد
پڑھنا احسن ہے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ
اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَكَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ
الصَّالِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
اور تشہد کے الفاظ کو اُسوقت تصور کرے اسطرح کہ گویا نمازی اللہ تعالی کو تحیت پہنچاتا ہے
اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اپنے نفس اور احباب پر سلام بھیجتا ہے اور
اشارہ کرنا سنت غیر موکدہ ہے یہی قول صحیح اور مفتی بہ اور قول جمہور ہے اپنے دہنے
داہنے ہاتھ کی اُنگلیوں سے ترپن کا عقد کرے یعنی خنصر اور بنصر کا عقد اور وسطی اور
ابہام کے سر ملا حلقہ کرکے مسبحہ سے اشارہ کرے یعنی شہادت ذکر کرنے کے وقت
حلقہ کرکے لا الٰہ کہنے کے وقت مسبحہ کچھ اٹھادے کہ یہ اشارہ نفی کا ہے اور الا اللہ
کہنے کے وقت رکھدے کہ یہ اشارہ اثبات کا ہے اور اگر مقتدی اپنے امام سے پیشتر
تشہد پڑھ چکے تو ساکت بیٹھا رہے بالاتفاق اور مسبوق قعدہ آخر میں اتنا ٹھہر کے
تشہد پڑھے کہ امام کے سلام پھیرنے کے وقت پڑھنے سے فراغت پاوے اگر
قعدہ آخر نہو تو اسمیں مسبوق اور مقتدی برابر ہیں اور فرض پڑھنے والے کو پہلی
دو رکعتوں کے بعد کی رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے پڑھنے پر اکتفا کرنا سنت ہے

ظاہر الروایہ میں اور اگر سورہ فاتحہ سے زیادہ پڑھیگا تو مضائقہ نہیں ہے اور قعدہ آخر مثل قعدہ اول کے ہے لیکن قعدہ آخر میں تشہد کے بعد درود پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اور عمر بھر میں ایک بار درود پڑھنا فرض ہے اسلیے کہ امر قطعی پر عمل ہو پھر اگر نماز میں بالغ ہوا اور قعدہ اخیر میں درود پڑھا تو یہ درود قائم مقام فرض کا ہوگا اور جس مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم شریف ذکر کیا جائے ذکر کرنے والے اور سننے والے پر درود اسی قدر مکرر واجب ہوگا لیکن ایک مجلس میں ایک بار واجب اور کفایت اور مکرر مستحب ہوگا اور یہی صحیح اور معتمد اور مفتی بہ ہے اور درود کے ترک سے قضا ہوگی جیسے چھینکنے والے کے جواب کی قضا ہوگی اور چھینکنے والے کی تحمید کا جواب ایک مجلس میں واجب ہے ایک بار اور بعضوں نے کہا کہ تین بار تک اور صحیح تر یہ کہ اگر زیادہ ہو تین بار سے تو اسکا جواب نہ دے اور اسی طرح خداوند جل وعلا کے نام پر بھی ثنا کرنا واجب ہوگا لیکن ایک مجلس میں مکرر ذکر کرنے اور سننے سے ایک بار ثنا واجب وکافی اور مکرر مستحب ہوگا اور اگر اسکو ترک کیا تو اسپر قضا نہیں اور درود پڑھنا مکروہ تحریمی ہے نماز میں بجز قعدہ اخیرہ اور آخر قنوت اور نماز جنازہ کے اور مستثنےٰ کیا ہے اس نام کو جو ضمن میں درود شریف کے پڑھتا ہو لیکن اس صورت میں غیر ذاکر پر درود واجب ہونے کو خاص کیا ہے اور اسی طرح مستثنےٰ کرنا چاہیے اس صورت کا بھی کہ اسم شریف قرأت میں یا وقت خطبہ کے سنے اسلیے کہ قرآن کا

ط ۱۵ اور درود پڑھنا مکروہ ہے [illegible] حالت مجامعت اور حالت بول و براز میں [illegible] رواج دینے میں [illegible] درود [illegible] خریدار کو آگاہ کرنا [illegible] اسباب کا رواج دینے [illegible]

سننا فرض کفایہ اور خطبہ کا سننا واجب ہی لیکن اپنے نفس مین درود پڑھنے اور زبان سے سکوت اختیار کرنے مین دونون امر پر عمل ہوجاتا ہو وگر اُسے خود پڑھتا ہو اور اسم شریف آجائے تو افضل یہ ہو کہ پڑھنا قطع نکرے اور بعد پڑھنے کے درود پڑھ لینا افضل ہو وگرنہ پڑھا تو اُسپر کچھ نہین اور درود کے بعد وہ دعا کرے جو قرآن یا سنت مین ہو یا اُنکی نفس دعا سے مشابہ ہو یا وہ دعا کرے جو مخلوق سے طلب کرنا محال ہو اور جو دعا قرآن و حدیث مین سے کسی مین نہو پس اگر اُسکا مانگنا خلق سے محال ہو تو مفسد نماز نہین اور اگر اُسکا مانگنا اُنسے محال نہوگا تو مفسد ہوگی بشرطیکہ دعا مذکور مقدار التحیات سے بیشتر ہو اور اگر قعدۂ اخیرہ مین اس مقدار کے بعد پڑھے تو نماز اُس سے کراہت تحریمی کے ساتھ تمام ہوجائیگی جب تک کہ بھولا ہوا سجدۂ نماز یا سجدۂ تلاوت یاد نہ پڑے اسلیے کہ اُنکے یاد آنے سے قعدۂ اخیرہ باطل ہوجاتا ہی تو دعا نماز کے بیچ مین واقع ہوگی اسلیے مفسد ہوگی اور فاسد نہوگی نماز دعاء مغفرت سے مطلقاً یعنی خواہ وہ دعا قرآن مین ہو یا نہو اور اسی طرح فاسد نہوگی نماز طلب رزق سے اگر اسکو مقید مال وغیرہ سے نکرے واسطے مستعمل ہونے رزق کے بندون مین بطور مجاز کے اور بعید نہین کہ زبان عربی کے سوا دوسری زبان مین دعا کرنی مکروہ تحریمی وگر نماز مین نہو تو مکروہ تنزیہی ہو اور آیہ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ پڑھنی مستحب ہو اور قرآن کی دعا اگر پڑھے تو نیت قرآن ہونے کی اُس سے نکرے اسلیے کہ قرات قرآن سواے قیام کے دوسرے رکن مین مکروہ ہو اور جب یاد ہوجائے تب دعاے ماثورہ پڑھنی مستحب ہو

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ
الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَفِتْنَۃِ الْمَمَاتِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ
اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَمِنَ الْمَغْرَمِ اور حق یہ ہے کہ دعا مانگنی کافر کی مغفرت کے لیے حرام ہے
اور سب مومنین کے لیے اُنکے سب گناہ بخشے جانے کی دعا حرام نہیں اور اُسکے
بعد دونوں طرف سلام کے لیے منھ پھیرنے میں مبالغہ کرے اسقدر کہ
داہنی طرف داہنے اور بائیں طرف بائیں رخسارہ کی سفیدی دیکھی جائے اور اگر
پہلے بائیں طرف سلام پھیرا پھر داہنی طرف تو سلام پھیرے صرف اپنی داہنی طرف
اور اگر سلام پھیرا اپنے سامنے کی طرف تو دوسرا سلام بائیں طرف کو پھیرے اور
اگر بائیں سلام کو پھیرنا بھول گیا تو اُسکو ادا کرلے جب تک کہ قبلہ کی طرف پشت
نکرلی ہو صحیح تر قول میں اور نہ کلام کیا ہو اور مقتدی سلام پھیرے امام کے ساتھ
اگر التحیات الخ پڑھ چکا ہو ورنہ پوری کرکے سلام پھیرے اور سلام میں اور تحریمہ میں
افضل یہ ہے کہ بعد امام کے ہو اس طرح کہ مقتدی ملاوے حرف ہمزہ لفظ اللہ کو
ساتھ حرف را اکبر کے اور مقتدی نماز سے نہیں نکلتا امام کے سلام سے بلکہ اپنے بھی
سلام پھیرنا واجب ہے اور سلام پھیرے یہ کہتا ہوا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ
کہ ان الفاظ کو کہنا سنت اور افضل ہے اور مسنون ہے دوسرے سلام کو بہ نسبت اول کے
پست کہنا اور ملتقی میں اس بات کو امام کے لیے خاص کیا ہے اور نیت کرے اپنے
خطاب السلام علیکم سے سلام اُن لوگوں پر جو اُسکے داہنی اور بائیں طرف اُسکی
نماز میں شریک ہوں گو جن ہوں سوائے عورات کے اور نیت کرے فرشتوں محافظ کی
دونوں سلاموں میں بدون نیت شمار کے اور اسی طرح کاتب اعمال کی اور مقتدی قوم

اور فرشتون کی نیت پر زیادہ کرے سلام اپنے امام پر داہنی طرف اگر امام اُس طرف ہو
ورنہ بائین طرف اور اگر امام اُسکے سامنے ہو تو دونون سلامون مین امام کی نیت
کرے اور منفرد صرف محافظ فرشتون کی نیت کرے اور کاتب اعمال کی اور نماز پڑھکے
داہنی یا بائین طرف سے پھر کے مقتدیون کے سامنے ہو بیٹھے بلاغ المبین مین بخاری
اور مسلم سے لکھا اور جتنے عرصہ مین اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ
تَبَارَكْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ پڑھی جائے اُس سے زیادہ فرض کے بعد
ادائے سنت مین تاخیر کرنی مکروہ تنزیہی ہے اور نفل پڑھنے کے لیے صفون کو توڑ دینا
سنت ہے اور سلام کے بعد گھر جا کے سنت پڑھنی اولی ہے اور احادیث مین جو
وظائف بعد نمازون کے آئے ہین انمین یہ ذکر نہین ہے کہ سنتون سے پہلے انکو
پڑھنا چاہیے بلکہ وہ اسی پر محمول ہین کہ بعد سنتون کے پڑھی جائین کیونکہ سنتین
فرضون کی تابع ہین انسے اجنبی نہین تو جو ذکر سنتون کے بعد ہوگا وہ فرضون کے
بعد کہلائیگا اور نماز کے بعد مستحب ہے استغفار کرنا تین مرتبہ اور استغفار کو سارے
اذکار پر مقدم رکھے اور بخاری مین شداد بن اوس سے روایت ہے کہ افضل استغفار یہ ہے کہ کہے تو
اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی
عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ
لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ
اِلَّا اَنْتَ اُسکے بعد اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ الخ ایک مرتبہ اُسکے بعد تہلیل
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ
شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ

وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ایک مرتبہ پڑھے **فصل قرأت کے احکام مین** نماز جمعہ اور عیدین اور صبح اور نوافل شب اور صحیح یہ کہ وتر کی ہر رکعت مین اور مغرب اور عشا کی پہلی دو رکعتون مین ادا ہو یا قضا امام پر بلند آواز سے قرآن پڑھنا واجب ہے اور اگر اقتدا کیا نمازی کا بعد تھوڑی یا کل سورۂ فاتحہ آہستہ پڑھنے کے تو سورۂ مذکور کو بلند آواز سے اعادہ کرے اور نماز ظہر اور عصر کی اور نوافل روز کی ہر رکعت مین اور نماز مغرب کی تیسری رکعت مین اور نماز عشا کی آخر دو رکعتون مین امام اور منفرد پر اور نماز وتر کی ہر رکعت مین منفرد پر پست آواز سے قرآن پڑھنا واجب ہے اور جس نماز مین بلند آواز سے پڑھا جاتا ہے اسمین تنہا نماز پڑھنے والے کو بلند اور پست آواز سے قرآن پڑھنے کا اختیار ہے اور جہر افضل ہے لیکن جہر کے ادنی درجہ پر کفایت کرے اگرچہ اسے پست آواز سے پڑھنے کے وقت مین قضا کرتا ہو صحیح تر قول کے بموجب جیسا مختار ہے پست اور بلند آواز سے پڑھنے مین رات کا نفل پڑھنے والا تنہا جیسے وہ مسبوق کہ نماز جمعہ یا مغرب یا عشا و فجر کی ایک رکعت نپائے اور کھڑا ہو کے اسے پڑھنے لگے یعنی اسکو بھی اختیار ہے اور قرأت خفی کا ادنی درجہ سنانا اپنے کو ہے یا اپنے قریب کے شخص کو اور اعلی درجہ اسکا صرف حروف کا صحیح کرنا ہے اور ادنی جہر کا سنانا اُن غیر کو جو اسکے قریب نہون اور اسکے اعلی کی حد نہین اور اگر ترک کرے سورہ کو پہلی دو رکعتون مین مثلاً اگرچہ عمداً ہو تو آخر کی دونون رکعتون مین سورۂ فاتحہ کے ساتھ بلند آواز سے اسے پڑھنا مندوب ہے اور اگر سہو سے سورہ نہ پڑھی رکوع مین یاد آئے تو کھڑا ہو کے اسے پڑھے اور رکوع کو اعادہ کرے اور اگر پہلی دو رکعتون مین سورۂ فاتحہ کو ترک کرے تو آخر کی

دونون رکعتون مین نہ قضا کرے لیکن اگر رکوع مین یاد آوے تو کھڑا ہو کے الحمد پڑھے اور سورہ اور رکوع کو اعادہ کرے اور زبان سے قرآن مجید کی ایک آیہ پڑھنی فرض ہے ظاہر مذہب پر یعنی وہ ایک جملہ نماز مین پڑھنا فرض ہے جسکی ابتدا اور انتہا کا اعتبار کیا گیا ہو اور اُس جملہ مین کم سے کم چھہ حرف ہون اگرچہ تقدیراً ہون مثلاً لم یلد کہ فی الحال پانچ حرف ہین مگر چونکہ اصل مین لم یولد تھا پس تقدیراً چھہ حرف ہوے اور ایک آیہ کا حفظ کرنا ہر شخص عاقل بالغ مسلمان پر فرض عین ہے اور سب قرآن کا حفظ کرنا فرض کفایہ ہے اور سنت عینی ہے ہر شخص مکلف کے لیے اور سیکھنا مسائل دینی کا فرض عین ہے اور جو مسائل اُس شخص کی حاجت سے زائد ہون اُنکا سیکھنا افضل ہے نفل پڑھنے اور باقی قرآن کے حفظ کرنے سے بشرطیکہ کچھہ لوگ سب قرآن کو حفظ کرتے ہون اور قرآن مجید کا بھول جانا حرام نہین مگر جب بھولجاوے مصحف سے بھی طحطاوی مین شرح منیہ سے منقول ہے اور سورۂ فاتحہ اور ایک چھوٹی سورہ کا حفظ کرنا واجب ہے ہر مسلمان پر اور مکروہ تحریمی ہے کم کرنا کسی چیز کا واجب مین سے جیسے مکروہ تنزیہی ہے سنت مین سے کسی چیز کا کم کرنا اور مسنون ہے کہ اگر مسافر کو جلد چلنا ہو تو بعد سورۂ فاتحہ کے جس سورہ کو چاہے پڑھے و گر اطمینان ہو تو فجر مین طوال مفصل پڑھے اور ظہر مثل فجر کے ہے اور عصر اور عشا مین اُس سے چھوٹی اور مغرب مین بہت چھوٹی سورتین پڑھے اور مسنون ہے پڑھنا ضرورت مین بقدر حال کے اور مسنون ہے حضر مین امام اور منفرد کو پڑھنا طوال المفصل کا جو سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک ہین فجر اور ظہر کی نمازون مین اور سورۂ بروج سے آخر لم یکن تک اوساط مفصل نماز عصر اور عشا مین پڑھنا اور باقی قصار مفصل نماز مغرب مین پڑھنا یعنی

ہر رکعت مین ایک سورہ ان سورتون مین سے جو مذکور ہوئین پڑھنا مسنون ہے اور
بدائع مین اندازہ نکرنے کو پسند کیا اور یہ کہ حال قرأت کا مختلف ہوتا ہے وقت اور قوم
اور امام کے باعث سے اور اب لوگون کا عمل اُسی پر ہے جسکو صاحب بدائع نے
اختیار کیا اور نماز فرض مین قرأت ٹھہر ٹھہر کے ہر حرف کو جدا پڑھے اور تراویح مین
متوسط طور پر اور نوافل شب مثلاً تہجد مین جلد پڑھنا جائز ہے نہ اسقدر کہ ترتیل ترک
ہو جاوے اور صرف امام کو مسنون ہے اجماعاً فقط نماز فجر کی دوسری رکعت پر پہلی رکعت کو
طویل کرنا اور پہلی رکعت مین دو ثلث اور دوسری رکعت مین ایک ثلث قرأت مندوب ہے
اور باقی نمازون کی بھی پہلی رکعت کو طویل کرے اسطرح کہ ثنا اور اعوذ پڑھنے کے بہ نسبت
دوسری رکعت کی قرأت کے پہلی رکعت مین قرأت زیادہ کرے مگر تین آیتون سے کم
لیکن نماز سنن اور نوافل مین رکعت اول کو طویل کرنا مکروہ نہین مطلقاً اور فرائض
اور نوافل مین بہ نسبت پہلی رکعت کے دوسری رکعت کا طویل کرنا مکروہ ہے
بقدر تین آیتون کے اور متعین نہین ہے قرآن مین سے کچھ نماز کے لیے بطور فرض کے
کہ بے اُسکے نماز درست نہو بلکہ متعین ہے سورہ فاتحہ ہر نماز مین بطور واجب کے
اور مکروہ ہے معین کرنا کسی سورہ کو نماز کے لیے بشرطیکہ اُسے واجب جانے اور
دوسرے کو جائز نہ سمجھے مگر پیروی سنت کی وجہ سے معین کو پڑھے اور بعضے
اوقات مین دوسری سورتون کو بھی پڑھ لیا کرے یا اُسکے سوا دوسری سورت
نہ یاد ہو یا اُسے پڑھنا اُسکو سہل ہو تو مکروہ نہین اور مقتدی قرأت نہ جہری
نماز مین پڑھے نہ سری مین اور نہ سورہ فاتحہ پڑھے نماز سری مین بالاتفاق بلکہ
مقتدی امام کی قرأت سُنے جب وہ پکار کے پڑھے اور چپ رہے جب وہ آہستہ پڑھے جیسا کہ

حضرت ابوہریرہ کا قول ہو کہ ہم امام کے پیچھے پڑھا کرتے تھے پس حکم نازل ہوا کہ جب
قرآن پڑھا جاوے تو اسکو سنو اور چپ رہو پس سننا تو جہری نماز کے لیئے خاص ہے
مگر سکوت خاص نہین اسلیئے وہ جہری اور سری دونون نمازون مین مطلقًا واجب ہیگا
اور اکثر کہتے ہین کہ اکثر احادیث اسکے پڑھنے کی موید ہین چنانچہ ابوداؤد کی حدیث کا
ملخص یہ ہے کہ کہا مکحول نے کہ پڑھ سورہ فاتحہ سکتہ امام مین یا امام سے پہلے یا ساتھ
یا پیچھے اسکے یعنی رکوع مین جانے سے پہلے جہان موقع پائے آہستہ پڑھ لے لیکن
مسبوق سے اسکا پڑھنا ساقط ہوجاتا ہے جب امام کو رکوع مین پاوے لیکن
جسقدر احادیث امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے مین وارد ہین انکی کئی حالتین ہین
بعض ضعیف اور بعض صحیح مرفوع معارض صحیح مرفوع کی اور بعض ماول اور ایسے ہی
آثار صحابہ کرام فقط کہتا ہے مؤلف عفا اللہ تعالی عنہ وعن والدیہ کہ نہ پڑھنے کے
واجب ہونے سے اگر مقتدی ہمارا پڑھیگا تو نماز صحیح ہوگی صحیح تر قول مین درمختار
وغیرہ کراہت کے ساتھ بقول امام ابی حنیفہ مظہری وتنویر الابصار اور یہی قول
ہمارے مخالف فروع کے بھی ہین اسکے نہ پڑھنے مین لیکن مولانا المولوی عبدالحی صاحب
لکھنوی نے اپنے رسالہ مین لکھا ہے اسکا ملخص یہ ہے کہ نماز جہریہ مین امام کی قرأت
مقتدی کو سننا اور چپ رہنا واجب اور نماز سریہ مین اسے سورہ فاتحہ پڑھنی
مستحب ہے اور اسی طرح امام کے خطبہ پڑھنے کے وقت آدمی وہ بات نکرے جس سے
سننا جاتا رہے اگرچہ لکھنا یا سلام کا جواب دینا ہی ہو مگر جب خطیب آیہ صلوا علیہ
پڑھے تو سننے والا خطبہ کا اپنے نفس مین درود پڑھے اور زبان سے سکوت کرے
خطبہ جمعہ کا ہو یا نکاح کا یا عید کا اور خطیب سے دور کے اشخاص اور نزدیک کے

برابر ہین سکوت اختیار کرنے کے واجب ہونے مین اور ترک سکوت مکروہ تحریمی ہے
اور فرض کفایہ ہے سننا قرآن کا لیکن واجب ہے قاری پر احترام اُسکا یہ کہ نہ پڑھے اُسے
راستہ اور موضع اشتغال مین وگر پڑھا تو قاری گنہگار ہوگا نہ اہل اشتغال واسطے
دفع حرج کے اور اگر پڑھے ایک سورہ ایک رکعت مین اور دوبارہ پڑھے اُسی کو دوسری مین
عمداً تو مکروہ تنزیہی ہے لیکن اضطرار کی صورت مین بے کراہت جائز ہے اور کچھ مضایقہ نہین
اگر پہلی رکعت مین ایک جگہ سے پڑھے اور دوسری رکعت مین دوسرے مقام سے
اگرچہ دونون مقام ایک ہی سورہ مین سے ہون بشرطیکہ دونون مقامون مین
دو آیتون کا یا زیادہ کا فاصلہ ہو پس لفظ مضایقہ نہین سے فائدہ دیا اسبات کا کہ
یہ مکروہ تنزیہی ہے تو اولی یہ کہ بے ضرورت ایسا نکرے پس اگر ایک آیہ کا فاصلہ ہوگا
تو مکروہ ہوگا اور لائق ہے یہ کہ پڑھے دو رکعتون مین ایک سورہ کے آخر سے اور دوسری رکعت مین
آخر سے پڑھنا مکروہ تحریمی نہین مگر مکروہ تنزیہی ہے اور اسی طرح پہلی رکعت مین
اگر پڑھا کسی سورہ کے درمیان سے یا اول سے پھر دوسری رکعت مین پڑھا دوسرے
سورہ کے درمیان سے یا اول سے یا پڑھی چھوٹی سورہ تو صحیح تر یہ کہ مکروہ نہین لیکن
اولی یہ کہ بے ضرورت ایسا نکرے اور مکروہ ہے قرآن کو اُلٹا پڑھنا عمداً مثلاً پہلی
رکعت مین سورہ اخلاص اور دوسری مین تبت یا ایک آیہ سے طرف دوسری آیہ کے
انتقال کرنا ایک رکعت مین یا خارج نماز مین گو دونون کے درمیان مین چند آیتون کا
فاصلہ ہو کیونکہ ترتیب آیتون کی واجبات قرات سے ہے پس اگر سہو کیا پھر یاد کیا
تو اعادہ کرے اور لڑکون کے لیے جو ترتیب بدل کے پڑھاتے ہین وہ تعلیم کی ضرورت کے
سبب سے ہے مگر جبکہ نماز مین قرآن کو ختم کرے تب آخر رکعت مین بعد سورہ فاتحہ کے

پڑھی سورہ بقرہ ہم المفلحون تک اور اگر اول رکعت مین سورہ کافرون پڑھی اور دوسری مین
سورہ فیل یعنی خلاف ترتیب کے یا پہلی مین سورہ کافرون اور دوسری مین سورہ
تبت یعنی چھوٹی سورہ کا فاصلہ چھوڑ کے تو مکروہ ہے جب قصداً ہو اور اگر سہو کیا پھر
یاد کیا تو اُسی سورہ کو تمام کرے جسے فی الحال پڑھتا ہے اور اگر نماز نفل ہو تو مکروہ نہین

باب امامت کے بیان مین امامت کی دو قسم ہے امامت صغری اور کبری
امامت صغری متعلق ہونا مقتدی کی نماز کا ہے امام کی نماز سے سولہ شرطون کے
ساتھہ دس شرطین اقتدا کی اور چھہ امامت کی مسلمان ہونا بالغ ہونا عاقل ہونا مرد
ہونا عذرون سے سلامت ہونا جیسے نکسیر جاری رہنی اور توتلا ہونے وغیرہ سے
اور موجود ہونا شروط نماز کا مثل طہارت اور ستر عورت وغیرہ کے اور دس شرطین
اقتدا کی یہ ہین مقتدی کو اقتدا کی نیت کرنی اور امام اور مقتدی کی نماز کا مکان
متحد ہونا اور سوائے فرض امام کے مقتدی اور کوئی فرض نہ پڑھتا ہو اور
مقتدی کے گمان مین امام کی نماز کا صحیح ہونا اور مرد کے برابر عورت کو کھڑا نہ ہونا
اور آگے نہ بڑھنا مقتدی کا اپنے امام سے بلحاظ ایڑی کے اور جاننا مقتدی کا
امام کے ایک رکن سے دوسرے مین جانے کو اور فی الجملہ جاننا مقتدی کا
امام کے حال کو یعنی اُسکے مسافر یا مقیم ہونے کو ابتدا سے نماز مین معلوم ہو
خواہ انتہا مین اور ضروری نہین شروع ہی مین معلوم ہونا اور شریک ہونا مقتدی کا
امام کے ساتھہ ارکان نماز مین اور ہونا مقتدی کا امام کے مانند یا اُس سے کم
ارکان و شرائط نماز مین اور جماعت واجب ہے اسی قول پر ہین عامہ علما اور
یہی قول یقینی اور ٹھیک اور قوی تر ہے مگر جمعہ اور عیدین مین جماعت شرط ہے

ان دونون سے صحیح ہونے کی اور تراویح مین جماعت سنت کفایہ ہے کہ محلہ مین کچھ لوگون کے
ادا کرنے سے سب کے ذمہ سے ادا ہو جاتی ہے اور شہر رمضان کے وترون مین
جماعت مستحب ہے اور مکروہ ہے مکرر کرنا جماعت کا اذان واقامت کے ساتھ محلہ کی مسجد مین اور
مسجد محلہ سے یہ مراد ہے کہ جسکا امام اور جماعت مقرر ہو اور اگر اہل محلہ بدون اذان
واقامت کے جماعت کرین یا مسجد شارع عام پر ہو تو دوسری جماعت جائز ہوگی
بالاتفاق جیسے اُس مسجد مین جسکا امام اور موذن نہین اور آدمی گروہ گروہ آکے
نماز پڑھتے ہون تو افضل یہ ہے کہ ہر گروہ اذان واقامت جداگانہ سے نماز پڑھے اور
مسجد محلہ مین تکرار جماعت کی بدون اذان کے بھی مکروہ ہے اور یہ ظاہر الروایۃ ہے
لیکن جب دوسری جماعت پہلی جماعت کی صورت پر نہو تو مکروہ نہوگی یہی صحیح
اور اسی قول کو ہم لیتے ہین اور محراب سے ہٹ کے کھڑے ہونے مین پہلی جماعت کی
صورت بدلجاتی ہے اور کمتر جماعت دو شخص ہین یعنی ایک مقتدی امام کے ساتھ
اگرچہ مقتدی لڑکا تمیزدار ہو یا فرشتہ یا جن جو نماز مسجد مین ہو یا غیر مسجد مین اور صحیح ہے امام ہونا جن کا
اسلیے کہ وہ بھی مکلف ہین اور جماعت واجب ہے مرد عاقل بالغ آزاد جماعت کی نماز پر
قدرت رکھنے والون پر بدون حرج کے پس واجب نہین بیمار اور اپاہج اور بدت کے
بیمار پر اور اُسپر جسکا ایک ہاتھ اور ایک پانون مخالف جانب سے کٹا ہو یا اُسپر
جسکا فقط ایک پانون کٹا ہو اور واجب نہین فالج زدہ اور اُس بڈھے پر جو چلنے سے
عاجز ہو اور اندھے اور عاجز پر اگرچہ لیجانے والا موجود ہو اور واجب نہین اُس شخص پر
جسمین اور جماعت مین مینھ اور کیچڑ اور شدت کا جاڑا اور سخت اندھیرا حائل ہو
جسمین سے رستہ نظر نہ آئے اور آندھی صرف رات مین عذر ہے یا خوف ہو مال کے

چوری جانے کا یا خوف ہو قرض خواہ یا ظالم سے یا بول یا براز یا ریح کو ضبط کیے ہو
یا خوف ہو قافلہ کے چلے جانے کا بشرطیکہ یہ شخص اُس قافلہ کا شریک ہو یا مریض کی
خبر لینے والے کے چلے جانے سے خوف ہو مریض کو ایذا ہونے کا یا حاضر ہونا
کھانے کا اگر بھوکا ہو یا ایسا کھانا ہو جو رکھے سے بگڑ جائے یا مشغول ہو حصول
فقہ مین اور یہ عذر بعضے اوقات مین مقبول ہے اور جماعت مین زیادہ مستحق امامت کا
وہ شخص ہے جو احکام فقط نماز کی صحت اور فساد کے زیادہ جانتا ہو بشرطیکہ ظاہری
گناہون سے بچتا ہو اور دین مین مطعون نہو اور بقدر فرائض اور واجبات اور
سنت نماز کے یاد رکھتا ہو اُسکے بعد جو شخص قرأت کی تجوید یعنی حروف و مد و مخارج
اور مد اور شد وغیرہ کو خوب جانتا ہو اُسکے بعد اورع یعنی زیادہ تر بچنے والا
اُن چیزون سے جنمین حلال و حرام ہونے کا شبہہ ہو اُسکے بعد جو پہلے مسلمان
ہوا ہو وگر دو شخص ساتھی مسلمان ہوے ہون تو جسکا سن زیادہ ہو اور جس شخص کا
ورع بہت دن کا ہو وہ مقدم کیا جائے اُسپر جسکا ورع کم مدت کا ہو اور ورع پر
سب خصلتون کا قیاس ہوگا اور والی مقدم ہے پھر امیر پھر قاضی اور اگر کوئی شخص
ایک قوم کا امام ہو اور وہ لوگ اُس سے نفرت کرتے ہین پس اگر اُنکی نفرت
امام مین کسی خرابی کے سبب تھی یا اس وجہ سے کہ لوگ بہ نسبت امام مذکور کے
زیادہ مستحق امامت ہین تو اُس شخص کو امام ہونا مکروہ تحریمی ہے وگر امام مذکور
زیادہ حقدار امام ہونے کا ہو تو اُسکو امام ہونا مکروہ نہین اور مقتدیون کو اُس سے
نفرت کرنی مکروہ ہے اور بندہ اور گنوار اور ولد الزنا اور اندھے کو امام ہونا
مکروہ تنزیہی یعنی ترک اولی ہے اگر اُنکے سوا دوسرا امام اُنسے بہتر موجود ہو

ورنہ کراہت بھی نہین بلکہ اگر ہر ایک انمین کا زیادہ عالم ہو قوم مین تو اُسی کو امام ہونا اولی ہے اور فاسق یعنی گناہ کبیرہ کے مرتکب کو امام ہونا مکروہ تحریمی ہے اور مبتدع کو امامت کرنی مکروہ تحریمی ہے اور مبتدع وہ شخص ہے جو کسی قسم کے شبہہ سے کوئی چیز پیدا کرے مخالف اُس حق کے جسکی تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یا اصحاب رضی اللہ عنہم نے کی ہو خواہ وہ حق بات علم ہو یا عمل یا حال اور اُس چیز کو دین متین اور صراط مستقیم ٹھہرالیا ہو اگر عناد کی راہ سے ہو اور سرحد کفر کو نہ پہونچے وگر فاسق یا بدعتی کے پیچھے نماز پڑھی تو جماعت کا ثواب پاویگا اور مکروہ تنزیہی ہے نماز پیچھے بے ریش خوبصورت کے کہ محل فتنہ ہے اور پیچھے کم عقل کے وگر وہ خوبصورت سب مین زیادہ عالم ہو اور خوف شہوت یا لوگون کی نفرت کا نہو تو بے کراہت صحیح ہے اور اسی تنفر کی وجہ سے مکروہ ہے نماز پیچھے فالج زدہ کے اور پیچھے اُس ابروص کے جسکا عارضہ برص پھیل گیا ہو اور مکروہ ہے نماز اُس شخص کے پیچھے جو امامت کرے مزدوری لیکے کیونکہ معصیت اور طاعتون پر اجرت لینی باطل ہے لیکن مفتی بہ متاخرین کے نزدیک یہ ہے کہ تعلیم قرآن اور اذان اور امامت پر اجرت لینی درست ہے ضرورت کی وجہ سے اور اگر مذہب مقتدی کے فروع کا مخالف کوئی شخص امام ہو پس اگر مقتدی یقین کرے کہ اُس امام نے فرائض مین جو شرطین اور رکن اُس مقتدی کے اعتقاد مین ہین اُنکی رعایت کی ہے تو اقتدا جائز ہے اور فتاوی غیاثیہ مین ہے کہ مختار یہ ہے کہ جب ان اشیا مین سے کچھ معلوم نہو تو بھی اقتدا اُسکا جائز ہے اسلیے کہ اصل بات اسکا نہونا ہے اور یہ اطلاق اسبات کا فائدہ دیتا ہے کہ جب اسکے حال سے معلوم ہو کہ وہ موقع خلاف مین

حفاظت نہین کرتا تب بھی اقتدا اُسکا جائز ہے اور یہ قول سب اقوال سے زیادہ عدل و
انصاف ہے اور حقیقت حال کو خدا تعالی خوب جانتا ہے اور مکروہ تحریمی ہے طول دینا نماز کا
قوم پر قرأت اور اذکار مین مقدار سنت سے زیادتی کرے کہ قوم راضی ہون یا نہ اور مقدار
مسنون سے کم قرأت کرے مگر ضرورت کی وجہ سے اور مکروہ تحریمی ہے جماعت صرف عورتون کی
اگرچہ نماز تراویح کی جماعت ہو لیکن نماز جنازہ مین صرف اُنکی جماعت مکروہ نہین
اور اگر نماز جنازہ مین مردون کی امام عورت ہوئی تو مردون کی نماز نہوئی تنہا
اُسی امام کی نماز ہوئی اُس سے فرض ساقط ہو گیا دوبارہ نماز نہ پڑھی جائے
مگر جبکہ مرد امام کے پیچھے مرد اور عورتین ہون اور مرد امام عورت کو خلیفہ کرے
تو اعادہ نماز کا کیا جائے اور اگر باوجود کراہت کے عورتین جماعت کرین تو امام
عورت اُنکے بیچ مین کھڑی ہو اور اگر آگے بڑھکے کھڑی ہوگی تو گنہگار ہوگی
بجز خنثی کے کہ وہ عورتون کے بیچ مین نہ کھڑا ہو بلکہ آگے بڑھکے کھڑا ہو جیسے
بے ستر آدمیون کی جماعت مین بے ستر امام اُنکے بیچ مین رہے اور اُنکی جماعت
مکروہ تحریمی ہے اور مکروہ ہے حاضر ہونا عورتون کا جماعت مین اگرچہ حاضر ہونا جمعہ مین
یا عیدین یا وعظ مین ہو مطلقاً یعنی اگرچہ بوڑھی عورت ہو یا جوان وقت رات کے
مجمع مین حاضر ہو یا دن مین مذہب مفتی بہ پر اور اگر عورتون کا امام مرد ہو تو خلوت کے
مکان مین امامت نہ کرے حتی کہ اگر مسجد مین ہو تو دروازہ مسجد کھلا ہو اور جماعت
گوشہ مسجد مین نہو اور اگر خلوت مین جماعت ہو تو دوسرے مرد کا ہونا یا امام کی
محرم عورت کا ہونا ضرور ہے اور کہا امام شوکانی نے کہ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے امامت
عورتون کی اُنکے درمیان مین کھڑے ہوکے کی روایت کیا اس حدیث کو عبد الرزاق

اور دارقطنی اور بیہقی اور ابن ابی شیبہ اور حاکم نے اور مثل اسی کے ہے بی بی ام سلمہ رضؓ سے
روایت کیا اسکو شافعی اور ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق اور دارقطنی نے بلوغ المرام مین
اور مسک الختام مین لکھا ہے کہ حدیث ابو داؤد کی ابن خزیمہ کی صحیح کی ہوئی دلیل ہے
اثبات پر امامت عورت کی اپنے گھر والون کے لیے جائز ہے اگرچہ گھر مین مرد بھی ہون
کیونکہ مؤذن ام ورقہ کا ایک مرد بوڑھا تھا اور ظاہر یہ ہے کہ وہ اُس بوڑھے کی اور
اپنے غلام اور لونڈی کی امامت کرتی تھی اس سے معلوم ہوا کہ بوڑھے مرد اور
غلام کو عورت کے پیچھے نماز پڑھلینی منع نہین بلوغ المرام مین جماعت کے ساتھ
عورتون کے نماز پڑھنے کے بیان مین اور اگر ایک مقتدی ہو اور وہ مرد ہو تو
امام کی داہنی طرف قدم سے قدم برابر کرکے کھڑا ہو وے مگر مقتدی کا قدم امام کے
قدم سے چھوٹا یا بڑا ہو تو ٹخنے سے ٹخنا برابر کرکے کھڑا ہو مذہب قوی پر یعنی بخلاف
اس قول کے جو امام محمد سے منقول ہے کہ مقتدی اسقدر پیچھے ہٹکے کھڑا ہو
کہ اسکی انگلیان امام کی ایڑی کے برابر ہون اور بائین طرف اور پیچھے کھڑے ہونا
جائز اور اسارت ہے یعنی برا کرنے کا موجب ہے اور اسارت مین ملامت مکروہ
تحریمی سے کم اور تنزیہی سے زیادہ ہے اور امام حکم کرے مقتدی کو داہنی طرف
کھڑا ہونے کے لیے اور اگر نماز شروع کرچکا تو اشارہ کرے اسکی طرف
اپنے ہاتھ سے اور اگر ایک سے زائد مقتدی ہون تو امام کے پیچھے کھڑے ہون
پس امام کو دو کے بیچ مین کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی اور دو سے زیادہ کے
بیچ مین کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے اور اگر امام کے پیچھے جماعت ہے تو امام کے برابر
ایک شخص کا کھڑا ہونا مکروہ ہے پس اگر اقتدا کی ایک کی دوسرے نے پھر تیسرا آئے

تو بعضے کہتے ہین کہ امام کو آگے بڑھ جانا جائز ہے لیکن اولی یہ ہے کہ امام بجاے خود ثابت رہے اور لائق ہے کہ پہلا مقتدی پیچھے ہٹ آئے وگر دیر کرے تو دوسرا مقتدی تکبیر تحریمہ کہکے پہلے مقتدی کو پیچھے کی طرف اپنے برابر کھینچ لے اور قبل تکبیر کے بھی کھینچ لینا مضائقہ نہین دگر دوسرا مقتدی امام کی بائین جانب کھڑا ہوجاے تو امام اُن دونون کو پیچھے ہٹنے کا اشارہ کرے اور یہی امر بہتر ہے اور سزاوار ہے کہ امام مقتدیون کو حکم کرے ایک دوسرے کے شانے سے شانہ برابر کرکے صف باندھنے کا اسطرح کہ دو شخصون کے درمیان مین جگہ خالی نرہے اور امام کو صف سے آگے بڑھکے کھڑا ہونا واجب اور محراب مین کھڑا ہونا سنت ہے تاکہ جماعت کی دونون طرفین برابر ہوجائین اور ایک طرف امام کو کھڑا ہونا مکروہ ہے اور جب امام کی دونون طرفین برابر ہون تو اب جو مقتدی آوے وہ داہنی طرف ملے اور اگر صف مین جگہ چھوٹی ہو تو آنے والا اپنے داخل ہونے سے اُسے بھرلے اور اگر صف اول مین جگہ خالی دیکھے تو پچھلی صف اونکو چیرکے اُس جگہ مین داخل ہوجائے اور اگر بدون حکم آنے والے کے صف مین نمازی نے اُسے جگہ دی یا اُسکا حکم مانکے ہٹ گیا یا آنے والے نے اُسے صف مین سے پیچھے کھینچ لیا تو اگر ہٹنے والا یہ سمجھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی اطاعت کرتا ہون تو کسی صورت مین اُسکی نماز نہ ٹوٹیگی وا اگر شریک ہونے والے کی خاطر سے نمازی ہٹیگا تو نماز ٹوٹ جائیگی اور اول صف آزاد بالغ کی ہو دوم آزاد لڑکون کی سوم بالغ غلامون کی چہارم صف غلام لڑکون کی ہو پنجم صف آزاد اور غلام بالغ خنثی کی ہو اسطرح کہ دو شخصون کے بیچ مین کوئی چیز آڑ ہو یا فاصلہ ایک شخص کا چھوٹا رہے ششم صف آزاد لڑکے خنثی کی ہفتم غلام لڑکے خنثی کی ہشتم

آزاد بالغہ عورتوں کی نہم آزاد نابالغہ عورتوں کی دہم بالغہ لونڈیوں کی یازدہم صف
نابالغہ لونڈیوں کی ہو اور جبکہ محاذی ہو کوئی عورت مرد کی ایڑی اور ٹخنہ کے ساتھ
گو لونڈی یا کوئی اور محرم ہو تو مرد کی نماز ٹوٹ جائیگی دس شرطوں کے پائے
جانے سے اور نہیں صحیح ہے اقتدا مرد کا پیچھے عورت کے اور خنثی کے اور مختار یہ ہے
کہ نہیں صحیح ہے اقتدا مرد بالغ کا پیچھے لڑکے کے کسی نماز میں اور اقتدا نابالغ کا نابالغ کے
پیچھے صحیح ہے اور نہیں صحیح ہے اقتدا پیچھے مجنون کے اور پیچھے اس شخص کے جسپر نشہ
غالب ہو اور پیچھے کم عقل کے اور نہیں صحیح ہے اقتدا صحیح کا پیچھے معذور کے اور اپنے
مثل کی اقتدا جائز ہے لیکن ضالہ ضالہ کی اور خنثی مشکل خنثی مشکل کی اقتدا نہ کرے
اور نہیں درست ہے اقتدا اس شخص کا جسکو ایک آیہ بطریق احسن یاد ہو پیچھے
غیر احسن پڑھنے والے کے اور نہیں جائز ہے اقتدا امی کا پیچھے گونگے کے بسبب
قادر ہونے امی کے تحریمہ پر اور اقتدا گونگے کا پیچھے امی کے درست ہے اور صحیح ہے نماز
اگر پڑھی ہر ایک یعنی امی اور قاری نے تنہا صحیح قول میں اگرچہ شروع کی ہو دونوں نے
ساتھ ہی یا پہلے شروع کی ہو امی نے یا قاری نے اور نہیں صحیح ہے اقتدا ستر پوش کا
پیچھے ننگے کے پس اگر بے ستر امام ہو لے ستروں کا اور ستر پوشوں کا تو امام کی
اور بے ستر مقتدیوں کی نماز جائز ہے بالاتفاق و گر امی امام ہو چند امی اور قاریوں کا
تو سبکی نماز فاسد ہوتی ہے اور نہیں درست ہے اقتدا اس شخص کا جو رکوع و سجود
کر سکتا ہے پیچھے اس شخص کے جو اشارے سے پڑھتا ہو اسلیے کہ بنا قوی کی ضعیف پر
نہیں ہو سکتی اور نہیں صحیح ہے اقتدا فرض پڑھنے ولے کا پیچھے نفل پڑھنے
ولے کے اور پیچھے دوسرا فرض پڑھنے ولے کے اور نہیں درست ہے اقتدا

ف ۱ اگر محاذات ... یعنی جیسا پاؤں کی اور حیض ... اگر امام حیض سے ... [illegible]

نذر کرنے والے کا پیچھے فرض پڑھنے والے اور دوسرے نذر کرنے والے کے اسلیے کہ ایک ہونا نماز کا جو شرط اقتدا ہے ان دونوں مسئلوں میں نہیں پایا جاتا مگر اس صورت میں جائز ہے کہ اُسنے بھی وہی نذر کی جو دوسرے نے کی اور نہیں درست ہے اقتدا نماز نذر پڑھنے والے کا پیچھے قسم کی نماز پڑھنے والے کے اور قسم کی نماز والے کا اقتدا پیچھے نذر کی نماز والے کے اور قسم کی نماز والے کے اور نفل پڑھنے والے کے درست اور نہیں صحیح ہے اقتدا دوگانہ طواف پڑھنے والے کا پیچھے دوگانہ طواف پڑھنے والے کے اور نہیں درست ہے اقتدا لاحق اور مسبوق کا پیچھے اپنے مثل کے اور یہی حال ہے اگر اقتدا کرے لاحق پیچھے مسبوق کے اور مسبوق پیچھے لاحق کے اور نہیں صحیح ہے اقتدا پیادہ کا پیچھے سوار کے اور نہ اقتدا سوار کا پیچھے دوسرے جانور پر سوار کے بسبب اختلاف مکان کے اور نہیں صحیح ہے اقتدا فصیح کا پیچھے توتلے کے بموجب اصح قول کے اور توتلا وہ شخص ہے جسکی زبان سے ایک حرف کی جگہ دوسرا نکلے اور ہکلا ان مثالوں میں داخل ہے اور ہکلا وہ شخص ہے جو کوئی حرف حروف تہجی سے نہ بول سکے یا حرف بدون مکرر کرنے کے نہ نکال سکے اور توتلے کو ہمیشہ واجب ہے کہ صحیح کرنے میں الفاظ کے کوشش کرے اگر بعد کوشش کے الفاظ صحیح نہ نکال سکیگا تو اُسکی نماز جائز ہوگی وگر بدون کوشش پڑھیگا تو نماز فاسد ہوگی بشرطیکہ بقدر فرض کے اس طرح قرآن نہ پڑھ سکے جسمیں توتلاوے وگر پڑھ سکتا ہے تو اُسپر کوشش کرنی ضرور نہیں نہ دوسرے صحیح پڑھنے والے کا اقتدا لازم ہے اور جس صورت میں اقتدا میں فساد آئے بسبب نہ پائے جانے کسی شرط کے مثلاً اقتدا صحیح کا پیچھے معذور کے تو نماز اصل سے منعقد نہ ہوگی اور

اگر دو نمازون کے مختلف ہونے کی جہت سے اقتدا مین فساد ہو تو اس مقتدی کی
وہ نماز نفل غیر مضمون منعقد ہوکے اقتدا باقی رہیگی یعنی اُسکو توڑنے سے اُسکے ذمہ
قضا لازم نہوگی اور منع کرتی ہے اقتدا سے عورتون کی صف بدون ایسے حائل یعنی
آڑ کے جو مقدار ایک ہاتھ کے ہو یا بدون اُنکے مرتفع ہونے کے قد آدم کے برابر
اور عورتون کی صف اگر پوری ہو تو جتنی صفین مردون کی اُنکے پیچھے ہونگی
سبکی نماز فاسد ہوگی اور اگر تین عورتین ہونگی تو مردون کی پچھلی صفون مین سے
تین تین محاذیون کی نماز آخر صف تک فاسد ہوگی اور اگر دو عورتین ہونگی تو صرف
اول صف کے اُن دو مردون کی نماز فاسد ہوگی جو اُن دونون عورتون کے
پیچھے محاذی مین ہونگے اسی طرح ایک عورت سے بھی اُسکے پیچھے کے ایک ہی
مرد کی نماز فاسد ہوتی ہے آخر صفوف تک اور منع کرتا ہے اقتدا سے رستہ عام نافذ
جسمین وہ گاڑی گذر سکے جسے بیل کھینچتے ہین اور منع کرتی ہے اقتدا سے نہر
جسمین کشتیان چل سکین اگرچہ چھوٹی کشتی ہو اور اگرچہ نہر مسجد مین ہو
اور منع کرتا ہے اقتدا سے خلا یعنی اتنا میدان جنگل مین یا بہت بڑی مسجد مین
کہ اُسمین گنجایش دو صفون یا زیادہ کی ہو مگر جبکہ صفین متصل یعنی ملی ہوئی
ہون تو صحیح ہے اقتدا مطلقاً یعنی اگرچہ بیچ مین نہر یا راہ نافذہ ہو مثلاً راہ مین
تین شخص کھڑے ہو جائین تو صفین متصل ہو جائینگی لیکن ایک شخص کے
کھڑے ہونے سے متصل ہونا ثابت نہوگا بالاتفاق جیسا دو کا کھڑا ہونا طرفین
یعنی امام اور محمد کے نزدیک اور یہی قول صحیح تر ہے اور گھر صحیح تر قول مین مثل
مسجد کے ہے یعنی اُسمین بھی بدون متصل ہونے صفون کے اقتدا صحیح ہے

اور بڑا مکان مثل جنگل کے ہے اور حد بڑے کی یہ کہ جسکا صحن چالیس ہاتھ یا زیادہ کا ہو
اور یہی قول مختار ہے اور حائل کا ہونا درمیان امام اور مقتدی کے اقتدا کو منع نہین کرتا
بشرطیکہ مقتدی پر حال اُسکے امام کا اُسکے یا اُسکے مکبر کی آواز سننے کے سبب سے
یا اُسکو یا دوسرے مقتدی کو دیکھنے کے سبب سے مشتبہ نہو اگرچہ بچھنا جھجری دار
دروازے سے ہو جو امام تک پہونچنے کا مانع ہو صحیح تر قول مین اور اقتدا کے منع
نہونے کی دوسری شرط یہ ہے کہ مکان مختلف نہو حقیقت مین جیسے مسجد اور گھر ہے
صحیح تر قول مین اور یہ حکما مکان جدا ہو صفون کے ملنے کے وقت یعنی اگر
درمیان مین رستہ یا نہر ہو تو ہر چند دونون کنارے ان دونون کے مکان
مختلف ہین مگر صفون کے متصل ہونے کی صورت مین حکما ایک ہی مکان ہین
اسلیے مانع اقتدا نہین اور اقتدا درست ہے لیٹنے اُس مکان کی چھت سے جو مسجد کا
ہمسایہ ہو بشرطیکہ اُسکے اور مسجد کے درمیان شارع عام نہو یا ہو مگر صفون سے
بھر گیا ہو اور صحیح ہے اقتدا کرنا اُس وضو والے کا جسکے ساتھ پانی نہین پیچھے اُس
تیمم والے کے جسنے پانی نہونے کی جہت سے تیمم کیا اور اگر پانی ہوگا تو اقتدا درست نہوگا
اور اگر اور عذر سے تیمم کیا ہوگا تو اقتدا صحیح ہوگا اور درست ہے اقتدا وضو کرنے
والے کا پیچھے اُس شخص کے جو موزہ پر یا عضو شکستہ کی بندش پر مسح کرتا ہے اور
درست ہے اقتدا کھڑے ہوے شخص کا پیچھے بیٹھے ہوے کے جو رکوع و سجود کرتا ہے
یعنی اشارہ سے نہین پڑھتا اور درست ہے اقتدا کھڑے ہونے والے کا
پیچھے پشت خمیدہ کے اگرچہ اُسکا کُب رکوع کو پہونچ گیا ہو قول معتمد پر اور صحیح ہے
اقتدا اشارہ سے پڑھنے والے کا پیچھے اپنے مثل کے لیکن اگر امام لیٹا کے

اشارہ کرتا ہوا اور مقتدی بیٹھکے یا کھڑے ہوکے اشارہ کرتا ہو تو درست ہوگی یہی قول
مختار ہے اور درست ہے اقتدا نفل پڑھنے والے کا پیچھے فرض پڑھنے والے کے لیکن
تراویح میں اقتدا فرض پڑھنے والے کے پیچھے صحیح نہیں ہے قول ہے اور صحیح ہے اقتدا
نفل پڑھنے والے کا پیچھے نفل پڑھنے والے کے اور درست ہے اقتدا شخص مقیم کا
نماز عصر میں غروب آفتاب کے بعد پیچھے ایسے شخص کے کہ جو قبل غروب آفتاب کے
نماز عصر کا تحریمہ کر چکا ہو اور واجب ہے صحیح تر قول کے امام کے ذمہ لازم ہے بیان
کرنے کے یا خط لکھکے یا قاصد بھیج کے خبر دینی قوم کو اگر وہ امام بے وضو یا ناپاک
یا نہ پانے والا کسی شرط یا رکن کا تھا اگر مقتدی معلوم ہوں ورنہ اس پر لازم نہیں مگر
تھوڑے نامعلوم ہوں تو معلوم کو خبر دینی لازم ہے پس اگر امام اچھا ہے تو مقتدیوں پر
پھر نماز پڑھنی واجب وگر امام عدل نہیں ہے تو مستحب ہے اور اقتدا کرنے کے بعد
جسکی بعضی یا کل رکعتیں کسی عذر سے فوت ہوگئی ہوں وہ لاحق ہے اور حکم
اسکا مقتدی کے مانند ہے یعنی فوت ہوئی رکعتوں میں قرأت نہ پڑھے اور اگر
اسکے پڑھنے میں سہو ہوجائے تو سجدہ سہو نہ کرے اور اگر مسافر لاحق ہوا
اور فوت ہوئی نماز کو پڑھنے کی حالت میں اقامت کی نیت کرلی تو دو ہی رکعتیں
اسکے ذمہ رہینگی چار نہو جائینگی اور فوت ہوئی کو پہلے پڑھے پھر امام کی متابعت کرے
اور لاحق اپنی فوت ہوئی نماز کو ادا کرنے کے بعد امام کی متابعت کرے اگر امام کو
نماز میں پاوے والا نماز پوری کرے اور اگر کوئی شخص مسبوق ہوا ہو مثلا
امام کے ساتھ دوسری رکعت میں شریک ہوا پھر مثلا تیسری رکعت کسی عذر سے
فوت ہوگئی ہو تو پہلے اسے بے قرأت کے پڑھے جس میں لاحق ہوا یعنی تیسری رکعت کو

پھر امام کا شریک ہوا اگر امام کو نماز مین پایا اور اُسکے بعد اُسسے پہلے جسمین مسبوق ہوا
یعنی پہلی رکعت کو اور اگر پہلے دو رکعت پڑھی جسمین مسبوق ہوا یعنی پہلی رکعت کو
پھر وہ پڑھی جسمین لاحق ہوا یعنی تیسری رکعت کو تو بھی نماز صحیح ہوگی اور گنہگار ہوگا
بسبب ترک ہونے ترتیب رکعتون کے جو واجب ہے اور اول رکعت کے رکوع کے
بعد امام کے ساتھ جو ملے وہ مسبوق ہے اور چار باتون مین مسبوق لاحق کے برعکس ہے
یعنی مسبوق اپنی نماز مین قرآن پڑھیگا اور اگر اُسمین سہو کریگا تو سجدہ سہو کرنا پڑیگا
اور نیت اقامت سے اُسکا فرض بدل جائیگا اور اول امام کی متابعت کریگا اُسکے
فارغ ہونے کے بعد باقی نماز پڑھیگا اور اپنے امام کی متابعت کرنے کے اور امام کے
فارغ ہونے کے بعد مسبوق اکیلے کا حکم رکھتا ہے اُسقدر نماز کے پڑھنے مین جو
امام کے ساتھ نہین ملی لیکن اگر ثنا سے متابعت مین پڑھیگا تو نماز ٹوٹ جائیگی
اور جب بعد سلام امام کے اُسے قضا کرے تب چاہیے کہ ثنا اور اعوذ پڑھ کے
اگر ایک رکعت دو رکعت والی نماز سے یا دو رکعتین تین رکعتون والی نماز سے
یا تین رکعتین چار رکعتون والی نماز سے امام کے ساتھ پائی ہین تو ایک رکعت
فاتحہ و سورہ کے ساتھ پڑھ کے سلام پھیرے اور اگر ایک رکعت تین رکعتون
والی نماز سے پائی ہے تو ایک رکعت فاتحہ و سورہ کے ساتھ پڑھ کے اور تشہد
پڑھ کے پھر اور ایک رکعت فاتحہ و سورہ کے ساتھ پڑھ کے سلام پھیرے اور
اگر ایک رکعت چار رکعتون والی نماز سے پائی ہے تو ایک رکعت فاتحہ و سورہ کے ساتھ
پڑھ کے قعدہ کرے پھر ایک رکعت فاتحہ و سورہ کے ساتھ اور ایک رکعت صرف
فاتحہ کے ساتھ پڑھ کے قعدہ اخیرہ کرکے سلام پھیرے اور اگر چار رکعتون والی نماز سے

دو رکعتیں امام کے ساتھ پائی ہیں تو دو رکعتیں فاتحہ و سورہ کے ساتھ پڑھنے کے قعدہ اخیرہ
کرکے سلام پھیرے اور اقتدا مسبوق کے پیچھے جائز نہیں اور اگر مسبوق کھڑا ہوا
قضاء فائتہ کے لیے اور امام نے سجدہ سہو کیا تو واجب ہے کہ امام کے ساتھ شریک
ہو جائے اور مسبوق کو لائق ہے کہ امام کے پہلے سلام کے بعد قضاء فائتہ کے لیے
اٹھنے میں جلدی نہ کرے یہاں تک کہ سمجھے کہ امام کے ذمہ سہو نہیں ہے جب امام
دوسری طرف سلام پھیرے اسوقت اٹھے اور اگر قبل سلام کے بقدر تشہد امام کے
ساتھ بیٹھنے سے پیشتر کھڑا ہو کے پڑھنے لگا تو اسکا ادا کرنا معتبر نہ ہوگا و گر بقدر تشہد
بیٹھنے کے بعد سلام کے قبل کھڑا ہوا ہو تو کراہت تحریمی کے ساتھ معتبر ہوگا لیکن
اگر عذر ہو توقف کرنے میں مثلاً بے وضو ہو جانے کا یا وقت نماز جاتے رہنے کا
خوف ہو تو مکروہ نہیں پس اگر مسبوق اپنی بقیہ نماز سے فارغ ہوا سلام امام سے پیشتر
پھر سلام میں اسکی متابعت کی تو صحیح ہے اور اگر مسبوق امام کے ساتھ سجدہ سہو میں
شریک نہ ہو تو چاہیے کہ اپنی نماز کے آخر میں سجدہ سہو کرے اور مسبوق کا عود کرنا
اور سجدہ صلبی میں یعنی نماز کے بھولے ہوئے سجدہ کے ادا کرنے میں اور سجدہ تلاوت
اور سجدہ سہو میں امام کی متابعت کرنی اسوقت تک ہے کہ اپنی رکعت فائتہ کا سجدہ
نہ کیا ہو و گر کیا تو امام کے سجدہ صلبی کو ادا کرنے میں شریک ہونے کے سبب سے
نماز ٹوٹ جائیگی مطلقاً یعنی خواہ متابعت کرے یا نہ کرے اور اپنی رکعت فائتہ کا
سجدہ کرنے کے بعد امام کے سجدہ تلاوت اور سجدہ سہو میں متابعت کرنے سے
نماز ٹوٹ جائیگی و گر اسمیں متابعت نہ کریگا تو نہ ٹوٹیگی اور اگر مسبوق بھول کے
سلام پھیر الجب سلام امام کے تو اسپر سجدہ سہو واجب ہے و گر سلام امام سے پیشتر

یا اُسکے ساتھ ہی پھیرا تو سجدۂ سہو واجب نہین اور اگر مسبوق کا امام پانچوین رکعت کیلیے
کھڑا ہوگیا اور مسبوق نے اُسکی متابعت کی پس اگر امام بعد قعدۂ اخیرہ کے کھڑا ہوا ہی
تو نماز مسبوق ٹوٹ جائیگی وگر امام نے قعدۂ اخیرہ نہین کیا اور کھڑا ہوگیا تو نہ ٹوٹیگی
جب تک اُس رکعت کو سجدے سے مقید کرے کیونکہ اُس رکعت کا سجدہ کرنے سے
امام کی نماز نفل ہوجائیگی اسلیے نماز مسبوق ٹوٹ جائیگی اور اگر امام نے اپنے ذمہ سہو کا
گمان کرکے سجدہ سہو کے لیے کیا اور مسبوق نے اُسکی متابعت کی پھر ظاہر ہوا کہ
امام پر سہو نتھا تو نماز مسبوق نہین ٹوٹی بخاری اور مسلم مین ابی ہریرہؓ سے روایت ہی
کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہین ڈرتا وہ شخص کہ اُٹھاوے
سر اپنا پہلے امام سے یہ کہ بدل ڈالے اللہ تعالی سر اُسکا سر گدھے کا سا مشکوۃ
کہا خطابی نے کہ جائز ہی حمل کرنا اسکا حقیقت پر کیونکہ اس امت مین مسخ خاص
جائز ہی اور ممتنع مسخ عام ہی مظاہر حق باب ما علی الماموم الخ — مؤید اسکی یہ
نقل لکھی ہی کہ دمشق مین ایک بڑے محدث نے بعد ختم کرلنے علم حدیث کے حرص
شاگردی حدیث پر دیکھکے کہا کہ بچ اس سے کہ سبقت کرے تو امام سے اور جبکہ
بعید جانتا تھا مین نے وقوع اُسکا اور سبقت کی تھی مین نے امام سے پس اپنے اور
اُسکے درمیان کا پردہ اُٹھاکے کہا کہ ہوگیا منہ میرا جیسا کہ دیکھتا ہی تو —
مظاہر حق وغیرہ باب خلیفہ کرنے کے احکام مین بنا جائز ہونے کے لیے
تیرہ شرطین ہین پہلی شرط ہونا حدث کا ایسا حدث کہ اُسمین اور اُسکے سبب مین
بندہ کو اختیار نہو وگر حدث اختیاری ہو تو بنا درست نہوگی سر نو سے نماز پڑھنی ہوگی
دوسری یہ کہ ہونا حدث کا نمازی کے جسم سے یعنی خارج سے وہ نجاست جو مانع نماز ہی

نہ لگ جاے تیسری یہ کہ وہ حدث موجب غسل نہو مثلاً سوچنے سے انزال نہو گیا ہو
اور چوتھی یہ کہ حدث کا نادر الوجود نہونا پانچوین یہ کہ نمازی سے کوئی رکن حدث کے
ساتھ ادا نہ کیا ہو مثلاً سجدہ مین حدث ہوا اور اپنا سر بقصد ادا اٹھایا تو نماز سر نو سے
پڑھے چھٹی یہ کہ وضو کے لیے جانے یا واپس آنے کی حالت مین کوئی رکن نہ ادا کیا ہو
ساتوین یہ کہ کوئی فعل مخالف نماز نکیا ہو آٹھوین یہ کہ کوئی کام ایسا بھی نہ کیا ہو
جس سے نمازی کو چارہ ہو مثلاً پانی پاس تھا اور بلا ضرورت دور چلا گیا نوین یہ کہ
بدون عذر کے دیر نہ کی ہو اور عذر مثلاً انبوہ کا ہونا پس اگر بدون انبوہ کے مقدار
ادا کرنے رکن کے توقف کریگا تو نماز ٹوٹ جائیگی اور بنا جائز نہوگی دسوین یہ کہ
اُس حدث سے پیشتر کا کوئی حدث ظاہر نہوا ہو جیسے گذر جانا مدت مسح موزہ کی
کہ اس صورت مین بھی نماز ٹوٹ جائیگی گیارھوین یہ کہ اُسے کوئی نماز قضا یاد نکی ہو
اس صورت مین کہ وہ ترتیب والا ہو بارھوین یہ کہ مقتدی نے اپنی جگہہ کے سوا مین
نماز کو پورا نہ کیا ہو اور مقتدی اُس امام کو بھی شامل ہے جو اپنے خلیفہ کا مقتدی ہو
تیرھوین یہ کہ امام نے ایسے شخص کو خلیفہ نہ کیا ہو جو لائق امامت نہ ہو مثلاً عورت کو
یا لڑکے کو کر گیا تو سبکی نماز فاسد ہوگی پس اگر امام کو وہ حدث ہو جو بنا کا
مانع نہو اگرچہ بعد تشہد کے ہو اور گو نماز جنازہ ہو تو کسی مقتدی کو اپنا خلیفہ کرے
اشارہ سے یا محراب کی طرف کھینچنے سے اور امام اشارہ کرے خلیفہ کی طرف اُسقدر
انگلیون سے جو رکعت باقی ہون اور رکھے اپنا ہاتھ زانو پر رکوع کے چھوٹ جانے کے لیے
اور پیشانی پر سجدہ کے رہ جانے کے لیے اور منہہ پر قرات کے رہ جانے کے لیے
اور پیشانی اور زبان دونون پر ہاتھ رکھے سجدہ تلاوت کے چھوٹ جانے کے لیے

اور قعدہ اخیرہ پر یا تحریمہ کے سہو کے لیے اگر امام کے پیچھے ہو اور اگر خلیفہ کو معلوم ہو
تو اشارہ کی حاجت نہیں اور امام خلیفہ کرے اسوقت تک کہ صحرا میں صفوں سے
یا موضع سجود سے تجاوز نہ کیا ہو اور اگر مسجد میں ہو تو جب تک باہر نہ نکلا ہو قول معتبر یہ
ہے ایسا کہ امام اپنی امامت پر باقی ہے لیکن جب اس حد سے تجاوز کر جائیگا یا اگرچہ بغیر
اشارہ امام کے خود کوئی شخص مقتدیوں میں سے امامت کی نیت کر کے پہلے
امام کی جگہ کھڑا ہو گیا تو اسوقت اسکی امامت باقی نہ رہیگی وہ مقتدی امام ہو جائیگا
اگرچہ وہ صفوں سے یا مسجد سے نہ نکلا ہو اور یہی حکم ہے منفرد کے لیے اگر پہلا مقتدی
ہو جاتا ہے خلیفہ کے امام کی جگہ میں امام کسی فائتہ نماز کو یاد کریگا یا کلام کریگا تو قوم کی نماز
ٹوٹ جائیگی اور اگر پانی مسجد کے اندر ہو تو حاجت خلیفہ کرنے کی نہیں قبل خلیفہ کر دیگا
تو اسکی نماز نہ ٹوٹیگی اور سر نو سے اپنی نماز پڑھنی اس امام کو افضل ہے اور بعد
خلیفہ کر کے وضو کرنے کو آیا ہے اور متعین ہے سر نو سے نماز پڑھنی اگر بسبب بیہوشی یا
بسبب جنون کے یا بسبب دانستہ حدث کرنے کے یا بسبب حدث کے کہ ان
تجاوز کر جانے کے ان حدوں سے جو ذکر پہلے گذر گیا یا بسبب ایسے غسل واجب
کرنے والا ہونے سے یا فکر سے یا دیکھنے یا شہوت کے ساتھ چھونے سے یا بسبب
بیہوشی یا قہقہہ کے اور جائز ہے امام کو خلیفہ کرنا جبکہ بند ہو جائے قدر فرض قرأت کے
پڑھنے سے اور قرأت سے رکنا بسبب خجالت کے ہو یا بسبب خوف کے اور اگر
بول یا براز کے باعث سے امام نماز سے رک جائے یا امام عاجز ہو رکوع اور سجود سے تو خلیفہ
کرنا جائز نہیں اور خلیفہ نہ کرے اجماعاً اگر بھول جائے قرأت کو سرے سے ایسا ہے کہ
امام اس صورت میں امی ہو گیا اور قوم کی نماز باطل ہو گئی پس اگر منفرد کو یہ صورت

پیش ہوگی تو وہ بھی بنا نکر سکیگا اور اگر کھولے اپنا ستر استنجا کرنے مین یا عورت کھولے
اپنا ہاتھ وضو کے لیے تو نماز ٹوٹ جائیگی اور بنا درست نہ ہوگی بشرطیکہ ستر کھولنے کے لیے مضطر ہو
پس اگر ناچار کھولنا پڑے مثلاً ستر کے ساتھ استنجا یا عورت کو وضو ممکن نہ ہو تو
نماز نہ ٹوٹیگی یا وضو کے لیے جانے یا واپس آنے کی حالت مین قرأت پڑھی تو نماز
ٹوٹ جائیگی صحیح تر قول مین بخلاف تسبیح کہنے کے صحیح تر قول مین کہ اُس سے نماز
نہ ٹوٹیگی یا پانی مانگا اشارہ سے یا اُسکو خرید التعاطی سے تو نماز ٹوٹ جائیگی اور
تعاطی کے یہ معنی کہ دام سامنے بیچنے والے کے رکھدینا اور بکی ہوئی چیز کو اُٹھا لینا
زبان سے ایجاب و قبول نکرنا تو جب تعاطی سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو ایجاب و قبول کے
ساتھ خریدنے سے بطریق اولیٰ ٹوٹ جائیگی اور اگر بڑھ گیا قریب کے پانی سے دوسرے
پانی کی طرف تو مانع بنا ہے مگر مقدار دو صفون کے تجاوز کرنا یا قریب کے پانی کو
بھولنے کے سبب سے یا اسپر انبوہ کثیر ہونے کی جہت سے یا قریب کا کنوان چھوڑکے
دوسرے پانی پر جانا بنا کا مانع نہین اسلیے کہ کنوئین سے پانی نکالنا مانع بنا ہے
مذہب مختار پر اور خلیفہ کرنے کا اور بنا کا منع کرنے والا ہے بے عذر توقف کرنا
مقدار ادائے رکن کے اگرچہ قصد رکن کے ادا کا نہ کیا ہو بعد پیش ہونے حدث کے
مگر عذر کی جہت سے توقف کرنا منع کرنے والا نہین جیسے نیند یا نکسیر کے باعث سے
مثلاً توقف کرنا اور جبکہ درست ہوا امام کو بنا کرنا بسبب نہ پائے جانے موانع بنا کے
تو بقدر ادائے رکن کے بنے توقف کیے ہوئے وضو کرے ساتھ ہر سنت کے وضو کی
سنتون سے اور بنا کرے اُس نماز پر جو پڑھ چکا ہے اور اُسے تمام کرے اُسی جگہ جہان
وضو کیا ہے اور وہان تمام کرنا بہتر ہے یا پھر آوے اپنی جگہ پر مثل منفرد کے مگر خلیفہ

نماز سے فارغ نہوا ہو تو امام جس جگہہ نماز پڑھتا ہو یا اُسکے قریب جہان سے اقتدا درست ہے
چلا جانا واجب ہے بشرطیکہ امام مین اور اُسکے خلیفہ مین کوئی امر مانع اقتدا ہو جیسے
مقتدی کہ اگر اُسکو حدث ہو تو وضو کرکے اپنی جگہہ مین چلا جانا واجب ہے بشرطیکہ
اُسمین اور امام مین مانع اقتدا ہو ورنہ وضو کی جگہہ سے بھی اقتدا کر سکتا ہی اور اگر
نمازی دانستہ کوئی کام مخالف نماز کے کرے بعد اپنے بیٹھنے کے بقدر تشہد کے
قعدہ اخیرہ مین اگرچہ بعد بے وضو ہو جانے کے وہ کام کیا ہو تو اُسکی نماز صحیح ہو گی
بسبب پورا ہو جانے فرضون کے ہان یہ نماز اعادہ کی جائیگی بسبب چھوٹنے
سلام واجب کے اور اگر قعدہ اخیرہ مین بقدر تشہد بیٹھنے کے پیشتر وہ عمل
مخالف نماز بے اختیاری سے پایا جائے تو نماز باطل ہو گی اور اگر بعد بیٹھنے
مقدار تشہد کے کوئی فعل مخالف نماز بے اختیار پایا گیا تو نماز باطل ہو گی
ان مسائل مین امام صاحب کے نزدیک اور صحیح ہو گی صاحبین کے نزدیک اور ترجیح دی ہے
کمال نے صاحبین کے قول کو اور شرنبلالیہ مین ہے کہ ظاہر تر قول صاحبین کا ہے
پس ان مسائل کا پہلا مسئلہ یہ ہے کہ اگر بسبب نہ ملنے پانی کے یا نہ استعمال کر سکنے کے
تیمم کرکے نماز پڑھی اور قعدہ اخیرہ مین تشہد کے بعد پانی نظر آیا یا اُسکے استعمال پر
قادر ہو گیا تو نماز باطل ہو گی امام رحمہ اللہ کے نزدیک اور صحیح ہو گی صاحبین کے
نزدیک اور نمازی کے مسح کی مدت کا گذرنا جس وقت مین کہ پانی پاوے اور بسبب
سردی کے پانون کے ضرر کا نہ خوف ہو اور سکھنا اُسی کا ہے آیہ کو اور پانا سینہ کا
ایسے لباس کو جس سے نماز درست ہے اور نکالنا مسح کرنے والے کا اپنا پاتابہ یا موزہ
عمل قلیل سے مثلاً موزہ ڈھیلا تھا ادنیٰ حرکت کے ساتھ پانون سے نکل گیا

پس اگر عمل کثیر سے نکلیگا تو نماز پوری ہوجائیگی باتفاق امام اور صاحبین کے اور
قادر ہونا اشارہ سے پڑھنے والے کا رکوع اور سجدہ پر اور یاد ہونا نماز قضا کا اپنے ذمہ
اگر منفرد یا امام ہو یا اپنے امام کے ذمہ اگر مقتدی ہو حالانکہ جسکے ذمہ نماز قضا ہے
وہ صاحب ترتیب ہو اور وقت وسیع ہو اور آفتاب کا نکلنا فجر کی نماز میں بعد تشہد کے
اور وقت عصر کا داخل ہونا جمعہ کی نماز میں اس طرح کہ امام قعدہ میں ٹھہرا رہا یہانتک
کہ سایہ دو مثل ہو گیا اور گر جانا جبیرہ کا صحت کے بعد اور جبیرہ وہ پٹیاں ہیں
جیسے ٹوٹے عضو کو باندھتے ہیں اور نماز جب باطل ہوتی ہے تو اصل سے باطل ہوجاتی ہے
مگر پانچ صورتوں میں نفل ہوجاتی ہے یعنی اس صورت میں کہ فائتہ نماز یاد کرے
یا نماز پڑھنے کی حالت میں وقت نکل جائے یا اشارہ سے پڑھنے والا قادر ہوجاوے
رکوع اور سجدہ پر لیکن اگر یاد نہ ہو مقتدی نے تیمم والے کے پیچھے نماز پڑھی اور قعدہ
اخیر میں بقدر تشہد کے بعد امام پانی پر اور اسکے استعمال پر قادر ہو گیا تو اسکی نماز
نفل ہوجائیگی اور تیمم سے امامت کرنے والے امام کی نماز باطل ہوجائیگی اور اگر
لاحق خلیفہ کیا جائے تو اسکو چاہیے کہ لوگوں کو اشارہ سے منع کرے کہ میری متابعت
نہ کرنا جبتک میں فوت ہوئی نماز کو نہ پڑھ چکوں پھر اول اسی کو پڑھے اسکے بعد
جہان سے امام کی نماز باقی ہو اسکو پڑھائے اسمین مقتدی اسکی متابعت کرین
فارغ ہونے تک اور اگر مسافر نے مقیم کو خلیفہ کیا اور مقتدی مسافر اور مقیم ملے جلے ہیں
تو اسکو چاہیے کہ دو رکعتوں کے بعد کسی مسافر کو خلیفہ کرے کہ وہ سلام پھیرے
پھر مقیم مقتدی دو رکعتیں باقی اکیلے اکیلے بدون قرات کے پڑھ لیں اور اگر مسبوق
خلیفہ ہوا اور پیچھے مقتدی نماز امام کی مقدار نہ جانتے ہوں مثلاً سب مسبوق ہوں

تو خلیفہ ایک رکعت پڑھکے بیٹھے پھر کھڑا ہو کے اپنی باقی نماز پڑھ لے اور مقتدی حاصل
باقی ہین نہ متابعت کرین بلکہ اُسکے فارغ ہونے تک صبر کرین جب وہ سلام پھیر چکے
اُسوقت اپنی اپنی باقی نماز تنہا پڑھ لین اور اگر خلیفہ مسبوق ہو دو رکعتون سے تو بھی
دو قعدہ اُسپر فرض ہونگے یعنی ایک قعدہ امام کی نیابت کا اور دوسرا خود اُسکا
قعدۂ اخیرہ اور اگر امام نے اشارہ کیا مسبوق کو کہ مین نے پہلے دوگانہ مین قرأت
نہین پڑھی تو چارون رکعتون مین اُسپر قرأت فرض ہوگی پھر جب مسبوق امام کی
نماز تمام کر چکے تب مدرک کو یعنی اُس شخص کو خلیفہ کرے جو تحریمہ سے شریک ہوا
کہ وہ سلام پھیرے اور بعد تمام کرنے امام کی نماز کے سلام پھیرنے کے لیے مدرک کو
خلیفہ کیا ہو یا نہ کیا ہو اگر مسبوق وہ حرکت کرے جو مخالف نماز ہو مثلاً ہنسنا
تو مسبوق کی نماز ٹوٹ جائیگی لیکن اُس مقتدی کی نماز نہ ٹوٹیگی جسکے ارکان نماز
پورے ہوگئے ہون اور اسی طرح ٹوٹ جائیگی نماز امام اول بے وضو کی اگر وہ نماز سے
فارغ نہوا ہو صحیح تر قول مین اور قعدۂ اخیرہ مین قدر تشہد کے بعد امام کے قہقہہ یا ادا نستہ
حدث کرنے سے مسبوق کی نماز ٹوٹ جاتی ہے مگر جب مسبوق اپنی نماز پڑھنے مین مشغول
ہو کے ایک رکعت کا سجدہ کر چکا تو اب اگر امام کوئی حرکت بے وضو ہونے کی دانستہ کریگا
تو نماز مسبوق نہ ٹوٹیگی اور قعدۂ اخیرہ مین قدر تشہد کے بعد اگر امام نے کلام کیا
یا مسجد سے تجاوز کر گیا تو نماز مسبوق بالاتفاق نہین ٹوٹی اور اس صورت مین
جس مقتدی کے ارکان نماز پورے ہوگئے ہون اُسپر واجب ہے کہ سلام پھیرے
لیکن قعدۂ اخیرہ مین قدر تشہد کے بعد امام کے قہقہہ کرنے سے یا دانستہ حدث کرنے سے
جو مفسد نماز ہے مقتدی مذکور کی نماز تمام ہو جاتی ہے اور سلام پھیرنا واجب نہین ہوتا

نہ مقتدی پر نہ امام پر اور قعدہ اخیرہ مین بعد قدر تشہد کے اگر امام قہقہہ یا دانستہ حدث کرے تو لاحق کی نماز ٹوٹ جاتی ہے اور اگر نمازی بے وضو ہو گیا اپنے رکوع یا سجدہ مین تو وضو کر کے نماز سابق پر بنا کرے اور بنا مین اُس رکوع یا سجدہ کو پھر کرے جسمین حدث ہوا لیکن وضو ٹوٹنے کے بعد اگر رکن کو ادا کرنے کے ارادے سے سر اُٹھایا ہو تو نماز ٹوٹ جائیگی پس اگر رکوع یا سجدہ مین بے وضو ہو گیا پس سر اُٹھایا تسمیع یا تکبیر کہتا ہوا تو نماز ٹوٹ جائیگی اور مجرد اُٹھنا بے تسبیح یا بے تکبیر کے یا بے نیت ادا کے مفسد نماز نہین اور اگر اپنے رکوع یا سجدہ مین یاد کیا کہ ایک سجدہ نماز کا یا تلاوت کا ترک ہوا ہے اور رکوع سے بدون سر اُٹھانے کے جھکا پڑا یا سجدہ سے سر اُٹھایا اور چھوٹے ہوئے سجدہ کو یاد کر کے کر لیا تو مستحب ہے کہ اُس رکوع اور سجدہ کو دوبارہ کر لے جس مین یاد کیا تھا اور سجدہ سہو کرے اور اگر چھوٹے ہوے سجدہ کو تاخیر کرے آخر نماز تک تو صرف اُسی سجدہ کو قضا کرے اور سجدہ سہو کرے اور اگر کوئی شخص صرف ایک مقتدی کا امام ہوا پھر امام بے وضو ہو کے مسجد سے باہر ہوا تو متعین ہو گا مقتدی واسطے امامت کے بدون نیت کے اگر صلاحیت امامت کی رکھتا ہو اور اگر مسجد سے خارج ہو گا تو وہ اپنی امامت پر قائم رہیگا مقتدی امام ہو جائیگا اور اگر مقتدی مین صلاحیت امامت کی نہو گی مثلاً مقتدی لڑکا ہو گا تو اُس مقتدی کی نماز ٹوٹ جائیگی بالاتفاق اور امام کی نماز نہ ٹوٹیگی صحیح تر قول کے بموجب اگر امام نے اُسکو تشہد اخیر کے پہلے خلیفہ کیا ہو یا نہ کیا ہو اگر کیا تو امام اور خلیفہ دونون کی نماز باطل ہو گی بالاتفاق اور اگر قعدہ مین قدر تشہد کے بعد خلیفہ کریگا تو امام کی نماز نہ ٹوٹیگی اور اگر ایک شخص دوسرے کا امام ہوا اور دونون

بے وضو ہوگئے اور مسجد سے نکل گئے تو امام کی نماز پوری ہے اپنی نماز پر بنا کرے اور مقتدی کی نماز ٹوٹ جائیگی اور اگر نمازی کو نکسیر پھوٹی تو اُسکے بند ہونے تک توقف کرے پھر وضو کرکے بنا کرتا جاوے

باب اُن امور کے بیان میں جو نماز کو توڑتے ہیں اور جو مکروہ ہیں

توڑتا ہے نماز کو آواز ظاہر کرکے کلام کرنا مطلقاً بقدر تشہد بیٹھنے کے قبل کلام اگرچہ سونے کی حالت میں کیا ہو یہی مختار ہے یا نسیان سے یعنی نماز میں اپنا ہونا بھول گیا ہو یا جاہل ہو یعنی اُسکو معلوم نہ تھا کہ کلام سے نماز ٹوٹ جاتی ہے یا خطا سے یعنی چوک کے کلام کیا ہو یعنی قصد قرأت یا ذکر کا تھا بجاے اُسکے کلام صادر ہوا یا اکراہاً یعنی اُس سے کسی نے بجبر کلام کرایا ہو بقدر تشہد بیٹھنے کے قبل اور کلام تلفظ کرنا ہے صحیح دو حرفوں کا یا اُس ایک حرف کا جس سے مطلب سمجھا جاے مثلاً ع بمعنی حفاظت کر اور ق بمعنی بچا تو اور بے معنی کا بولنا کلام میں داخل نہیں پس مفسد نماز نہیں مگر مکروہ ہے اور کلام قصداً اور سہو سے کرنا یکسان ہے پہلے بیٹھنے بقدر تشہد کے کیونکہ بعد قعود کے مطلقاً مفسد نہیں اور کسی آدمی پر سہواً بھی تحیت کا سلام کرنا گو لفظ علیکم نکہا ہو وگر کوئی شخص موجود نتہا اور کیا مثلاً قعدہ اول میں نماز تمام ہونے کے گمان سے تو سہواً مفسد نماز نہیں عمداً مفسد ہے لیکن نماز جنازہ میں سہواً سلام کرنا معاف ہے اور سلام کا زبان سے جواب دینا گو سہواً ہو اور نہیں توڑتا نماز کو ہاتھ سے سلام کا جواب دینا بلکہ مکروہ ہے مذہب معتمد پر ہاں اگر مصافحہ کرے سلام کی نیت سے تو فقہا نے کہا کہ نماز ٹوٹ جاتی ہے غالباً اسوجہ سے کہ مصافحہ فعل کثیر ہے اور جس چیز سے نمازی نے قصد کیا ہو جواب دینے کا یا قصد کیا جاے اُس سے خطاب کا وہ مفسد نماز ہے اور کھکارنا اگر

دو حرف یا زیادہ پیدا ہوں اور غرض صحیح نہو اور بدون حروف کے بے عذر مکروہ ہے
پس اگر اپنی آواز کی درستی کے لیے کھکارے یا اسلیے کہ امام کو ہدایت ہو جائے کہ
غلطی کو چھوڑ کے صواب اختیار کرے یا کھکارنے سے بتلانا منظور ہو کہ میں
نماز میں ہوں تو ان صورتوں میں نہ فساد ہے نہ کراہت مذہب صحیح پر اور دعا کرنی
جو قرآن و سنت میں نہو اور مخلوق سے طلب کرنا محال نہو اور یہ مسئلہ مفصل صفت
نماز میں مذکور ہوا اور مصیبت یا درد میں باوجود ضبط ہو سکنے کے بلند آواز سے
آہ یا اوہ یا اُف یا تف کرنا یا حروف آمیز آواز سے رونا مگر جو شخص اپنے نفس کو آہ
کرنے سے نہیں روک سکتا اُسکے لیے مفسد نہیں اور بسبب ذکر جنت یا دوزخ کے
آہ وغیرہ مفسد نہیں اور اپنے امام کے سوائے اور شخص کو تعلیم کے قصد سے ایک مرتبہ بھی
فتح یعنی لقمہ دینا اور اپنے مقتدی کے سوائے اور کسی کا لقمہ تعلیم کے قصد سے
دیا ہوا لینا لیکن اپنے امام کو لقمہ دینا مفسد نماز نہیں مطلقاً یعنی نہ دینے والے کی
نماز کا مفسد ہے نہ لینے والے کی نماز کا ہر حال میں ہاں اگر کسی نماز پڑھنے والے سے
لقمہ کو مقتدی نے سنکر اپنے امام کو بتایا اور امام نے اُسسے لیا تو سبکی نماز
ٹوٹ جائیگی اور لقمہ دینے والا مقتدی نیت بتلانے کی کرے قرأت کی نیت نہ کرے
اور مقتدی کے حق میں فوراً لقمہ دینا مکروہ ہے بلکہ توقف کرے تا کہ امام دوبارہ پڑھکے
خود نکال لے اسی طرح امام کے حق میں مکروہ ہے قرأت میں انتظار کرنا اور اُلجھنا
کہ مقتدی کو بتانا ہی پڑے بلکہ اُسکو چاہیے کہ متشابہ کو چھوڑکر دوسری آیہ
پڑھنے لگے جسکے ملانے سے معنی نہ بگڑتے ہوں یا دوسری سورۃ شروع کرے
یا اگر قرأت بقدر واجب پڑھ چکا ہو تو رکوع کرے اور مکتوب کو دیکھکے قرآن کی

ایک آیہ پڑھی مفسد نماز ہے اسلیے کہ اس طرح پڑھنا تعلم ہے گویا قرآن سکھاتا جاتا ہے اور نمازی سیکھتا ہے اور تعلم و تعلیم نماز کی مفسد ہے لیکن اگر حافظ ہو اسکا جسکو دیکھ کے بدون مکتوب اٹھائے پڑھا تو نماز کا مفسد نہوگا اور صاحبین یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک دیکھ کے پڑھنا جائز ہے کراہت کے ساتھ بسبب مشابہت اہل کتاب کے کہ وہ بھی نماز میں توریت اور انجیل دیکھ کے پڑھتے ہیں یعنی اگر نمازی قصد تشبہ کا کریگا تو کراہت ہوگی کیونکہ مشابہ ہونا اہل کتاب سے ہر چیز میں مکروہ نہیں مثلاً کھانا اور پینا اور دوسری ضروریات بدنی مسلمان اور اہل کتاب میں یکساں ہیں تو مشابہت سے کچھ حرج نہیں بلکہ بری بات میں اور اُس چیز میں مشابہت مکروہ ہے جس سے قصد مشابہ ہونیکا کیا جائے اور سہواً بھی کوئی چیز منہ کے باہر کی لیکے کھائی اگرچہ بقدر تل کے ہو اور کھائی ہوئی چیز کا فضلہ جو دانتوں میں باقی ہو اُسے کھانا پینا اگر بقدر چنے کے ہو اور اُس سے کم مفسد نہیں بشرطیکہ بے چبائے اُسے نگل جائے اور بے در پے تین بار چبانا لیکن کسی چیز کا صرف مزہ مفسد نماز نہیں اور وہ عمل کثیر کرنا جو اعمال نماز سے نہو اور نہ اُسکی اصلاح کے لیے ہو اور نہ کوئی عذر ہو اور عمل کثیر کی تعریف میں صحیح تر قول یہ ہے کہ اُسکا کرنے والا دیکھنے والے کی نظر میں بظن غالب معلوم ہو کہ نماز نہیں پڑھتا لیکن رکوع کرنے کے وقت اور اُس سے سر اٹھانے کے وقت اور وقت ہاتھ باندھنے سے تیسری رکعت کے لیے رفع یدین یعنی دونوں ہاتھوں کا اٹھانا مفسد نماز نہیں مذہب قوی کے بموجب اور روایت فساد مخالف ہے روایت اور درایت کے بلکہ محققین لکھتے ہیں کہ رفع یدین سنت غیر موکدہ ہے ثواب پاویگا کرنے والا اُسکا موافق اپنے کیے کے اور ملامت نکیا جاویگا ترک کرنے والا اُسکا

گو عمر بھر نہ کرے اور اولیٰ یہ کہ جب صحیح ثابت ہوا شارع علیہ السلام سے کرنا دو فعلوں کا
دو وقتوں میں تو جب تک نسخ ثابت نہو عمل کرے بمکافات ایکدفعہ اسپر اور ایکدفعہ اسپر
میزان شعرانی اور منسوخ ہونے میں کسی کے قول پر اعتماد نہیں کیا جاتا جب تک نقل صحیح
اور معارضہ صریح نہ معلوم ہو کیونکہ نسخ میں ایک حکم کا ترک اور دوسرے کا ثابت کرنا ہوتا ہے
پس اس امر میں اعتماد نقل اور تاریخ پر ہے سو اہل علم کو چاہیے کہ جہان تک ہو سکے
حضرت صلعم کے اقوال اور افعال اور عادات متنوعہ یعنی طرح طرح میں مطابقت دین
جب دو امروں میں کسی طرح موافقت نہو سکے تو ایک کو جسکا زمانہ آخر ہے ناسخ اور
دوسرے کو جسکا زمانہ اول ہے منسوخ جانیں تفسیر اتقان مطبوعہ لاہور صفحہ ۲۵۱
اور حافظ ابوبکر حازمی بھی فرماتے ہیں کہ بصورت جمع نہو سکنے کے حکم منسوخ ہونے کا
جلد نہ کرنا چاہیے کیونکہ شاید وجہ تطبیق ہماری سمجھ میں نہ آئی ہو اور حقیقت میں ع یا اور
کسی کی سمجھ میں آئی ہو اور شامی کے باب امامت میں شافعی وغیرہ مثل اُسکے کے
ساتھ اقتدا کے ذکر میں مذکور ہے کہ وہ باتیں جو مفسد نماز نہیں یہ ہیں فصد اور حجامت
یعنی پچھنے سے خون نکلوانے کے بعد یا قے یا نکسیر کے بعد بدون وضو جدید کے
نماز پڑھنی اور مثل اُنکے سو ذکر اُسکا باب امامت میں گذرا اور جو باتیں ایک کے نزدیک
سنت اور دوسرے کے نزدیک مکروہ یعنی مفسد نماز نہیں مثلاً آمین یا بسملہ کہنا
بلند یا پست آواز سے یا ہاتھوں کو پھیلانا قنوت میں یا انتقالات میں رفع یدین وغیرہ
اُنکی رعایت امام پر واجب نہیں یعنی ایسی باتیں اگر امام کرتا بھی ہو تو اُسکے پیچھے
نماز جائز ہے بلکہ اکیلے پڑھنے سے اُسی کی واگر پاوے تو موافق کی اقتدا افضل ہے
اور بعضوں نے روایت مکحول کی دست آویز سے کہا ہے کہ رفع یدین سے نماز فاسد ہو جاتی ہے

اسلیے رفع یدین کرنے والے کے پیچھے نماز جائز نہین اسکو محقق حنفیہ نے رد کیا ہے
جیسے کہ قریب اوپر گذرا اور مقتدی کی قرأت سے نماز فاسد نہین ہوتی لیکن مکروہ ہوگی
اور نماز صحیح ہوگی صحیح تر قول مین درمختار کے قرأت کے احکام مین مذکور ہے اور ایک
مسجد مین کئی متعدد جماعتون مین اگر پہلی جماعت مثلاً شافعی کی ہو تو اُنہی کی اقتدا
افضل ہے بلکہ تاخیر مکروہ ہے کیونکہ تکرار جماعت ایک مسجد مین مکروہ ہے ہمارے نزدیک قول
معتمد پر مگر جب ہو جماعت اولیٰ غیر اہل اُس مسجد کے یا ادا کیجائے جماعت بوجہ کراہت کے
تب کراہت نہین اور حالت جماعت شافعی مین مثلاً مشغول کرنا نماز سنتون کے ساتھ
انتظار مین مثلاً حنفی کے ممنوع اور اُسکے لیے بیٹھا رہنا مکروہ ہے اور بے عذر قبلہ کی
طرف سے سینہ پھیرنا پس اگر نمازی نے اپنا بے وضو ہونا گمان کرکے قبلہ کی طرف سے
سینہ پھیرا پھر جانا کہ حدث نہین ہے پس اگر یہ علم مسجد سے نکلنے کے پیشتر ہوا تو نماز
نہ ٹوٹیگی و گر بعد نکلنے کے ہوگا تو ٹوٹ جائیگی بسبب مختلف ہو جانے مکان نماز کے
اور قہقہہ سے اور ضحک یعنی اُس ہنسنے سے کہ دوسرا یا صرف آپ سُنے کوئی نماز ہو
ٹوٹ جاتی ہے لیکن نابالغ کی صرف رکوع والی نماز ٹوٹ جاتی ہے اور اگر نمازی نے
کسی فرض کو ترک کیا مثلاً اُسکی برہنگی بقدر ربع عضو کے کہ نماز کی منع کرنے والی ہے
کھُل گئی پس اگر حقیقت مین اُسنے اس حال مین کوئی رکن ادا کر لیا تب تو ابی یوسف
اور محمد کے نزدیک نماز ٹوٹ جائیگی و اگر ادا نہین کیا مگر اس حالت مین بقدر زمانہ گذرا
کہ ادا کر سکتا تھا تو ابی یوسف کے نزدیک نماز ٹوٹ جائیگی یہی مختار ہے اور جس چیز کے
نیچے کی نجاست اوپر کی جانب سرایت نہ کرے اُسکے اوپر نماز درست ہے اور مفسد ہے
نماز پڑھنی بالکل موزن کا ردہ مرے کپڑے پر جسکا استر نجس ہو بخلاف بدن سیا ہوا

یا گرد سیا ہوا ہو رہے کپڑے کے اور بخلاف بچھے ہوے کپڑے کے نجاست پر اگر بو یا رنگ نجاست کا معلوم نہو اور اگر نمازی قبلہ کی طرف مُنہ کیے ہوے بقدر ایک صف کے چلا پھر ٹھہر ا بقدر ایک رکن کے پھر چلا اور ٹھہرا اُسی قدر اور اسی طرح چلا گیا تو نماز نہ ٹوٹیگی اگرچہ بہت دفعہ چلا اور ٹھہرا ہو جب تک کہ مکان مختلف نہو گا یعنی اگر مسجد سے اور صحرا مین صفون سے باہر نہوا ہو گا و اگر باہر ہو گیا تو ٹوٹ جائیگی جیسے ایک ہی دفعہ مین بقدر دو صفون کے چلنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور حالت جہاد مین بہت چلنے اور جگہ مختلف ہو جانے سے بھی نماز نہین ٹوٹتی اور مرتد ہو جانے سے یعنی نیت یا اعتقاد کفر کرنے سے اور مر جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے پس اگر بعد قعدۂ اخیرہ کے امام مر گیا تو نماز مقتدیون کی باطل ہو گئی سر نو سے پڑھی جاے اور عمل مفسد مین نمازی کا اختیار ہونا شرط نہین مثلاً عورت نماز پڑھتی ہے اور مرد نے اُسکو شہوت سے چھوا یا بدون شہوت کے بوسہ دیا تو بسبب پائے جانے دواعی جماع کے عورت کے ساتھ نماز ٹوٹ جائیگی و اگر مرد نماز پڑھتا ہے اور عورت نے بوسہ دیا تو عورت فاعل جماع کی نہین ہے اُسکی طرف سے دواعی جماع کا پایا جانا داخل جماع نہین جب تک مرد کو شہوت نہو اور ہر حدث مفسد نماز ہے اگر عمداً ہوا اور مفسد نماز ہے کسی رکن کو چھوڑنا بدون ادا کے مثلاً ایک سجدہ چھوڑ دیا اور سلام پھیرنے تک اُسکو ادا نہ کیا اور مفسد نماز ہے چھوڑنا کسی شرط کا بدون عذر کے اور مفسد نماز ہے پہلے کر لینا مقتدی کا کسی رکن کو جسمین اسکا امام شریک نہوا ہو مثلاً اگر مقتدی نے امام سے پیشتر رکوع کیا اور امام کے رکوع سے پیشتر اپنا سر اٹھا لیا اور پھر اُس رکوع کو امام کے ساتھ یا اُسکے بعد دوبارہ نہ کیا تو مقتدی کی نماز نہو گی اور اگر مسبوق اپنی نماز فائتہ ادا کرنے کو کھڑا ہو گیا

تو جب تک اُس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو امام کی سجدۂ سہو میں متابعت کرنی ضرور ہے
وگر سجدہ کر لیا تو اقتدا کرنی مفسد نماز ہے اور مفسد نماز ہے دوبارہ نہ کرنا نمازی کا قعدۂ
اخیرہ کو بعد ادا کرنے سجدۂ صلبی یعنی بھولا ہوا سجدۂ نماز یا سجدۂ تلاوت کے جو یاد آیا ہو
بعد قعدہ کے اور دوبارہ نہ کرنا نمازی کا اُس رکن کو جسکو سونے کی حالت میں ادا کیا
اور قرآن کو عمداً غلط پڑھنا مفسد نماز ہے اگر معنی بدل جائیں وگر معنی نہ بدلیں
یا بے اختیار زبان سے نکل جائے یا نہ جڑ وغیرہ کو نہ جانتا ہو تو مفسد نماز نہیں گو
معنی بدل جائیں اور مفسد نماز نہیں دیکھنا نمازی کا لکھی ہوئی چیز کو اور سمجھنا گو عمداً
سمجھا ہو پھر جب عمداً سمجھنا مکروہ ہے اور نہیں توڑتا نماز کو نمازی کے سامنے گذرنا
کسی گذرنے والے کا صحیح تر قول میں اگرچہ عورت ہو یا کتا جنگل میں یا بڑی مسجد میں
نمازی کی جائے قیام سے اُس جگہ تک میں جہاں تک خشوع کے ساتھ نماز پڑھنے کی
حالت میں نگاہ پڑنے والا نظر پڑے اور مفسد نماز نہیں گذرنا گذرنے والے کا سامنے
نمازی کے اُسکی جائے قیام سے جانب قبلہ کی دیوار تک گھر میں اور چھوٹی مسجد میں
کہ گھر اور چھوٹی مسجد مثل ایک مکان کے ہے اسی سبب سے اُسکے اندر امام اور
مقتدیوں میں مقدار دو صفوں کے فاصلہ ہونا مانع اقتدا نہیں اور جنگل اور
بڑی مسجد میں اسقدر فاصلہ اقتدا کا مانع ہوتا ہے اور مفسد نماز نہیں گذرنا گذرنے
والے کا دکان کے نیچے نمازی کے سامنے جبکہ وہ دکان پر نماز پڑھتا ہو بشرط
برابر آجانے بعض اعضا گذرنے والے کے بعض اعضائے نمازی سے اور یہی حکم
نہ ٹوٹنے نماز کا ہے چھت اور تخت اور ہر اونچی چیز کا جسکی بلندی گذرنے والے کے
قد سے کم ہو اور قول ضعیف یہ ہے کہ بقدر اُستر ہ سے یعنی ایک ہاتھ سے کم ہو جیسا

غرر الافکار مین ہے اور بحر الرائق مین اس قول ضعیف کو غلط کہا ہے اوجہ سے کہ اگر مقدار سترہ کا اعتبار ہوتا تو سوار کا نکلنا نمازی کے سامنے مکروہ ہوتا کیونکہ وہ تو غالباً ہاتھ سے اونچا ہی ہوتا ہے اور دوسری طرف رستہ ہوتے ہوسے گذرنے والا گناہگار ہوتا ہے اگر گذرے بدون سترہ کے اگرچہ وہ سترہ ایسا ہو کہ سجدہ کرنے کے وقت ہٹ جاتا ہو اور قیام کے وقت پھر سترہ ہوجاتا ہو اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اعتبار سترہ کا قیام کی حالت مین ہے اور اگر صف مین کوئی جگہ خالی ہو تو نماز مین آنے والے کو جائز ہے کہ جس شخص نے اُس جگہ کو بند نہین کیا اُسکی گردن کو پھلانگ کے چلا جائے کیونکہ اُسنے اپنی عزت آپ کھو دی تو خبردار ہوجا یعنی اُسکے سامنے گذرنا گناہ نہین شامی نے کہا کہ اگر ایک شخص نمازی کے سامنے گذرا چاہتا ہے اور اُسکے ساتھ کوئی چیز قابل سترہ کے ہے تو اُسکو نمازی کے سامنے رکھ دے اور دوسری طرف جاکے اُسکو اُٹھالے اور اگر دو شخص ہون تو ایک نمازی کے سامنے کھڑا ہوجائے دوسرا اُسکی آڑ سے نکل جائے پھر اسی طرح کرین اور لوگ بھی اور اگر سوار اُترکے دابہ کو سترہ کرکے گذرجائے تو گناہگار ہوگا پس ایک طرف سے نمازی کے سامنے کھڑا ہوجانا یا ہاتھ بڑھاکے اُسکے سامنے سے چیز اُٹھالینی موجب گناہ نہین اور نصب کرے سترہ کو امام بطور استحباب کے اور اسی طرح تنہا نماز پڑھنے والا جنگل اور بڑی مسجد مین نصب کرے سترہ مقدار ایک ہاتھ کے لنبائی مین اور موٹائی کا کچھ اعتبار نہین مقابل ایک ابرو کے اور داہنے ابرو کے مقابل نصب کرنا بہتر ہے اور فاصلہ درمیان نمازی اور سترہ کے تین ہاتھ سے زیادہ نہو اور کفایت نہین کرتا رکھنا سترہ کا زمین پر اور نہ کافی ہے خط کھینچنا بجاے سترہ کے اور بعض فقہا نے کہا کہ اگر سترہ پاس نہو تو خط کھینچنا

چاہئے

کافی ہو پس خط کھینچے طول مین یعنی سیدھا اور بعض نے کہا کہ مثل محراب کے یعنی ہلالی شکل
کمان کھینچے فتح القدیر مین درصورت نہونے سترہ کے خط کھینچنے پر یقین کیا ہو اور کہا ہو
کہ اتباع سنت بہرحال بہتر ہو علاوہ اسکے خط کچھ نہ کچھ نظر آتا ہو تو کافی ہوگا اور یہ فعل
امام محمد سے مروی ہو اس سے یہ نکلتا ہو کہ اگر کتاب یا کپڑا اپنے سامنے رکھ لیگا تب بھی
سترہ ہو جائیگا اور اگر نمازی کے آگے سترہ نہو یا ہو لیکن وہ سترہ کے اندر گذرتا ہو تو
سبحان اللہ کہنے یا پکار کے پڑھنے سے یا ہاتھ یا آنکھ یا سر کے اشارہ سے ہٹنے کے لیے
آگاہ کر دینے کی رخصت ہو اور سبحان اللہ اور اشارہ دونون کو جمع کرنا مکروہ ہو اور عورت
گذرنے والے کے ہٹانے کے لیے داہنے ہاتھ کی انگلیون کے باطن کو بائین کی پشت پر
مارے اور اگر مرد نے بائین ہاتھ کی پشت پر داہنا ہاتھ مارا یا عورت نے سبحان اللہ کہدیا
تو نماز نہ ٹوٹیگی لیکن دونون نے طریق مسنون کو ترک کیا اور کافی ہو سترہ امام کا
کل مقتدیون کے لیے **فصل مکروہات نماز کے** بدون عذر کے دوپٹہ یا رومال
یا اور کوئی کپڑا یا بدون معمولی پہننے کے قبا سر یا دونون شانون پر ڈال کے لٹکانا
پس اگر ایک شانہ پر سے لٹکائے یا عذر ہو تو مکروہ نہین اور آستین چڑھا کے یا دامن
اٹھا کے نماز پڑھنی اور آستین چڑھا کے نماز شروع کرنے مین یہ صورت بھی داخل ہو
کہ آستین اور کام کے لیے چڑھائی تھی اور رکعت ملنے کے لیے جلدی مین نہ اتاری
جماعت مین شریک ہو گیا تو افضل یہ ہو کہ فعل قلیل سے آستین نماز کے اندر
اتار لے اور بے فائدہ جسم یا کپڑے سے عبث کرنا اگر فعل قلیل ہو اور قمیص کے
ہوتے ہوئے صرف پاجامہ پہن کے نماز پڑھنی اور دوسرے کپڑے ہوتے ہوئے
ان کپڑون کو پہن کے نماز پڑھنی جنکو پہن کر دوسرون کے پاس نہ جاوے اور بسبب

[illegible]

نہین آتا ثبوت کراہت کا بلکہ اسکا
قائل خلاف اولی ہونیکا ہو اور زاہدی مین
مستحب ہونا لکھا ہے اگر قبا کے
[illegible]
اور ثبوت کراہت کا لازم نہین تا اسلیے
کہ خلاف اولی وہ ہو جسمین صیغہ مخالفت
نہو مثل ترک صلوۃ الضحی کے
بخلاف مکروہ تنزیہی کے اور خلاف
یہ ہو کہ خلاف اولی عام ہو پس ہر
مکروہ تنزیہی خلاف اولی ہو بغیر عکس
یعنی خلاف اولی مکروہ
تنزیہی نہین ۱۲ شامی

سستی یا گرمی کے سر برہنہ نماز پڑھنی اور کچھ مضائقہ نہیں سر کھولدینے کا انکسار کے لیے اور اگر عمامہ یا ٹوپی گر جائے تو اعادہ اسکا افضل ہے اگر باندھنے کی یا عمل کثیر کی حاجت نہو مگر جس صورت میں کہ احتیاج ہو لپیٹنے یا عمل کثیر کی تو اعادہ افضل نہیں اور مرد کو اپنے بال اسطرح باندھ کے نماز پڑھنی کہ سجدہ میں زمین پر نہ گریں اور بے عذر قبلہ کی طرف سے صرف چہرہ پھیرنا اور بے حاجت دوسری طرف فقط دیکھنا خلاف اولی ہے اور نمازی کا بیٹھنا مثل کتے کے یعنی دونوں سرین پر بیٹھنا اور زانوؤں کو کھڑا کر کے دونوں گھٹنے چھاتی سے لگانا اور دونوں ہاتھ زمین پر رکھنا مکروہ تحریمی ہے اور دونوں پانوں کھڑے کر کے انکی ایڑیوں پر بیٹھنا اور دونوں ہاتھ زمین پر رکھنے جو کہ مخالف نشست مسنون کے ہے مکروہ تنزیہی ہے اور بول و براز کے یا دونوں میں سے ایک کے تقاضے کے ضبط کرنے کے ساتھ نماز پڑھنی اور ایک مرتبہ بھی سجدہ گاہ سے کنکریاں ہٹالینی مگر سجدہ تام کے لیے جائز ہے اور اسکا ترک اولی ہے مگر بقدر واجب کے پیشانی زمین پر رکھنی ممکن نہو تو ایک بار سے زیادہ بھی جائز ہے اور عمداً جمائی لینی گو نماز میں نہو اور آنکھیں بند کرنی مگر بکمال خشوع کے لیے مکروہ نہیں اور امام کو دونوں قدم بے عذر محراب میں رکھ کے کھڑے ہونا اور اگر قوم پستی میں اور ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ امام اسقدر بلندی پر کھڑا ہو کہ امام میں اور قوم میں جدائی ہو جائے تو مکروہ تحریمی ہے مگر مقتدی بلندی پر اور امام پستی میں کھڑا ہو تو مکروہ تنزیہی ہے یہ بھی ظاہر الروایۃ ہے اور صحیح تر یہ ہے لیکن دونوں صورتوں میں اگر عذر ہو یا چند مقتدی امام کے ساتھ کھڑے ہوں تو مضائقہ نہیں صحیح تر قول میں اور تنہا مقتدی کو بلندی پر کھڑا ہونا مکروہ ہے لیکن تبلیغ کے لیے مضائقہ نہیں اور جماعت کی صف میں جگہ ہوتے ہوئے تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہے مگر صف میں داخل ہونے کی جگہ

بنا لے تو رکوع تک دوسرے کے آنے کا انتظار کرے اگر کوئی نہ آئے تو جس مقتدی کو
گمان اس مسئلہ کے جاننے کا ہو اسکو کھینچ لے مگر جانے کہ بسبب جہل اس [illegible] کے
وہ اپنی نماز توڑ دیگا تو امام کے محاذی میں پیچھے تنہا ہی کھڑا ہونا اولیٰ ہے اور مکروہ تحریمی ہے
انگلیاں چٹکانی اور ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنی نماز میں
یا توابع نماز میں یعنی اگرچہ حالت انتظار نماز میں ہو یا جانے والا نماز کی طرف اور مکروہ تنزیہی
نماز و توابع نماز کے باہر بسبب کسی حاجت کے اور ہاتھ کو سر پر رکھنا مکروہ تحریمی ہے
اور نماز کے باہر مکروہ تنزیہی ہے اور یہاں [illegible] سے کچھ زیادہ [illegible] نماز میں ہو تو
مکروہ نہیں اور سجدہ میں مردوں کو کہنیوں سے انگلیوں تک زمین پر بچھانے
اور ہاتھ یا سر سے سلام کا جواب دینا اور کچھ مضائقہ نہیں نمازی کے جواب دینے میں
اپنے سر اور ہاتھ سے مثلاً کسی نے نمازی سے پوچھا کتنی رکعتیں پڑھیں اور
اُسنے ہاتھ سے رکعتوں کا اشارہ کر دیا اگر فقط مضائقہ نہیں ہے اشارہ ہو اگر مکروہ
تنزیہی ہے اور اگر کسی نے نمازی سے کہا آگے بڑھو وہ آگے بڑھ گیا یا کوئی شخص
صفوں میں داخل ہوا اور نمازی نے اُسے فوراً جگہ دیدی تو اُسکا حکم باب امامت میں
گذرا اور کوئی چیز منہ میں رکھنی مکروہ ہے اگر قرأت مسنون کی مانع ہو تو منہ [illegible]
انگارے یا شعلہ کے سامنے نماز پڑھنی اور مکروہ تحریمی ہے نماز [illegible]
منہ کی طرف جیسے مکروہ ہے منہ کرنا نمازی کی طرف تب اگر [illegible] نمازی کی طرف
ہوگا اور اسپر ہوگی ورنہ اُس شخص پر جو نمازی کی طرف منہ کریگا اور اگر [illegible] فاصلہ
دور ہو اور نمازی میں اور اُسمیں کوئی آڑ ہو اگر ہوگا تو کراہت نہیں مثلاً نمازی کے
دوسرے کے منہ کی طرف ہو مگر دونوں کے درمیان میں ایک اور شخص پیٹھ پھیرے

نمازی کی طرف ہے اور مکروہ نہین نماز پڑھنی کسی کی پشت کی طرف وہ بیٹھا ہو یا کھڑا گو وہ
باتین کرتا ہو مگر جس صورت مین کہ اُسکی باتون سے خوف بہک جانے کا ہو تو البتہ مکروہ ہے
اور تصویر ذی روح کی دونون پانون کے نیچے کے سوا اور بیٹھنے کی جگہ کے سوا سے
جہان ہو وہان نماز پڑھنی اور اگر تصویر نمازی کے پیچھے ہو تو بھی ظاہر تر کراہت ہے
بشرطیکہ وہ تصویر اُن اعضا کے ساتھ ہو کہ بے اُنکے زندگی محال ہو اور اتنی بڑی ہے
کہ اگر زمین پر ہو تو حالت قیام مین تفصیل کے ساتھ اُسکے عضا معلوم ہون اور مکروہ نہین
نماز اُس بیٹھنے کی جگہ پر یعنی اُس فرش پر جسمین تصویرین ہون بشرطیکہ تصویرون پر
سجدہ نہ کرے بسبب اسوجہ کے کہ فرش پر تصویر کا ہونا اُسکی ذلت کا باعث ہے
اور چادر کو سر سے پانون تک اسطرح لپیٹنا مکروہ ہے کہ کہین سے ہاتھ باہر نہ نکلے اور
مکروہ ہے دوپٹہ یا پگڑی سر سے باندھنا اسطرح کہ بیچ مین سے سر کھلا رہے اور دونون مکروہ
تحریمی ہین اور ڈھاٹا باندھنا مکروہ تحریمی ہے اسطرح کہ ناک اور منہ ڈھک جاوے
کیونکہ آتش پرست آگ کی عبادت کے وقت ایسا ہی کرتے ہین اور زور کی سانس کے
ساتھ رینٹ نکالنے کا حکم مثل کھنکارنے کے ہے اور اُسکی تفصیل گذر چکی اور مطلق
نماز مین انگلیون سے یا ہاتھ مین سُبحہ لیکے تسبیح وغیرہ شمار کرنا مکروہ تنزیہی ہے لیکن حفظ
قلب کے ساتھ یا انگلیون کے سر دبا کے شمار کرنا مکروہ نہین اور بچھو کو اور سانپ کو
نماز مین قتل کرنا مکروہ نہین لیکن جسمین علامت جن کی ہو اُسے نمارنا اولیٰ ہے اگر اُسکی
طرف سے ضرر پہونچنے کا وہم نہ ہو لیکن حلبی نے تصحیح نماز کے فاسد ہونے کی کی ہے در صورت
عمل کثیر کے اور قصداً آگ چھینکنا اور بے عذر فعل قلیل کرنا اُسکی حد یہ ہے کہ دیکھنے والا تردد کرے
کہ کام کرنے والا نماز مین ہے یا نہین اور ترک سنت ہو کہ وہ کا عجب نہین کہ مکروہ تحریمی ہو

اور ترک سنت غیر موکدہ کا مکروہ تنزیہی ہے اور ترک مستحب کا خلاف اولی ہے اور خلاف اولی
عام تر ہے پس کل مکروہ تنزیہی خلاف اولی ہے اور خلاف اولی مکروہ تنزیہی نہیں اور بدون
حاجت نماز مین بچہ کو اٹھا لینا اگر حفاظت کرنے والا دوسرا شخص نہ ہو تو مکروہ نہیں اور
سونے مین اور اسکے سوا سے صرف کعبہ کی طرف ایک پانون بھی پھیلانا بدون عذر اور
سہو کے مکروہ تحریمی ہے اور مکروہ ہے قفل لگانا مسجد کے دروازہ مین مگر اسباب کے خوف سے
لگاویگا تو مکروہ نہ ہونے پر فتوی ہے اور خوف متاع کی صورت مین بھی اوقات نماز مین بند کرنا
مکروہ ہوگا اور مکروہ ہے صحبت کرنی مسجد کی چھت پر اور بول و براز کرنا اسلیے کہ وہ مسجد ہے
تحت الثری سے آسمان کے سطح تک اور اگر مسجد کو رستہ بنا کے چلنے کی عادت کریگا
تو فاسق ہو جائیگا اور مکروہ ہے مسجد کے اندر لیجانا نجاست کا اور اس بنا پر متفرع ہوا
کہ مسجد کے اندر جائز نہیں چراغ روشن کرنا نجس تیل سے اور نہ اسکی استرکاری کرنی
نجس گارے سے اور نہ اسمین پیشاب کرنا اور نہ فصد لینی اگرچہ کسی ظرف مین پیشاب
اور خون لیا جاوے اور مکروہ تحریمی ہے داخل کرنا لڑکون اور مجنونون کا مسجد مین جبکہ
گمان ہو مسجد کے نجس کر دینے کا اور اگر ایسا نہ ہو تو مکروہ تنزیہی ہے اور مکروہ نہیں اشیاء
مذکورہ یعنی جماع اور بول و براز اس گھر کی چھت پر جسمین نماز پڑھنے کی جگہ بنائی گئی ہے
بلکہ خود اس جگہ مین یہ چیزین مکروہ نہیں اسلیے کہ وہ مسجد شرعی نہیں اور وہ مکان جو
نماز جنازہ یا عید کے لیے مقرر کیا جائے سو وہ مسجد ہے اقتدا درست ہونے کے حق مین
اگرچہ صفون مین جدائی ہو اور اقتدا جائز ہونے کے سوا دوسری چیزون کے
حق مین مسجد نہیں لیکن اسمین بول و براز اور جماع درست نہ ہونا لائق ہے اگرچہ ہم اسکو
مسجد نہ کہین کیونکہ بنا کرنے والے نے اسلیے نہیں بنوایا پس حلال ہے داخل ہونا

عیدگاہ اور مکان جنازہ مین جنب اور حائض کو جیسے حلال ہے انکو داخل ہونا مسجد کے
فنا مین اور خانقاہ اور مدرسہ مین اور حوضون کی اور بازارون کی مسجدون مین نہ شارع
عام کی مساجد مین اور فنائے مسجد وہ مکان ہے جسکے اور مسجد کے بیچ مین راستہ نہو اور مسجد
مدرسہ کی مسجد ہے کیونکہ نہین منع کیے جاتے لوگ اُسمین نماز سے اور اگر بند کردین تو ہوگی
جماعت اُسکے اہل کی اور جس گھر کی مسجد مین منع کیے جاتے ہون لوگ نماز سے اگر وہ
گھر ایسا ہو کہ اگر اُسے بند کردین تو ہو جماعت اُسکے اہل کی پس وہ مسجد جماعت ہے ثابت ہونگے
اُسکے لیے احکام مسجد کے حرمت بیع اور دخول اور اگر وہ گھر ایسا نہو کہ اگر اُسے بند کرلین
تو اُس گھر کے لوگ اُسمین جماعت پڑھلین تو وہ مسجد جماعت نہین ہے اگرچہ اور لوگ اُسمین
نماز پڑھنے سے منع نہ کیے جائین اور حوض کی مسجد سے وہ چبوترہ مراد ہے جو حوض کے
پاس بنا دیتے ہین تاکہ جو کوئی وضو کرے اُسپر تحیۃ الوضو یا اور نماز پڑھ لے اور بازار کی
مسجد سے وہ چبوترہ مراد ہے جو خیر یا قند بازار مین نماز کے لیے بنا لیتے ہین جیسے سوداگرون کی
سرایے مین ہوا کرتے ہین غرض ان مکانون کا حکم مسجد کا نہین اور شارع عام کی
مسجدین جنمین جماعت معین نہین گو وہ حکم مین مسجد کے ہین مگر انمین اعتکاف نہ کیا جائے
اور مسجد کا ہدم اور خراب کرنا اور اُسمین نماز اور عبادت سے منع کرنا حرام ہے اگرچہ ہو
وہ اُسکی ملک مین یہان تک کہ اگر کسی نے غصب کرلیا ستون اور لگایا اُسکو اپنے
مکان مین تو اب منقطع نہو جاویگا اُس سے حق اُسکے مالک کا چاہے تاوان مین
قیمت لے اور چاہے اُسے خراب کرے لیکن اگر مسجد مین وہ ستون لگایا تو وہ نہ گرائی
جاویگی اور پوچھے گئے ابوالقاسم کہ اگر کوئی مسجد گرا دے پھر اُس سے زیادہ محکم کرے
کہا درست نہین مگر گرنے کا خوف ہو تو درست ہے اور اُس اہل محلہ مین سے کوئی اُسے گرا دے

ساتھ نیت مذکور کے تو درست ہو اور اگر مسجد چھوٹی ہو اور نمازی بہت اور بڑھا نہین سکتے
اُسکو سو کہا ایک شخص نے کہ یہ مسجد مجھے دو کہ داخل کرون مین اُسے اپنے گھر مین اور
اُسکے عوض مین اور زمین دونگا کہ کفایت کرے وہ تم سبکو تو دینا لائق نہین مگر جبکہ
اُسکی زمین مین مسجد بنالین اور اپنے مطلب سے فارغ ہولین تو دینا مضائقہ نہین
اور قنیہ مین ہے کہ جب مسجد سے مسلمان بے پروا ہوجاوین اور نماز نہ پڑھی جاوے
اُسمین اور گرد سے خراب ہوجاوے اُسکی بستی تو امام ابی حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ
تعالیٰ کے نزدیک پھر عود کرجاتی ہے وہ طرف ملک بانی اپنے کے اور بعد اُسکی موت کے
طرف ورثہ اُسکے کے اور کہا امام ابی یوسف نے کہ وہ ہمیشہ رہیگی تفسیر احمدی اور
ہدم کیا حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مسجد ضرار کو اسلیے تھا کہ وہ حقیقت مین
مسجد نہ تھی صرف نام کو تھی الی قولہ ملخصاً ترجمہ جلد اول قرۃ العیون واقعات سال نہم
ہجرت تمام بیان منع ہونے ڈھانے مسجد کا اور اُسکے جواز کا **باب وتر اور**
نوافل کے بیان مین نماز وتر فرض ہے عمل کے لحاظ سے اور واجب ہے اعتقاد کی
راہ سے اور سنت ہے ثبوت کی راہ سے اور نماز وتر اور ضحیٰ اور نماز عیدین اور سنن
راتبہ کے مشروع ہونے کا منکر کافر ہے کیونکہ یہ ضروریات دین سے ہے اور خبر متواتر سے ثابت ہے
لیکن اُنکے واجب ہونے کا منکر کافر نہین کیونکہ یہ خبر واحد سے ثابت ہے پس جو چیز
ضروریات دین سے نہین اور خبر متواتر سے ثابت نہین یا اُسکی دلیل مین کسی طرح کا شبہہ
یا کوئی تاویل کرکے انکار کرنے والا کافر نہین بخلاف ترک کے کہ اگر حق جان کے فسق
یا کسل سے کیا تو گنہگار ہوا اور اگر خفیف جان کے کیا تو کافر ہوا اور اجماع کا منکر بھی کافر ہے
اگر ضروریات دین سے ہو اور خبر متواتر سے ثابت ہو ورنہ کافر نہین اور وتر کے فرض ہونے پر

یہ بات نکلی کہ فجر کے فرض میں اسکا یاد آنا صاحب ترتیب کی نماز فجر کا توڑنے والا ہو بخلاف اسکے
عکس کے یعنی اگر وتر میں یاد آئیگا کہ کوئی نماز ذمہ پر ہے تو نماز وتر ٹوٹ جائیگی ہاں جب تنگ ہو کے
یعنی جبکہ وقت تنگ نہو اور نماز فائتہ اسکے ذمہ چھ نہ ہو گئی ہوں کہ ان صورتوں میں ترتیب
ساقط ہو جاتی ہے اور نماز وتر کی قضا کی جانے میں اور بیٹھ کے اور سوار ہو کے بے عذر
درست نہ ہونے میں اتفاق ہے اور نماز وتر ایک رکعت بھی ہوئی ہے پہلے دوگانہ کے ساتھ
پس وہ تین رکعتیں پڑھتے ہیں ایک سلام سے اور چاہیے وتر اسکے ساتھ ایک رکعت کے
یا ساتھ تین یا پانچ یا سات یا نو یا ساتھ گیارہ رکعات کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی آخر ایک رکعت وتر ہوتی اور جسنے تیرہ رکعت شمار کیا اُس روایت میں دو رکعت
سنت فجر بھی ہے صحیحین وغیرہا اور سفر السعادت میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا یہی طور تھا کہ تیرہ رکعت سوائے سنت صبح کے پڑھتے فقہا کا اتفاق اسپر ہے
کہ ساتھ تین رکعات کے وتر ادا کرے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر
وابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسکو صرف ایک قعدہ آخر سے پڑھتے اور اس صورت میں احادیث
اختلافی میں مطابقت بھی ہو جاتی ہے اور کبھی واسطے جواز بیان کے دو قعدوں سے بھی
پڑھتے اور بیچ کے قعدہ میں اگر سلام پھیرے اور گو اسکے بعد کلام مفسد بھی کرے
پھر تیسری رکعت پڑھے تو بھی درست ہے جیسا کہ ابن عمر کرتے جلد ثانی عین العیون عبادات
لیکن وتر کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور ایک سورہ یا تین آیتیں یا اقل پڑھے اور تین
سورتوں کا پڑھنا مسنون ہے بعد سورہ فاتحہ کے رکعت اول میں سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری میں
کافرون اور تیسری میں اخلاص پس بسبب وارد ہونے آثار کے بے ہمیشگی معین کرکے
پڑھنا حسن ہے اور رکعت سوم میں بعد سورہ اخلاص کے سورہ فلق اور ناس پڑھنا جمہور فقہا نے

ف
روایت ... میں ... تھی
ایک سلام سے
اور دو سلام سے

اختیار نہیں کیا اور قبل تکبیر بعد کے تکبیر کہے اپنے دونون ہاتھ کانون تک اٹھا کے پھر پڑھے
اور دعا کرے اور دعاے مشہور پڑھنی سنت ہے وہ یہ ہے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ
وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ
وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ
نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ
اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ اور حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یون مروی ہے
اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ
وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَآ اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی
عَلَیْکَ اِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ روایت کیا اسکو
احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ نہیں پہچانتے ہم
روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیچ قنوت کے کچھ کوئی بھی بہتر اس سے بلکہ امام ابن
وغیرہ پس بہتر یہ ہے کہ پہلی دعا کے بعد اسے بھی پڑھ لے کہ ایسا کرے اور سوا اسکے دعا اور بھی
کوئی دعا موقت نہیں اور امام نووی نے لکھا ہے کہ اگر قنوت پڑھے امام تو صیغہ
جمع کی کہے مثلاً اِھْدِنَا بجاے اِھْدِنِیْ کے اور سوا اسکے اسی طرح اور غیر بھی جائز
مگر مکروہ ہے کیونکہ اپنے نفس کو دعا میں خاص کرنا خیانت ہے یہ سجدہ میں تشہد وغیرہ میں ۔
ظاہر جلیل آداب دعا اور جس شخص کو دعا قنوت نہ یاد ہو وہ کہے رَبَّنَآ اٰتِنَا
فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ تین بار یا
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ اور بعضون نے کہا کہ یا تین بار یا رب پڑھے اور درود پڑھے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اسی پر فتوی ہے اور نسائی کی روایت میں ان الفاظ سے

وارد ہوا وصلی اللّٰہ علی النبی اور بہتر یہ ہے کہ دعائے قنوت آہستہ پڑھے صحیح تر قول کے
بموجب مطلقاً یعنی امام ہو یا مقتدی یا اکیلا ادا پڑھتا ہو یا قضا شہر رمضان کے وتر ہوں
یا غیر شہر رمضان کے اور صحیح ہے اقتدا اُس شخص کا جو وتر کے واجب ہونے کا معتقد ہو پیچھے
اُس شخص کے جو وتر کے مسنون ہونے کا معتقد ہو بشرطیکہ امام تینوں رکعتوں کو ایک
سلام سے پڑھے صحیح تر قول میں اور نیت دونوں کی وتر ہی پڑھنے کی ہو اور اسی اختلاف کی
وجہ سے نیت وتر کی کرے وتر واجب کی نیت نہ کرے اور عیدین میں بھی اسی اختلاف کی
وجہ سے واجب کی نیت نہ کرے اور مقتدی بھی دعائے قنوت پڑھے اور اگر شافعی کی اقتدا کرے
تو رکوع کے بعد قنوت پڑھنے میں اُسکی متابعت کرے لیکن چونکہ نماز فجر میں قنوت کا پڑھنا
منسوخ ہے اُسمیں متابعت نہ کرے بلکہ چپ کھڑا رہے اور اگر بھولا ہوا قنوت رکوع میں
یاد آیا تو نہ رکوع میں اُسے پڑھے نہ رجوع کرے قیام کی طرف صحیح تر روایت میں پھر اگر رکوع میں
قنوت پڑھا یا رکوع سے سر اوٹھا کے پڑھا اور رکوع پھر سے کیا یا سر اُٹھا کے پڑھا
اور رکوع دوبارہ نہ کیا یا نہ رکوع میں پڑھا نہ کھڑے ہو کے پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہے
اور اگر مقتدی نے قنوت سے فراغت نہیں کی کہ امام نے رکوع کیا تو مقتدی باقی
قنوت کو ترک کرے اور امام کی پیروی کرے اور اگر مقتدی نے قنوت میں سے کچھ نہ پڑھا ہو
تو بھی قنوت کو ترک کرے اگر امام کے ساتھ رکوع نہ ملنے کا خوف ہو بخلاف تشہد کے
یعنی اگر تشہد کچھ باقی رہگیا تو اُسکو پورا کرکے امام کی متابعت کرے کیونکہ قنوت کا پڑھنا
سنت ہے اور رکوع میں امام کی متابعت بدون تاخیر واجب پس جب اولے سنت میں
خوف ترک واجب کا ہو تو سنت کو ترک کرنا چاہیے اور تشہد کو پورا کرنا واجب ہے اور
امام کی متابعت بدون تاخیر بھی واجب تو ایک واجب کے لیے دوسرے کو چھوڑنا

ضرور نہین اور اگر وتر کی پہلی یا دوسری رکعت کو سہو سے موضع قنوت جان کر قنوت پڑھ لیا
یا شک کیا کہ وتر کی یہ دوسری رکعت ہے یا تیسری تو قنوت پڑھکر قعدہ کیسے پھر کھڑا ہو کے
ایک رکعت اور پڑھے اور اسمین بھی قنوت پڑھے صحیح تر قول یہی ہے اور مسبوق صرف اپنے امام کے
ساتھ قنوت پڑھے پھر دوبارہ پڑھنا مشروع نہین اور جسنے تیسری رکعت وتر کا رکوع پایا
اسکو کل وہ رکعت ملگئی اور وتر کے سوا دوسری نماز مین قنوت نہ پڑھے مگر کسی مصیبت کے
وقت امام پڑھے جہری نمازون مین مگر حنفیون کے نزدیک وقت نزول مصیبت یعنی شدت
وبلا کے خاص نماز فجر مین قنوت پڑھنا مضائقہ نہین نہ اور کسی نماز جہری یا سری مین بلکہ نماز
سری مین تو بجز امام شافعی کے اور کوئی قائل قنوت پڑھنے کا نہین اور محدثین کا یہی مذہب ہے
اور نماز فجر مین منفرد نہ پڑھے اور مقتدی امام کی متابعت کرین لیکن اگر امام قنوت کو جہر سے پڑھے
تو مقتدی صرف آمین کہتے رہین اور قنوت کا موقع نماز فجر مین دوسری رکعت مین رکوع کے
بعد ہے اور پانچ باتون مین امام کی اتباع کرے وگر امام نہ کرے تو یہ بھی نہ کرے اول قنوت
اور قعدہ اول اور تکبیر عید اور سجدہ تلاوت اور سجدہ سہو اور تین چیزون مین امام کی متابعت
نہ کرے زیادہ کرنا عید اور جنازہ کی تکبیر کا اور کسی رکن کا اور آٹھ چیزین مطلق کی جائین اگرچہ
امام انکو نہ کرے اول ہاتھ اٹھانا تحریمہ کے لیے اور ثنا پڑھنا اور تکبیر انتقال کی اور تسمیع
کہنی وگر امام تسمیع نہ کرے تو مقتدی تحمید کہہ لے اور تسبیح کہنی اور تشہد پڑھنا اور سلام اور
تکبیر تشریق کی کہنی **فصل** نماز فجر کے قبل اور نماز ظہر اور مغرب و عشا کے بعد دو رکعتین
پڑھنی اور نماز ظہر کے قبل اور نماز جمعہ کے قبل و بعد چار چار رکعتین ایک سلام سے پڑھنی
سنت موکدہ ہے اور زرقانی شرح موطا امام مالک مین لکھا ہے کہ پہلے نماز جمعہ کے سنت
پڑھنے مین حدیثین کہ وارد ہوئی ہین سب ضعیف ہین انتہی حاصل یہ قبل نماز جمعہ کے

سنت کی تعیین رکعتون کے لیے حضرت صلعم سے کوئی صحیح حدیث ثابت نہین ہوئی ہان
مسلم اور بخاری سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قبل نماز جمعہ کے مصلی کو اختیار ہے جسقدر چاہے پڑھے
اور وہ جو صحیحین کی روایت مین ہے کہ حالت خطبہ جمعہ مین ایک مرد آنے والے کو نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہا پڑھ لے دو رکعتین ہلکی ملخصا یہ حدیث دلیل ہے گذارنے پر تحیت المسجد کے وقت
خطبہ پڑھنے امام کے اور اسی طرف گئی ہے جماعت حنفیون اور محدثین کی مسک الختام
والبنیا منہیہ بلوغ المرام مترجم باب صلوٰۃ الجمعہ کہتا ہے مولف عفا اللہ تعالی عنہ وعن والدیہ کہ
اگر حدیث قوی موجود نہ ہو تو ضعیف قوی کا حکم رکھتی ہے اور بعد نماز جمعہ کے افضل اور زیادہ
ثواب سنت کا چار رکعت ہی ہین ہے اور چھ رکعت پڑھنے مین اور بھی زیادہ ثواب ہوتا ہے
لیکن حضرت علی رض نے حکم کیا یہ کہ نماز پڑھو بعد نماز جمعہ کے دو رکعتین پھر چار اور یون ہی
ابن عمر رض مکہ مین نماز جمعہ کے بعد فرض وسنت مین فاصلہ کے لیے آگے بڑھتے اور پہلے پڑھتے
دو پھر آگے بڑھتے اور پڑھتے چار رکعتین بلوغ المرام مین قبل اور بعد نماز جمعہ کے سنت پڑھنے کے
بیان مین اور مستحب ہے چار رکعت قبل عصر کے اور چار چار قبل و بعد عشا کے ایک ایک
سلام سے اور چاہے دو رکعتین پڑھے اور اسی طرح ظہر کے بعد چاہے چار رکعتین ایک
سلام سے پڑھے اور چاہے دو رکعتین اور مغرب کے بعد چھ رکعت پڑھنی مستحب ہے
اور افضل یہ ہے کہ ہر شفعہ پر یعنی دو رکعت پر سلام پھیرا جائے اور کمال نے فتح القدیر مین
خوب تحقیق کر کے پسند کیا کہ چار رکعتین جو بعد نماز ظہر اور عشا کے مستحب ہین اگر چار رکعتین
ایک خواہ دو سلام سے پڑھیگا تو وہ سنت موکدہ اور مستحب دونون سے کافی ہونگی اور
نماز مغرب سے قبل دو رکعتین نہ مستحب ہین نہ مکروہ بلکہ اختصار کے ساتھ اگر پڑھ ہی جائین
تو مباح ہین اور اگر پڑھے دو رکعت نفل اس گمان سے کہ فجر طلوع نہین ہوئی اور دیکھا

تو صبح ہوگئی تو وہ سنت فجر کی ہو جائیگی یہی قول خوب اور پسندیدہ تر ہے اور اگر نماز پڑھی چار رکعت انمین سے دو رکعتین بعد آفتاب نکلنے کے واقع ہوئین تو وہ سب نفل ہو جائینگی سنت فجر سے کافی نہو نگی قول صحیح تر پر بخاری مین روایت ہے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہا تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب پڑھتے دو رکعتین سنت فجر کی تب لیٹتے اپنے داہنے پہلو پر اور اسکو بدعت کہنا حضرت کے قول اور فعل کے خلاف ہے اور لائق ملنے کے ہرگز نہین ہان بعد نماز تہجد قبل پڑھنے سنت کے اگر کوئی لیٹے تو بھی کفایت ہے جیسا کہ مسلم مین ہے الخ ملخصا بلاغ المبین فصل سنتون نمازمین فجر کی سنت اور فرض کے درمیان کلام کرنے کے بیان مین اور دن مین ایک سلام کے ساتھ چار رکعتون سے زیادہ اور رات مین ایک سلام کے ساتھ آٹھ رکعتون سے زیادہ مکروہ ہے اور دن مین اور رات مین بھی ایک سلام سے چار چار رکعت نفل افضل ہے اور نہ درود پڑھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قعدہ اولی مین ظہر کے قبل اور جمعہ کے قبل اور بعد کی سنتون مین لیکن جمعہ کے بعد کی سنت کے قعدہ اولی مین سہوا درود پڑھنے سے سجدہ سہو کا لازم آنا مسلم نہین کیونکہ انکا حکم اور سنتون کا سا نہین اسلیے انکو دو سلامون سے پڑھنا درست نہین اور جب تیسری رکعت کے لیے ان سنتون مذکورہ سے کھڑا ہو تو ثنا نہ پڑھے اسلیے کہ یہ سنتین بوجہ اپنے موکدہ ہونے کے فرض کے مشابہ ہوگئی ہین اور باقی نوافل چار رکعت والی کے قعدہ اولی مین بھی درود نہ پڑھے اور تیسری رکعت مین دعاء استفتاح اور اعوذ نہ پڑھے اگرچہ وہ نماز نذر ہو اور یہی صحیح ہے اور دیر تک رکوع اور دیر تک سجدہ کرنے سے قیام کو طویل کرنا افضل ہے یہی صحیح ہے اور گو نمازی چونکہ حکما قاری ہے تو اسکا قیام بھی بلاشبہ افضل ہے اور درمیان سنت اور فرض کے وہ عمل جو مخالف نماز ہو سنت کو ساقط نہین کرتا مگر صحیح تر یہ قول ہے کہ اسکا ثواب کم کر دیتا ہے

اگر عذر نہ ہو اور اگر مشغول ہوا بیچنے یا خریدنے یا کھانے مین تو سنتون کو پھر سے پڑھے اور اگر مشغول ہوا ایک لقمہ یا ایک گھونٹ کھانے یا پینے مین تو سنتین باطل نہ ہونگی اور اگر کھانا حاضر ہو اور سنت مین مشغول ہونے سے تھوڑا بھی بے مزہ ہو جانے کا خوف ہو تو تناول کرکے اُسے پڑھے وگر فوت وقت کا خوف ہو تو اُسے پڑھ کے کھاوے اور اگر سنتون کو موخر کیا آخر وقت تک تو صحیح تر یہی ہے کہ وہ سنتین ہونگی اور سنت فجر مین تین امر مخصوص ہین ایک سورۂ فاتحہ کے بعد رکعت اول مین سورۂ کافرون اور رکعت آخر مین سورۂ اخلاص پڑھنی دوم اُسے اول وقت مین پڑھنا سوم اپنے گھر مین یا مسجد کے دروازہ پر پڑھنا اور اگر سنتون کی نذر کر کے ادا کریگا تو وہ سنت ہی رہینگی گو بسبب نذر کے واجب ہونے کا وصف اسمین ہو جاویگا لیکن راجح یہ کہ سنتون کی نذر نکرے اور نفل کو نذر کرکے پڑھ لینا جائز ہے اور سنت مغرب مین بعد سورۂ فاتحہ کے ان دونون رکعتون مین اکثر سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص پڑھنی سنت ہے اور کبھی آپنے اسمین قرأت طویل بھی کی ہے اور خشوع اور اخلاص اگر مسجد مین زیادہ ہوتا ہو تو وہین ورنہ گھر مین نوافل پڑھنی افضل ہے یہی قول صحیح تر ہے لیکن نماز تراویح اور کسوف اور تحیت المسجد اور سنت احرام اور نفل طواف کعبہ اور نفل اعتکاف اور نفل قدوم مسافر کو اور گھر آنے تک جس سنت موکدہ کے فوت ہو جانے کا خوف ہو اسکو اور سنت جمعہ کو مسجد مین پڑھنا افضل ہے اور جب غیر وقت مکروہ مین مسجد مین داخل ہو تب چار رکعت نماز تحیت المسجد پڑھنی مستحب ہے لیکن افضل یہ ہے کہ قبل بیٹھنے کے پڑھے اور دو رکعت بھی جائز ہے اور کافی ہے آدمی کو ہر روز کے لیے ایک بار تحیت المسجد پڑھنی یعنی اگر کسی عذر سے مسجد مین چند بار جاوے تو تحیت المسجد ایک بار اول مرتبہ یا اور کسی مرتبہ پڑھنے اور ساقط نہین ہوتی تحیت المسجد بیٹھنے سے ہمارے نزدیک اگر کسی وجہ سے نہ پڑھ سکے

ع جیسا کہ شرح مشکوۃ مین شیخ عبد الحق دہلوی کی اور مرقات مین ملا علی قاری کی لکھا ہے

ع روایت کیا اسکو ابوداؤد نے

توسبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر چار بار کہے اور اولی ہے کہ
جب مسجد مین آوے تو نیت اعتکاف کی کر لیا کرے کہ اعتکاف کیا مین نے جب تک کہ مسجد مین
ہون اور مدینہ طیبہ مین پہلے تحیت مسجد پڑھے پھر زیارت کرے اور مسجد حرام مین پہلے
طواف کرے اگر طواف کے قصد سے داخل ہوا ہو ورنہ پہلے تحیت مسجد پڑھے اور وضو کے
بعد اعضا کی تری خشک ہونے کے قبل دو رکعت پڑھنی مستحب ہے اور اسی طرح غسل کے
بعد اور دونون مین سورۃ الکافرون اور اخلاص پڑھنی مستحب ہے اور ایک نیزہ آفتاب بلند
ہونے کے بعد اور افضل یہ کہ پہر دن آنے کے بعد زوال تک صلوۃ الضحی کہ اُسے اشراق
اور چاشت بھی کہتے ہین مندوب ہے اُسکا درجہ ادنے دو رکعت لیکن کامل چار رکعت ہے
اور افضل آٹھ رکعت اور اُسمین بعد سورہ فاتحہ کے سورہ والشمس اور سورہ والضحی پڑھے
اور سفر مین جانے کے وقت اور سفر سے آنے کے وقت دو رکعت مندوب ہے اور نماز عشا کے
بعد نفل صلوۃ اللیل یعنی تہجد ہے اور نماز تہجد کا وقت نماز عشا کے بعد ہے صبح تک کیونکہ
(یا ایہا المزمل قم اللیل الا قلیلا نصفہ او انقص منہ قلیلا او زد علیہ) اے جھرمٹ مارنے
والے کھڑا رہ رات کو مگر کسی رات آدھی رات یا اُس سے کم کر تھوڑا سا یا زیادہ کر اُسپر سے
اور زیادتی کی حد نہ ہونے سے امام مالک نے بعد نماز مغرب سے وقت معلوم کیا اور شامی
وغیرہ حنفیہ نے قرآن کی تفسیر حدیث طبرانی مین (وما کان بعد صلوۃ العشاء فہو من اللیل)
پائی یعنی جو نفل پڑھی جائے بعد نماز عشا کے پس وہ صلوۃ اللیل یعنی نماز تہجد سے ہے پس انکو
اُسکے بعد سے وقت دریافت ہوا اور اُسکے قبل سونا شرط نہین لیکن رات کو چھ
حصہ پر تقسیم کر کے پہلے تین حصہ سونا پھر چوتھے اور پانچوین حصہ مین جاگنا پھر چھٹے
حصہ مین سونا افضل ہے اور ہمارے حق مین صلوۃ اللیل سنت ہے کیونکہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسپر مواظبت کی بعد منسوخ ہونے فرضیت کے اور رکعتیں تعداد
تہجد کی دو اور اوسط چار اور اکثر آٹھ رکعتیں ہیں اور اسکے سوا معتبرات میں اکثر بارہ رکعتیں
مذکور ہیں اور یہی مشہور ہے اور احوال رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز شب کا مختلف تھا
کبھی کم کبھی زیادہ ہوجاتی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد کا پہلا دوگانہ ہلکا پڑھتے
بہ نسبت دوسرے کے اسی طرح آخر تک صاحب بلاغ المبین نے چند احادیث صحاح میں سے
مسلم کی خصوص شب میں حضرت صلعم کی خوب جاننے والی بی بی عائشہ رضی کی صحیح ترین
حدیث سے یہی بات خوب منقح کرکے لکھا ہے پس کہتا ہے مولف عفا اللہ تعالی عنہ وعن والدیہ
کہ اکثر مشایخ رحمہم اللہ تعالی علیہم کا فعل اور قول یہ ہے کہ اسکی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے
بعد سورہ اخلاص ایک بار اور دوسری میں دو بار علی ہذا القیاس ایک ایک بار بڑھانے سے
حدیث ممدوح پر عمل ہوتا ہے اور ابوداؤد میں ہے کہ تھا پڑھنا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
صلوٰۃ اللیل میں مختلف کبھی بلند اور کبھی پست بلاغ المبین میں تہجد کی نماز پڑھنے کے
بیان میں سے یہ دونوں تینوں مسائل میں نے ملخص کرکے لکھے اور جس کام کی بھلائی
برائی یقیناً معلوم نہ ہو اور اسکے کرنے اور نہ کرنے میں تردد ہو اور وہ کام امور دینی یا دنیاوی
مباح میں سے ہو مثل سفر حج اور تجارت وغیرہ کے تب تعیین وقت یا ارادے کے لیے اور امور
دنیاوی میں نفس فعل پر استخارہ مسنون یعنی دو رکعت نماز استخارہ پڑھنی مستحب ہے اور ان
دونوں میں سورہ کافرون و اخلاص پڑھے اور سلام کے بعد دعاء استخارہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ
بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ
تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ
تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْعَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ

فَاقْدِرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ
شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاصْرِفْهُ
عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ اور لفظ ھذا الامر
اور لفظ اگلہ پڑھتے ہر ایک دونون کے بعد اپنے کام کو یاد کرے اور دعاے استخارہ کے اول و
آخر مین حمد و صلوٰۃ کا پڑھنا مستحب ہے اور سات بار استخارہ کرے پھر جو بات اسکے دل مین
آئے اسی پر کاربند ہونے مین خیر ہے لیکن بمقرری کھانے او پینے وغیرہ مین اور واجب
اور مستحب کے کرنے اور حرام اور مکروہ کے ترک مین استخارہ نہ کرے اور صلوٰۃ التسبیح چار رکعت
مستحب ہے اس صفت سے کہ تحریمہ اور ثنا کے بعد پندرہ بار اور اعوذ و بسم اللہ و فاتحہ و سورہ کے
بعد پھر رکوع مین تسابیح کے بعد پھر قومہ اور جلسہ مین پھر ہر ایک دونون سجدون مین تسابیح کے
بعد دس دس بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ کہے اور
قعدون مین تشہد کے قبل یہی تسبیحات دس دس بار کہے اور سجدہ سہو مین نہ کہے کہ ہر ایک
رکعت مین پچھتر بار ہوگا اور سورۃ الفاتحہ کے بعد اول رکعت مین سورۃ التکاثر اور دوسری
رکعت مین سورۃ العصر اور تیسری مین سورۃ الکافرون اور چوتھی مین سورۃ الاخلاص پڑھے
اور اس نماز کا کوئی وقت مقرر نہین سواے اوقات مکروہہ کے جب چاہے پڑھے لیکن
فتاوی عالمگیری مین مضمرات سے نقل کیا کہ دوپہر کے بعد نماز ظہر کے قبل پڑھے اور فرض
عملی ہے قراءت فرض کی پہلی یا پچھلی دو رکعت مین یا ایک پہلی اور ایک پچھلی رکعت مین اور تعیین کرنا
پہلی دو رکعتون کا واجب ہے جیسا کہ مشہور ہے اور فرض عملی ہے قراءت نماز نفل کی ہر
رکعت مین غیر مقتدی کے حق مین اور وتر کی ہر رکعت مین احتیاطاً اور وہ نفل جو بذات خود
عبادت ہو اور نذر کرنے سے لازم ہو جاتا ہے اور اسکی ابتدا کا صحیح ہونا موقوف ہے اسکے

اُسکو قصداً صحیح شروع کرنا سبب ہوا اُسکے تمام کرنے کا اور توڑ دینے سے قضا لانے کا پس نکل گیا
وضو اور عبادت مریض اور مثل اُسکے وہ چیزین جو واجب نہین ہوتین نذر کرنے سے بسبب
نابت رہنے عبادت ہونے کے اور نکل گئین وہ چیزین جنکی ابتدا کا صحیح ہونا موقوف نہین اُنکے ابعد
مثل صدقہ اور قرأت اور اعتکاف کے اور داخل ہوا اُسمین نماز اور روزہ اور حج اور عمرہ اور طواف
اور عشرہ شہر رمضان کا اعتکاف پس تمام کرنا لازم ہوتا ہے اُس نماز نفل کا جسکو شروع کیا ہو تکبیر
تحریمہ سے یا ایک دوگانہ پورا کرکے تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہونے سے صحیح طور پر قصداً
اور صحیح شروع سے وہ صورت نکل گئی جسمین شروع فاسد ہو جیسے اُمّی اور عورت کے پیچھے شروع کرنا
اور قصداً سے وہ صورت نکل گئی کہ شروع گمان سے کیا ہو مثلاً اس گمان سے کہ میرے
ذمہ فرض ظہر ہے نیت فرض کی کی پھر یاد آیا کہ پڑھ چکا ہون تو یہ نماز نفل ہو جائیگی جو قصداً شروع
نہین ہوئی حاصل یہ کہ شروع صحیح قصداً کے بعد اگر نماز فاسد ہو جائیگی تو اُسکی قضا لازم ہوگی
لیکن قضا لازم نہوگی اگر کسی شخص نے اس خیال سے کہ مثلاً فرض ظہر پڑھ چکا ہون امام کی
اقتدا نفل کی نیت سے کی پھر یاد آیا کہ مین نے نہین پڑھا اور نفل کو توڑ کے فرض ظہر کی نیت سے
اقتدا کر لیا تو اس نفل کی قضا لازم نہوگی اسی طرح اگر یون فرض کے یاد آنے نفل کو توڑ کے
دوسرے نفل سے اقتدا کریگا تب بھی قضا لازم نہوگی اور قضا لازم نہوگی اگر کسی شخص نے
مثلاً فرض عشا پڑھنی چاہی اس گمان سے کہ مین نے نہین پڑھی اور اُسکے پیچھے ایک اور
شخص نے اقتدا نفل کے نیت سے کی پھر امام کو یاد آیا کہ عشا اُسکے ذمے نہین ہے اور
نماز کو توڑ دیا تو اُسپر قضا ہے نہ اُسکے مقتدی پر اگر مقتدی نے نماز نفل کو بغیر امام کے
ترک کرنے کے فاسد کر دیا ہو اگر مقتدی نے نماز کا پڑھے جانا پسند کیا پھر کچھ دیر کے بعد
اُسکو توڑ دیا تو قضا لازم ہوگی اور قضا لازم نہوگی عورت یا بے وضو کی اقتدا کرنے مین

اسلیے کہ شروع نماز کا صحیح نہین اور امی کے پیچھے اقتدا مین قضا واجب ہوتی مناسب ہو اسلیے
کہ اسمین شروع صحیح ہوتا ہی اور قرأت کا وقت آنے پر نماز فاسد ہوتی ہی اور نفل شروع سے
لازم ہوجاتی ہی اگرچہ اُسے شروع کیا ہو غروب یا طلوع آفتاب کے وقت یا عین دوپہر کے
وقت اور نماز نفل کو توڑنا حرام ہی مگر کسی عذر کی جہت سے حرام نہین جیسے اوقات
مکروہہ مین شروع کرنا کہ اس صورت مین فاسد کرنا اچھا ہی اور واجب ہی قضا اُس نفل کی
اگرچہ فساد نمازی کے اختیار سے نہوا ہو جیسے تیمم والا کہ نماز مین پانی کو دیکھے اور نمازی
عورت یا روزہ رکھنے والی حیض سے ہو جائے کہ فساد عمل مین انکا اختیار نہین مگر قضا
نماز و روزہ کی لازم ہی اسی طرح اگر عذر کے باعث خود فاسد کریگا تو بھی قضا واجب ہوگی
اور جاننا چاہیے کہ بندہ پر جو چیز اُسکے لازم پکڑنے سے واجب ہوجاتی ہی وہ دو قسم ہی ایک وہ
کہ قول سے واجب ہو وہ تو نذر ہے اور ایک وہ جو فعل سے واجب ہو وہ شروع کرنا ہی
نفلون مین پس اگر چار رکعتون تحریمہ کی نماز کی نیت کرے اور توڑدے نماز کو اول دوگانہ کے
درمیان مین تو دوگانہ قضا کرنی لازم و گر قعدہ اول مین مقدار تشہد کے بیٹھ لینے کے بعد
تیسری رکعت شروع کرکے قعدہ تمام ہونے کے قبل توڑدے تو دوگانہ اخیرہ قضا کرنا لازم
اور بسبب ترک کرنے سلام کے کہ واجب ہی پہلے دوگانہ کا اعادہ واجب ہوتا ہی اور دو رکعتین
قضا کرے اگر قرأت ترک کرے نفل کے دونون دوگانون مین یا صرف اول کے دوگانہ مین
یا دوسرے دوگانہ مین یا دوسرے کی ایک رکعت مین یا پہلے کی ایک رکعت مین یا پہلے دوگانہ مین
اور دوسرے کی ایک رکعت مین فقط اور چار رکعتین قضا کرے اگر ترک کرے قرأت کو
ہر دوگانہ کی ایک ایک رکعت مین یا دوسرے دوگانہ مین مع ایک رکعت اول کے اور اگر
دوگانہ اول کی دونون رکعتون مین قرأت نہ پڑھی اور پہلا قعدہ بھی نہ کیا اور دوسرے دوگانہ

توڑ دیا تو چار رکعتیں قضا کرے اجماعاً اور اگر قعدہ اولیٰ کیا اور تیسری رکعت کے لیے نہ اٹھا
تو صرف دو رکعتیں قضا کرے اور اگر تیسری رکعت کے لیے اٹھا اور اسکو سجدے سے مقید کر کے
یا بغیر مقید کیے توڑ دیا تو دو رکعتیں قضا کرے اور حکم مقتدی کا مثل امام کے ہے یعنی
اگر امام چار رکعت والی نفل پڑھتا ہے اور کسی نے اسکی اقتدا کی تو جن صورتوں میں امام کو
چار رکعت کی قضا لازم آویگی مقتدی کو بھی چار رکعت قضا لازم ہوگی گو اسنے تشہد میں
اقتدا کی ہو اور نہیں قضا ہے اگر نیت کی چار رکعتوں کی اور بیٹھا مقدار تشہد کے پھر توڑ دیا
نماز کو اسلیے کہ اسنے شروع نہیں کیا دوسرے دوگانہ کو اور پہلا تمام ہو چکا اور قضا نہیں
اگر شروع کیا فرض اس گمان سے کہ فرض مذکور اسکے ذمہ ہے پھر یاد آیا اسکا ادا کرنا تو یہ فرض
نفل ہو جائیگا بدون قضا لازم آنے کے توڑ دینے کی صورت میں اور اگر نماز پڑھی ہزار رکعتیں
اور نہ بیٹھا مگر سب سے آخر میں تو صحیح ہوگی اور سجدہ سہو کرے بسبب ترک کرنے بیچ کے قعدوں
واجب کے اور کسی دوگانہ کے شروع میں دعاے استفتاح اور اعوذ نہ پڑھے کیونکہ یہ دونوں
ابتداے نماز میں پڑھے جاتے ہیں اور باوجود قدرت کے قیام پر سواے سنت فجر کے بے عذر
نماز نفل بیٹھ کے شروع اور ختم کرنی جائز ہے اور کھڑے ہو کے شروع اور بیٹھ کے تمام کرنی بھی
بدون کراہت کے صحیح تر قول میں جائز ہے اور اسکے بالعکس بھی بے کراہت جائز لیکن
بے عذر بیٹھ کے نفل پڑھنے میں نصف ثواب ہوتا ہے اور بعد نماز فرض کے ایسی نماز نہ پڑھے
کہ مثل ہو نماز سابق کے قرات یا جماعت میں اور اگر ایک بار نماز پڑھی پھر وسوسہ کے
باعث سے شبہہ ہو گیا کہ یہ نماز فاسد ہوئی تو اس نماز کا اعادہ کرنا مکروہ ہے ہاں اگر خلل
نماز کا ثابت ہو مثلاً کوئی واجب چھوٹ گیا ہو تو اعادہ واجب ہے اور اسیطرح پر بیٹھ کے
نماز نفل پڑھنی جائز ہے اور مختار یہ کہ مثل جلسہ تشہد کے بیٹھے مگر اسمیں خلاف نہیں

کہ نماز نفل کے تشہد مین اُسی طرح بیٹھے جیسے نماز فرض کے جلسۂ تشہد مین بیٹھتے ہین اور
نفل پڑھنی درست ہے مقیم کو حالت سواری مین اشارہ سے شہر کے باہر یعنی ایسی جگہ کہ
وہان مسافر کو قصر کرنا پڑے پس اگر وہ کسی چیز یا زین پر سجدہ کریگا تو یہ سجدہ بھی اشارہ مین
تصور کیا جائیگا اور سواری پر نماز پڑھنے مین استقبال قبلہ شرط نہین نہ نیت کے وقت
نہ درمیان مین اور اگرچہ اُسکے زین پر نجاست زیادہ ہو یعنی تب بھی نفل درست ہوگی اکثر کے
نزدیک یہی ظاہر مذہب اور صحیح تر ہے اور اگر جانور یا رکاب پر نجاست ہو تب بھی یہی حکم ہے
بسبب ضرورت کے اور مقیم کی قید سے معلوم ہوا کہ مسافر کو بطریق اولی سواری پر
نماز نفل درست ہے اور سواری کے جانور کو عمل قلیل سے ہانکنا مفسد نماز نہین اور اگر
شروع کیا نفل کو حالت سواری مین پھر اوتر پڑا تو اُسی پہلی نماز کو پوری کرے جتنی باقی ہو
و اگر شروع کی ہو زمین پر پھر سوار ہو گیا تو بنا نہ کرے سر نو سے پڑھے اور اگر نماز نفل کو شہر کے
باہر شروع کیا پھر شہر مین داخل ہوا تو اوتر کے قبلہ رخ کھڑا ہو کے یا بیٹھ کے تمام کرے اور اگر نماز
پڑھے اونٹ پر محمل کے ایک طرف مین حالانکہ وہ خود اوتر سکتا ہے تو اُسکی نماز درست نہ ہوگی جبکہ
اونٹ ٹھہرا ہوا ہو مگر پایے محمل کے زمین پر ہون اس طرح کہ محمل کے نیچے لکڑی گاڑ دی ہو جس سے
محمل زمین پر ٹھہر جائے اونٹ کی پشت پر نہ رہے تو درست ہوگی اور اگر گاڑی کا جوا جانور پر ہو
پس گاڑی چلتی ہو یا نہ وہ نماز سواری ہی پر ہے جائز ہوگی اگر عذر ہو ورنہ جائز نہ ہوگی اور اگر
جوا جانور پر نہ ہو تو نماز اُسمین جائز ہوگی اگر وہ کھڑی ہو کیونکہ وہ مثل تخت کے ہے اور یہ سب
یعنی نہ قادر ہونا اوترنے پر اور محمل کے نیچے پایہ کا رکھنا یا گاڑی کا جوا بیلون پر نہ ہونا فرض و
واجب و سنت فجر کے لیے ہے بشرط کھڑا کرنے سواری کے قبلہ کی جانب اگر ممکن ہو ورنہ
جسقدر ہو سکے اور نماز نفل تو درست ہے محمل پر اور گاڑی پر مطلقا خواہ کھڑی ہو یا چلتی ہو

قبلہ رخ ہو یا نہو اور اوترنے پر قادر ہو یا نہو لیکن نماز نفل جماعت سے پڑھنی درست نہین مگر
اتحاد مکان ہو تو درست ہی خواہ مقتدی پیچھے بیٹھا ہو خواہ محمل مین امام کے برابر ہو اور فرض و
نفل کی نیت ایک مین جمع کرنے سے فرض ہی ادا ہوگا بسبب قوی ہونے کے بخلاف
اس صورت کے کہ چند نوافل کی نیت کو جمع کرے مثلا تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضو اور نماز چاشت
اور کسوف کی نیت ایک ہی دوگانہ نفل مین کرے تو سب کا ثواب ملیگا اور شہر رمضان کی
شب اول سے آخر تک نماز تراویح سنت مؤکدہ ہی مرد اور عورت کے حق مین اجماعاً
اور فتح القدیر وغیرہ سے بلاغ المبین کی فصل عدد رکعات تراویح کے بیان مین لکھا ہی کہ
ہمارے مشایخ کے اصول پر مسنون ہونگی آٹھ رکعت بیس رکعت مین سے کہ کیا اُسکو
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر چھوڑ دیا بسبب خوف فرض ہوجانے کے پھر اور
بارہ رکعتین مستحب پس ہوئین بیس رکعتین کہ تھے لوگ اسی قدر پڑھتے زمانہ عمر بن خطاب
رضی اللہ تعالی عنہ مین اور اسی پر عمل ہی لوگون کا آج مشرق اور مغرب مین اور یہی محیط وغیرہ مین
لکھا ہی اور وقت اُسکا نماز عشا کے بعد ہی فجر تک وتر سے پہلے اور وتر کے بعد صحیح تر قول مین
پس اگر نمازی کو کچھ تراویح رہ گئی ہون اور امام وتر کے لیے کھڑا ہوجائے تو وہ شخص امام کے
ساتھ وتر پڑھ لے پھر وہ تراویح پڑھ لے جو فوت ہو گئی ہو اور جس شخص نے فرض عشا نہ پڑھی
وہ وہان فرض پڑھے جماعت تراویح مین شریک نہ ہو اور مستحب ہی دیر کرنا تراویح کا رات کی
پہلی ایک تہائی تک یا اُسکے نصف تک اور مکروہ نہین تراویح بعد نصف شب کے صحیح تر
قول مین اور تراویح جب فوت ہوجائے تو قضا نہین اصلا یعنی نہ جماعت مین نہ تنہا صحیح تر
قول مین پس اگر تراویح کو قضا پڑھیگا تو نوافل مستحب ہوجائینگی اور تراویح نہونگی جیسے
مغرب یا عشا کی سنتین فوت ہوجانے سے قضا نہین کی جاتین اور اہل محلہ کو اپنے اپنے

محلہ مین تراویح کو جماعت کے ساتھ پڑھنا سنت کفایہ ہے صحیح تر قول مین اور جو نمازین جماعت سے
مشروع ہین انکو مسجد مین پڑھنا افضل ہے اور تراویح بیس رکعتین ہین دس سلامون کے
ساتھ اور اگر لوگون کو شک واقع ہوا کہ اٹھارہ رکعتین پڑھی ہین یا بیس تو دو دو رکعتین
اکیلے اکیلے پڑھے صحیح تر قول مین واسطے احتیاط کے یہی کامل کرے تراویح کے اور
واسطے بچنے کے نفل کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے سے اور اسی طرح اگر لوگون کو دو رکعتین
یاد آئین بعد وتر کے نزدیک ابن الفضل کے اور کہا ہے صدر شہید نے کہ پسندیدہ یہ ہے کہا جاتا ہے
کہ وہ پڑھی جاوے جماعت کے ساتھ اور یہی ظاہر تر ہے اور جسقدر زمانہ مین چار رکعتین
پڑھی جاتی ہین اسقدر وقفہ ہر ترویحہ یعنی ہر چار رکعت کے بعد مندوب ہے اور اسی طرح درمیان
پانچوین ترویحہ اور وتر کے اور پانچوین سلام پر توقف نزدیک اکثر مشایخ کے مستحب نہین
اور یہی صحیح ہے اور حالت توقف مین چاہین تسبیح و تہلیل ذکر کرین چاہین قرآن پڑھین
چاہین خاموش رہین چاہین نفل پڑھین تنہا اور اہل مکہ طواف کرتے ہین اور اہل مدینہ نماز
پڑھتے ہین چار چار رکعت اور تراویح مین ایک قرآن ختم کرنا ایکبار سنت ہے اور دو بار
فضیلت اور تین بار افضل ہے اور نہ چھوڑا جاوے تمام قرآن کا پڑھنا لوگون کی سستی کی
جہت سے لیکن اگر لوگ اسطرح کے سست اور بد دل ہون کہ تمام قرآن کے سننے کی تاب
نہ رکھتے ہون تو اس صورت مین اسقدر پر اقتصار کرنا چاہیے جسقدر لوگون پر آسان ہو
تاکہ مسجدین جماعت سے خالی نہ رہین لیکن چھوٹی تین آیتون سے کم یا دو یا ایک آیتین چھوٹی
آیتون سے کم کرنا مکروہ تحریمی ہے اور مجتبی مین امام اعظم سے منقول ہے کہ اگر کسی نے فرض مین
تین آیتین چھوٹی یا ایک آیہ بڑی پڑھی تو مضائقہ نہین بلکہ احسن کیا ہے جیسا فرض مین
تین آیتین پڑھنی بہتر ہین تو تراویح مین بطریق اولی احسن ہوگی اور اکتفا کیا

سورۂ اخلاص کو ہر رکعت مین اور بعضون نے یہ اختیار کیا کہ سورۂ فیل سے شروع کرکے
آخر قرآن تک پڑھے پھر اعادہ کر جائے اور یہی بہتر ہے تاکہ نہ فکر ہو اُسکو ساتھ عدد رکعات کے
اور اسی پر قرار پایا ہے عمل ائمہ اکثر مساجد کا ہمارے دیار مین اور پڑھے امام اور قوم ثنا
شروع نماز مین اور قعدۂ اخیرہ مین تشہد پر پڑھا وے درود اور دعا کو مگر یہ کہ قوم
تھک جاوے تو صرف درود پڑھے اور چھوڑ دیوے دعا کو اور احتراز کرے غیر مشروع
باتون سے یعنی قرأت کے جلد پڑھنے اور اعوذ اور بسملہ اور اطمینان کے چھوڑنے
اور رکوع اور سجدہ کی تسبیح اور ترویحون کے بعد توقف کے ترک سے اور مکروہ تنزیہی ہے
تراویح کا پڑھنا بیٹھ کے بے عذر جیسے مکروہ ہے مقتدی کا بیٹھا رہنا اور امام کے
رکوع کے وقت شریک ہونا اور اگر لوگون نے فرض جماعت سے نہ پڑھی ہو تو تراویح
جماعت سے نہ پڑھین اسلیے کہ جماعت تراویح تابع ہے جماعت فرض کی پس جس شخص نے
فرض تنہا پڑھی ہو وہ تراویح کو امام کے ساتھ پڑھے اور اگر فرض کو جماعت کے ساتھ
پڑھا اور تراویح کو جماعت کے ساتھ نہ پڑھا تو وتر جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے
لیکن اگر فرض تنہا پڑھی ہو تو وتر کو جماعت کے ساتھ نہ پڑھے اور اگر تراویح کی جماعت
سب نے نہ کی ہو تو وتر کو بھی جماعت سے نہ پڑھین اسلیے کہ وتر مین جماعت کا
مسنون ہونا تراویح کی جماعت کے بعد سلف سے منقول ہے اور شہر رمضان کے
سوائے اور دنون مین نماز وتر اور نفل کو ایک امام کے پیچھے چار شخص کا پڑھنا
مواظبت کرکے مکروہ ہے پس اگر ایک یا دو مقتدی ہون تو بے کراہت درست ہے مگر نفل مین
اقتدا کرنے سے جماعت کا ثواب نہین ملتا **باب حاصل کرنے جماعت**
فرض کا اگر شروع کیا نمازی نے نماز فرض ادا کو پھر اُسی فرض کی جماعت شروع ہو گئی

اُسکی نماز پڑھنے کی جگہ مین تو اگر ہنوز رکعت اول کا سجدہ نہین کیا تو حالت قیام مین ایک سلام سے یہی صحیح تر ہے اپنی نماز کو توڑ کے اقتدا کرے اور موذن کی اقامت کی تکبیر سنکے نماز توڑنی درست نہین بلکہ امام کی تکبیر تحریمہ سنکے توڑے اور اگر نماز جی گھر یہ نماز پڑھتا ہو اور جماعت وہان کے سوا اور جگہ مثلاً مسجد مین شروع کی جائے تو نماز نہ توڑے اور بے عذر نماز توڑنی حرام ہے اور جماعت حاصل ہونے کے لیے یا اور کسی وجہ سے نماز کامل کرنے کے لیے توڑنا مستحب ہے اور توڑنا مباح ہے اگر اپنے ہاندھی عورت کی یا خوف کرے مال کے تلف ہونے کا اور عامہ مشائخ نے اندازہ کیا ہے اُسکا ساتھ ایک درم کے یہی صحیح ہے اور صحیح یہ کہ فرق نہین اپنے اور غیر کے مال مین اور ظاہر یہ کہ غیر مہلک امر مین بھی فریادخواہ کی مخلصی پر قدرت رکھنے والے کے لیے واجب ہے فریاد رسی اور توڑنا نماز کو فرض ہو اور اگر خوف کرے نماز جنازہ کے نہ ملنے کا تو نفل پڑھنے والا نماز توڑدے نہ فرض پڑھنے والا بسبب قوی تر ہونے کے اور اگر رکعت اول کا سجدہ کر چکا ہو اور نماز فجر یا مغرب پڑھتا ہے تب بھی نماز توڑ کے اقتدا کرے اور اگر ظہر یا عصر یا عشا کی نماز ہے تو ایک رکعت اُسمین اور ملا کے توڑے اور اقتدا کرے تا دو رکعت نفل ہو جائین اور جماعت بھی ملے کیونکہ نماز ایک رکعت باطل ہے نہ صحیح مکروہ اور اگر نماز فجر اور مغرب مین دوسری رکعت کا بھی سجدہ کر چکا ہے تو اب اُسی کو پورا کرے اور اقتدا نہ کرے اور اگر چار رکعت والی نماز سے تیسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہی تو اکیلا تمام کرے پھر نفل کی نیت کرکے اقتدا کرے اور اس اقتدا سے حاصل کریگا ثواب جماعت کا مگر نماز عصر مین اقتدا نہ کرے و گر تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو توڑ کے اقتدا کرے اور جسنے نماز نفل شروع کی ہو وہ قطع نہ کرے کسی حال مین یعنی اول رکعت کا سجدہ کیا ہو یا نہ کیا ہو اور پورا کرے نفل کو دو رکعتین اور اسی طرح

اگر سنت پڑھنے کی حالت میں جمعہ کا خطبہ شروع ہوا یا جمعہ یا ظہر کی اقامت کہی گئی تو دو رکعتوں پر
قطع کرے کمال الدین نے اسکو ترجیح دی ہے اور ہدایہ میں نظام الدین نے اسی کو اختیار کیا وگر تیسری
رکعت کا سجدہ کر چکا ہو تو نماز کو جلد تمام کرے حتی کہ جسقدر قرات وغیرہ واجب ہو اسی پر
کفایت کرے اور مکروہ تحریمی ہے بسبب ممانعت کے نکلنا اس شخص کا جسنے نماز نہیں پڑھی
اس مسجد سے جسمیں اذان ہوگئی ہو مگر نکلنا اس شخص کو مکروہ نہیں جو دوسری مسجد کا
امام یا مؤذن ہو یا یہ کہ نکلا اپنے محلہ کی مسجد کے لیے اور انہیں لوگوں نے نماز نہ پڑھی
یا نکلے اپنے استاد کی مسجد کے لیے اپنی نماز پڑھنے کے لیے یا نکلے وعظ سننے کے لیے یا
نکلے کسی حاجت کے لیے اور اسکا ارادہ ہو کہ پھر آویگا اور جس شخص نے نماز ظہر اور عشا تنہا
ایک مرتبہ پڑھ لی اسکو نکلنا مکروہ نہیں بلکہ یہ فعل مکروہ ہوا کہ نماز کو تنہا پڑھ لیا اور جماعت کا
انتظار نہ کیا مگر وقت شروع ہونے تکبیر کے نکلنا مکروہ ہے بسبب اسکی مخالفت کرنے کے
جماعت سے بدون عذر کے بلکہ موافقت کرے نفل اور ثواب جماعت حاصل کرنے کے لیے
مگر جو شخص فجر اور عصر اور مغرب کی نماز ایک بار پڑھ چکا ہو وہ نکلے ہر حال میں گو اقامت شروع
ہو جاوے اور اگر تشہد کے ملنے پر ظن غالب ہو تو مسجد کے باہر سنت کو ادا کرے وگر
نہ ملنے پر ظن غالب ہو تو سنت کو ترک کرے وگر مسجد کے باہر مکان نہ ہو تو بھی سنت کو ترک
کرے اسلیے کہ مکروہ کا نہ کرنا سنت کے کرنے پر مقدم ہے یعنی سنتوں کو جماعت کے بیچ میں پڑھنا
مکروہ ہے اور ادائے سنت سنتوں میں فعل مکروہ کو نہ کرنا مقدم ہے اور یہ جو کہا گیا ہے کہ اول
سنتوں کو شروع کرے پھر فرضوں کے لیے تکبیر کہے یا سنت کو شروع کر کے توڑے
یہ دونوں قول رد کیے گئے ہیں اور اصل سنت کی قضا نہیں ہے تنہا نہ فرض کے ساتھ لیکن
آفتاب نکلنے کے بعد زوال سے قبل فرض کے ساتھ صرف صبح کی سنت پڑھ لے

اسکے بعد نہ پڑھے صحیح تر قول میں اور اگر تنہا سنت فجر فوت ہوئی تو نہ قضا کرے قبل طلوع
آفتاب کے بالاجماع لیکن بعد طلوع آفتاب کے زوال آفتاب تک قضا کر لینا بہتر ہے یہ اتفاقی ہے
اور جب نمازی نے خوف ہو فوت وقت سے تو نفل پڑھے جسقدر چاہے فرض سے پہلے
اور اگر فوت وقت کا خوف ہو تو نفل پڑھنی حرام ہے اور پڑھے سنتوں کو ہر حال میں اگرچہ
جماعت فوت ہو جانے کے بعد فرض تنہا پڑھے اور اگر فرض ظہر کے قبل کی چار رکعت
سنت فوت ہو جائے تو اسی وقت میں فرض کے بعد کی دو رکعت سنت کے قبل اور
اسی کا فتویٰ ہے اور چاہے اسکے بعد پڑھ لے اور اگر کسی نے رکوع میں اقتدا کی لیکن
رکوع نہ کیا یہاں تک کہ امام نے سر اپنا اٹھا لیا تو مقتدی مذکور نے اس رکعت کو نہیں پایا
پس وہ مسبوق ہوگا یعنی اس رکعت کو امام کے فارغ ہونے کے بعد پڑھے بخلاف اس
صورت کے کہ امام کے ساتھ قیام میں شریک ہوا لیکن اسکے ساتھ رکوع نہ کیا تو مقتدی
مذکور اس رکعت کے حق میں لاحق ہوگا پس اس رکوع کو امام کے فارغ ہونے سے پہلے
ادا کرے کہ امام کی متابعت کرے اگرچہ امام سجدوں میں ہو گو سجدہ نہ کرنے سے نماز نہ ہوگی
پھر اگر مقتدی نے رکوع نہ پایا اور امام کی متابعت سجدوں میں کی مگر جب امام نے سلام
پھیرا تو اس نے اسکے ایک رکعت پڑھ لی تو نماز اسکی پوری ہے اور اگر مقتدی نے رکوع کیا امام سے
پیشتر پھر امام نے اسکو رکوع میں جا لیا تو مقتدی کا رکوع درست ہوگا لیکن امام کے قبل
رکوع کرنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر رکوع سے مقتدی کے سر اٹھانے کے بعد امام نے رکوع کیا
یا مقتدی نے اسوقت رکوع کیا کہ ہنوز امام قرأت واجب نہ پڑھ چکا تھا تو رکوع مذکور مقتدی کو
کافی نہ ہوگا دوبارہ رکوع کرے گو اگر نہ کریگا تو نماز باطل ہو جائیگی اور اگر مقتدی نے
دو سجدے کیے اور امام نے ابھی ایک ہی سجدہ کیا ہے تو مقتدی کا دوسرا سجدہ معتبر نہیں پھر

سجدہ کرنے والا نماز توڑ جائیگی باب احکام قضا پڑھنے نماز فائتہ کے
فائتہ فرائض کی قضا فرض اور واجب کی واجب اور سنت کی سنت ہے اور ادا ہو یا قضا
فرض فائتہ اور فرض وقتیہ میں اور فرض و وتر میں ترتیب لازم ہے یعنی جو پہلے فوت ہوئی ہو
اسے پہلے پڑھے اور جو پیچھے فوت ہوئی اسکو پیچھے پڑھے اگر تقدیم و تاخیر یاد نہ ہو تو ایک دم
تحری یعنی فکر کرے جو پہلے ٹھہرے اسے پہلے پڑھے اگر کچھ نہ ٹھہرے تو جسکو چاہے
پہلے پڑھے لیکن جسکو پہلے پڑھا ہو دوسری نماز کے بعد اسکو پھر پڑھے تو ان تین نماز میں سے
دو فرض ہونگی رعایت ترتیب کے ساتھ اور ایک نفل لیکن فرض اور نفل فائتہ میں
ترتیب لازم نہیں اور ترتیب تین چیزوں سے ساقط ہو جاتی ہے اول اصل وقت نماز تنگ
ہونے سے اور وقت کی تنگی سے ترتیب ساقط ہونے کے بعد اگر وقت باقی ہے تو ترتیب
عود کریگی اگر وقت باقی نہو تو عود نہ کریگی پس اگر ممکن ہو ادا کرنا نماز ظہر فائتہ کا قبل
متغیر ہونے آفتاب کے تو نماز عصر بالکل یا بعض حالت تغیر میں واقع ہو تو ترتیب ساقط
نہوگی اور اگر یہ ممکن ہو ادا کرنا دونوں نمازوں کا قبل غروب آفتاب کے لیکن ممکن نہو
فارغ ہونا ظہر سے قبل متغیر ہونے آفتاب کے تو ترتیب ساقط ہو جائیگی اسوقت نماز
عصر پڑھے اور بعد غروب آفتاب کے نماز ظہر ادا کرے دوم ترتیب ساقط ہو جاتی ہے بھول
جانے سے اور بھولنے والے میں لاحق کیا گیا ہے وہ شخص جو ترتیب کے فرض ہونے سے
جاہل ہو اور ظن معتبر بھی جہالت کی قسم ہے تو یہ بھی نسیان میں داخل ہوا اور اگر
بھول کے نماز پڑھ لینے کے بعد نماز فائتہ یاد ہوئی تو ترتیب عود نہ کریگی اور اگر نماز
وقتی سے فارغ ہونے سے پیشتر یاد ہوئی تو عود کریگی سوم وتر کے سوا چھ فرض وقتی
از راہ نسیان کے فوت ہو جانے سے صحیح تر قول کے بموجب اگرچہ متفرق فوت ہوئی ہوں

اور فائتہ قدیم ہوں یا جدید مذہب معتمد پر اور یہی صحیح تر اور اسی پر فتوی ہے تو جب چھٹی نماز کا وقت
نکل جانے کے ساتھ ترتیب ساقط ہو جاتی ہے پس ان چھ نماز فائتہ کو جب تک سب
قضا نہ کریگا ترتیب لازم نہو گی اور اگر ترتیب کو ترک کیا یعنی کسی شخص نے کوئی نماز
مثلاً نماز فجر نہ پڑھی اسکے بعد پانچ نمازیں یعنی دوسرے دن کی فجر تک پڑھیں دران حالیکہ
نماز فجر فائتہ یاد ہے تو ان نمازوں کا وصف یعنی فرض ہونا موقوف رہیگا پس اگر
دوسری نماز فجر کے وقت میں بعد نماز یا قبل نماز کے آفتاب نکلنے سے پیشتر نماز فجر
فائتہ کو قضا کریگا تو ان پانچوں نمازوں کا وصف جاتا رہیگا یعنی نفل ہو جائینگی ور اگر آفتاب
نکلنے کے بعد قضا کریگا تو صحیح ہو جائینگی اور اگر کوئی شخص مر جاوے اور اسکے ذمہ نمازیں
فائتہ ہوں اور وصیت کرے کفارہ دینے کی تو دیا جاوے ہر نماز کے لیے آدھا صاع گیہوں
یا دوسری چیز مانند فطرے کے اور وصیت کرنی اس شخص کو لازم ہو گی جو قادر تھا فائتہ کے
ادا پر اور ادا نکی اور ایسا ہی حکم ہے ہر وتر کا اور یہ کفارہ میت کے مال کی تہائی سے دیا جاوے
اور اگر میت نے کچھ مال نہ چھوڑا یا اسقدر نہو کہ سب کفارون کو کافی ہو تو میت کے
وارث یہ تدبیر کریں کہ نصف صاع گیہوں مثلاً قرض لیں اور اسے فقیر کو حوالہ کریں پھر
فقیر وہ گیہوں وارث کو ہبہ کرے اور وارث پھر فقیر کو دیوے اسی طرح اتنی بار دادوستد ہو
کہ کفارہ تمام ہو جاوے ف اور اہل ہند تمام عمر کے کفارون کی قیمت کے عوض میں ایک
قرآن مجید کہ بے بہا ہے دیتے ہیں اور اگر نمازیں فائتہ کو میت کے وارثوں نے اسکے حکم سے
قضا پڑھا تو اس سے ساقط نہو نگی اور اسی طرح روزہ اور ایک فقیر کو نصف صاع سے کم دینا
جائز نہیں لیکن زیادہ جتنی کہ اسے دینا جائز ہے بخلاف کفارہ قسم اور ظہار اور افطار کے اور
مرض موت میں اپنی نماز کا فدیہ دینا صحیح نہو گا اور اگر مرض موت میں اپنے روزہ کا فدیہ دیا ہو

تو درست ہے لیکن بعد مدت کے اسکے دینے کی صحت ثابت ہوگی اور نماز فائتہ کی قضا کرنا بھی و
واجب ہو اور بہت سی نمازین فائتہ ہونے سے ترتیب ساقط ہوجاتی ہے انکو اگر زن و فرزند کے لیے
کمانے کی وجہ سے یا اور کسی حاجت کے باعث تاخیر کرے تو جائز ہے صحیح تر قول سے کہ جب
لیکن جب اپنے کام سے جسقدر فرصت ملا کرے اسی قدر قضا پڑھلیا کرے یہان تک
کہ تمام ہوجاوے اور نماز سے خارج سجدہ تلاوت کا اور نذر مطلق اور شہر رمضان کی قضا
وسعت دی گئی ہے یعنی ان تینون کو جب چاہے ادا کرے اور نذر معین کو اسی وقت مین
ادا کرنا واجب ہے اور نماز اور روزہ اور زکوۃ وغیرہ احکام شرعیہ کے نہ جاننے سے معذور
کہا جاویگا وہ حربی کہ مسلمان ہوا دار الحرب مین اور ٹھہرا رہا پس اس مدت قیام کی قضا
نہوگی جیسے نہ قضا کرے مسلمان انکو جو زمانہ ردت مین فوت ہوئی ہون اور حالت اسلام مین
قضا ہے اسکی جو مرتد ہونے کے قبل فوت ہوئی ہے اور لازم ہوگا مسلمان کو دوبارہ پڑھنا
اس فرض کا جسکو ادا کیا اور اسکے بعد مرتد ہوگیا پھر اسی فرض کے وقت مین مسلمان ہوا
اور اگر ایک لڑکے کو احتلام ہوا نماز عشا پڑھنے کے بعد اور سو جاتا وقت فجر مین تو اسکو نماز
عشا قضا پڑھنی لازم ہے اور حالت مرض مین تیمم اور اشارہ سے پڑھنا جائز ہے ان نمازون کا
جو فوت ہوئی تھین حالت صحت مین اور پھر حالت تندرستی مین انکو دوبارہ نہ پڑھے
اور ظاہر ا نماز قضا کا اعلان کرکے پڑھنا مکروہ تحریمی ہے باب سجدہ سہو اگر

کسی شخص نے سہو سے پہلے رکن نماز پر دوسرے رکن کو مقدم کیا مثلاً قرآن کی قرأت
واجبہ کے قبل رکوع کیا پس عود نہ کرے اور قبل سجود کے قیام کی طرف قرأت کے لیے
عود کرنا بھی جائز ہے یا کسی رکن نماز مین تاخیر کی بقدر ایک رکن کے چپ رہکے یا ذکر
مشروع پر کوئی ذکر زیادہ کرے مثلاً دیر کی اُٹھنے مین تیسری رکعت کے لیے بسبب
بڑھا دینے کے التحیات پر اللھم صلی علی محمد لیکن قول مرجح یہ کہ جب تک وعلی آل محمد نہ کہیگا
سجدہ واجب نہوگا یا کسی رکن نماز کو مکرر کیا مثلاً پیہم دو رکوع کیے یا نماز کے واجب اصلی کو
سہواً تغیر کیا مثلاً امام نے پست آواز سے قرأت کرنے کے مقام مین آواز بلند کی یا بلند
آواز سے قرأت کرنے کے مقام مین آواز پست کی تو اسپر سجدہ سہو واجب ہوتا ہے لیکن
منفرد پر سجدہ سہو واجب ہونا لائق ہے صرف پست آواز سے قرأت کرنے کے مقام مین
بلند آواز کرنے سے اسی کی تصحیح ہوئی اور صحیح تر تعیین کرنا جہر واخفا کا ہے اُسقدر کہ جائز ہو
اُس سے نماز دونون مسئلون جہر واخفا مین کیونکہ کمتر سے تو بچنا ممکن نہین یا واجب
اصلی کو ترک کیا مثلاً قعدۂ اولی کو یا واجب اصلی کی ادا مین سہواً تاخیر کی مثلاً دیر کے بعد
سلام یاد آیا تو واجب ہوتے ہین نمازی پر دو سجدہ سہو کے اپنے داہنی طرف فقط ایک سلام کے
بعد اور یہی صحیح تر ہے اور سجدہ سہو کرنا قبل سلام کے جائز لیکن مکروہ تنزیہی ہے اور اگر سجدہ
صلبی یعنی سجدہ نماز بھولا ہوا قعدۂ اخیرہ کے بعد یاد آیا تو قعدۂ اخیرہ کو بیکار کر دیتا ہے پس وہ
سجدہ ادا کرکے پھر قعدہ کرے اور اسی طرح سجدہ تلاوت کا ہے قول مختار پر بخلاف سجدہ سہو کے
کہ وہ قعدۂ اخیرہ کو نہین اُٹھا سکتا اور مختار یہ کہ سجدہ سہو کے بعد کے قعدہ مین درود پڑھے
اور دعا اور قول غیر مختار یہ کہ دونون قعدون مین پڑھے احتیاطاً اور سجدہ سہو کرے
جبکہ وقت نماز کی صلاحیت رکھتا ہو پس اگر آفتاب نکل آوے نماز فجر مین بعد

سلام کے یا آفتاب سرخ ہو جائے بعد سلام کے نماز قضا مین یا نماز ہی سے پائی جائے
وہ حرکت جو قطع کرے بنا نماز کو تو سجدہ سہو ساقط ہو جائیگا اگر اسی روز کی نماز عصر
ادا کرنے مین یہ کیفیت واقع ہو تو سجدہ سہو ساقط نہو گا اور ایک نماز مین چند سہو
ہونے سے بھی دو سجدے کفایت ہین اور اگر مقتدی کو سہو لاحق ہو تو بدون سجدہ امام کے
سجدہ سہو نہ کرے مگر کسی نے ایک سجدہ سہو کے بعد اقتدا کی تو ایک ہی سجدہ کرے دیگر
دونون سجدون کے بعد اقتدا کی تو ایک سجدہ بھی نہ کرے اور مسبوق سجدہ کرے اپنے
امام کے ساتھ ہر حال مین یعنی خواہ مسبوق کی اقتدا سے پہلے امام کو سہو ہوا ہو یا بعد
اقتدا کے پھر مسبوق سجدہ سہو کے بعد اپنی باقی نماز پڑھے اور اگر اس باقی مین
سہو ہو جائے تو دوبارہ سجدہ کرے اگر پہلے امام کے ساتھ سجدہ نہ کیا اور اپنی نماز کے
آخر مین کر لیا گو اسکو باقی نماز مین سہو ہوا ہو یا نہین تو کافی ہوگا اور اسی طرح لاحق پر
سجدہ واجب ہے اسکے امام کے سہو سے مگر وہ سجدہ کرے اپنی نماز کے آخر مین اور اگر
لاحق نے سجدہ کیا اپنے امام کے ساتھ تو دوبارہ سجدہ کرے اور مقیم مسافر کے پیچھے مثل
مسبوق کے ہے یعنی اسکے ساتھ سجدہ کرے اور اگر بھول گیا نمازی قعدہ اولی نماز نفل کا
اور کھڑا ہو گیا تو بیٹھ جائے جب تک اس قیام کا سجدہ نہ کر چکا ہو اور اگر نماز فرض اور واجب کا
قعدۂ اولی بھول گیا اور اٹھنے لگا پھر قعدہ کو یاد کیا پس اگر قعدہ سے قریب تر ہے یعنی نیچے کا
آدھا جسم سیدھا کھڑا نہین ہوا یہی ظاہر مذہب و صحیح تر ہے تو بیٹھ جانا واجب ہے اور اسپر
سجدہ سہو نہین یہی صحیح تر ہے اور اگر نیچے کے آدھے جسم سے سیدھا کھڑا ہو گیا ہو تو اب
نہ بیٹھے اور سجدہ سہو کرے و گر قعدہ کی طرف عود کریگا تو گو نماز مین فساد نہ آویگا مگر گنہگار ہوگا
اور سجدۂ سہو واجب ہوگا یہی قول اشبہ بحق زیادہ ہے چنانچہ تحقیق کیا ہے اسکو کمال الدین نے

اور یہی حق ہے اور یہ تفصیل امام و منفرد کے لیے ہے لیکن اگر امام دو رکعتون کے بعد بیٹھ گیا
اور ایک مقتدی بھول کے سیدھا کھڑا ہو گیا تو لازم ہے کہ بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اگرچہ
امام کے ساتھ تیسری رکعت کے نہ ملنے کا خوف ہو اور اگر بھول گیا نمازی قعدۂ اخیرہ کو
اور کھڑا ہو گیا زائد رکعت کے لیے تو عود کرے جب تک کہ رکعت زائد کا سجدہ نہ کر چکا ہو
اور سجدۂ سہو کرے اور اگر اُس رکعت کا سجدہ کر چکا عمداً ہو یا سہواً تو ہو جائیگا فرض اُسکا
نفل وقت اٹھانے اُسکی پیشانی کے سجدہ سے اسی پر فتویٰ ہے اور ایک اور رکعت ملا لے
اگرچہ نماز عصر اور فجر مین ہو اگر چاہے اور سجدۂ سہو نہ کرے صحیح تر قول کے بموجب اور نماز
مغرب مین نہ ملائے اور اگر نمازی بیٹھا آخر رکعت مین بمقدار التحیات الخ کے پھر کھڑا ہو گیا
تو بیٹھ جائے اور سلام پھیرے کو کھڑا ہوا سلام پھیرنا بھی صحیح ہے اور اگر امام کھڑا ہو گیا
تو صحیح تر یہ کہ مقتدی امام کا انتظار کرین پس اگر وہ بیٹھ جائے تو اُسکی متابعت کرین اور
اگر امام سجدہ کرے رکعت زائد کے لیے تو مقتدی سلام پھیر دین کیونکہ فرض تمام ہو گیا
اور امام مذکور چھٹی رکعت ملائے اگرچہ نماز عصر ہو اور ملادے پانچوین رکعت مغرب مین
اور چوتھی رکعت نماز فجر مین اسی کا فتویٰ ہے تاکہ دو رکعتین نفل ہو جائین اور ملانا
مؤکد زیادہ ہے و گرنہ ملائے بلکہ ایک ہی رکعت پر قطع کر دے تو اُسپر قضا لازم نہوگی
اور دونون صورتون مین سجدۂ سہو کرے اور یہ دونون رکعتین زائد قائم مقام سنت مؤکدہ
فرضون کے بعد کی نہونگی صحیح تر قول مین اور اگر نمازی اقتدا کرے پیچھے امام کے
اُن دونون زائد رکعتون مین تو وہ بھی چھ رکعت پڑھے اور اگر مقتدی اِن دونون رکعتون کو
توڑ دے تو صرف انھین دونون کی قضا کرے اسی پر فتویٰ ہے اگر امام قعدۂ اخیرہ مین بیٹھا تھا
ورنہ چھ رکعت قضا کرے اور اگر ترک کیا قعدۂ اولیٰ کو نفل مین سہو سے تو سجدۂ سہو کرے

اور نماز فاسد نہو گی اور ہم لکھ آئے ہین کہ نمازی عود کرے قعدہ کی طرف جب تک
تیسری رکعت نفل کو سجدہ سے مقید نہ کیا ہو اور اُس نمازی کا سلام پھیر دینا جسپر
سجدہ سہو ہے اُسکو نماز سے باہر کر دیتا ہے مگر ملتوی طور پر یعنی اگر اب سجدہ کریگا تو
نماز مین پھر عود کر آئیگا وگر سجدہ نہ کریگا تو عود نہ کریگا اور اگر نمازی سجدہ سہو یا صلبی
یعنی نماز کا بھولا ہوا سجدہ یا سجدہ تلاوت کو یا دونون کو یا تینون کو بھول گیا تو جب
یاد آئین اور مسجد کے اندر ہو تو اُسپر اُسکا ادا کرنا لازم ہوگا اگرچہ قبلہ سے پھر جا لے اور
اگر صحرا مین ہو پس اگر یاد کیا قبل اسکے کہ تجاوز کر جائے صفون سے پیچھے یا داہنے
یا بائین تو عود کرے طرف قضا سے اُس چیز کے جو اُسپر ہے اور اگر چلا آگے اپنے پس صحیح تر
موضع اُسکے سجود کا ہے یا سترہ کا اگر ہو پس اس بنا پر اگر کسی شخص نے قعدہ اخیرہ کے
بعد سلام پھیرا اور اُسپر سجدہ سہو ہے تو اب کوئی شخص اگر اُسکو نماز مین سمجھکر اقتدا
کریگا تو صحیح ہوگا بشرطیکہ بعد اقتدا کے امام سجدہ سہو کرے وگرنہ کریگا تو اقتدا درست
نہوگا اور اگر بعد سلام کے سجدہ سہو سے پیشتر نمازی نے قہقہہ کیا یا مسافر نے
اُسوقت اقامت کی نیت کی تو صحیح یہ ہے کہ نمازی کا وضو باطل ہوگا اور اُسکی نماز
نہ بدلیگی اُسکے بعد سجدہ سہو کرے یا نہ کرے لیکن اس قہقہہ سے نماز سے بالکل
خارج ہو گیا اور سجدہ سہو اُسپر سے ساقط ہو گیا اور اگر ظہر کے پڑھنے والے نے مثلاً
دو رکعتون پر نماز کے پورا ہونے کے وہم سے سلام پھیرا تو نماز باطل نہو گی چار رکعت
پوری کرے اور سجدہ سہو کرے بخلاف اُس صورت کے کہ سلام پھیرا اس گمان پر کہ
ظہر کی فرض دو رکعتین ہین اس طرح کہ خیال کر لیا کہ مین مسافر ہون یا یہ کہ نماز جمعہ ہے
یا نو مسلم نے گمان کیا کہ ظہر کی فرض دو ہی رکعتین ہین یا نماز عشا مین مشغول تھا

اُسکو تراویح کا گمان کر کے سلام پھیر دیا یا سلام پھیرا اُس حال مین کہ اُسکو یاد ہے کہ ابھی
ایک رکن باقی ہے ان سب صورتون مین نماز باطل ہو جاتی ہے اور معتمد کتابون مین اسی
قول پر یقین کیا ہے اور جس نماز مین جماعت کثیر ہو اُسمین سجدہ سہو کا ترک اولی ہے
تاکہ لوگ تشویش مین نہ پڑ جائین اور اسی پر یقین کیا گیا اور بخاری اور مسلم نے روایت کی
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوا اسکے نہین کہ مین آدمی ہون مانند تمھارے
بھولتا ہون جیسے تم بھولتے ہو پس جسوقت بھولون مین پس یاد دلاؤ مجھکو الخ بلاغ المبین مین
فصل سجدہ سہو کے بیان مین فقط لیکن سہو و نسیان ہونا انبیا پر اُسمین جو متعلق ساتھ
رسالت اور پہونچانے احکام کے ہے جائز نہین اور اسکے سواے افعال مین جائز ہے
تکمیل الایمان ذکر مین نبوت مریم و آسیہ وغیرہ کے اور اگر نماز مین شک ہوا کہ کر رکعتین
پڑھین ہین پس اگر اول بار شک ہوا اور اسی قول پہ ہین اکثر مشایخ تو نماز قطع کر دے
اور بیٹھ کے سلام سے قطع کرنا اولی ہے اور سر نو سے پڑھے وگر اکثر شک ہو جایا کرتا ہو
تو ظن غالب پر عمل کرے وگر غلبہ ظن کا حاصل نہو تو کم کو اختیار کرے اور ہر رکعت مین
قعدہ کر کے تمام کرے اور اگر شک کرنے والا سوچنے کی حالت مین بقدر اداے رکن کے
مشغول ذکر مین نہ رہا یا اداے رکن سے باز رہا تو سجدہ سہو واجب ہے اور اس سے کم
فکر کرنے مین سجدہ سہو نہین اور خارج نماز مین شک کا اعتبار نہین مگر یہ صورتین مستثنی ہین
اور اگر خبر دی نمازی کو ایک شخص عدل یعنی سچے آدمی نے کہ اُسنے چار رکعتین نہین
پڑھین اور اُسنے شک کیا خبر دینے والے کے سچے اور جھوٹھے ہونے مین تو اُس نماز کو
سر نو سے پڑھے احتیاطاً اور اگر نمازی کو اپنے پورے پڑھنے کا یقین ہو تو خبر دینے والے کے
قول پر لحاظ نہ کرے اور اگر اختلاف کیا امام اور مقتدیون نے پس اگر امام کو یقین

اپنے صحیح پڑھنے کا ہو تو سر نو سے نہ پڑھے لیکن قوم سر نو سے پڑھے و اگر یقین نہو تو مقتدیون کے کہنے کے بموجب نماز سر نو سے پڑھے اور اگر شک کیا کہ شروع کی تکبیر کہی ہے یا نہین خواہ یہ شک کیا کہ حدث ہوا ہے یا نہین خواہ یہ شک کیا کہ کپڑے پر نجاست لگی ہے یا نہین خواہ یہ شک کیا کہ مسح اپنے سر کا کیا ہے یا نہین تو اگر یہ شک اول مرتبہ ہے تو اول صورت مین نماز سر نو سے پڑھے اور دوسری مین وضو کرے اور تیسری مین نجاست کو دھو کے پاک کرے اور چوتھی مین مسح کرے اور اگر اول مرتبہ نہو تو اس شک کا اعتبار نہین اور یہ حکم اثنا وضو یا نماز مین شک ہونے کا ہے اور بعد فراغ کے شک کا اعتبار نہین باب نماز بیمار کے احکام مین جس شخص کو کھڑا ہونا دشوار ہو بسبب اُس عذر کے جس سے نماز بیٹھ کے پڑھنی درست ہو اور وہ یہ ہے کہ نمازی کو کھڑے ہونے سے ضرر پہونچے اسی پر فتوی ہے یا خوف کرے بیماری کے بڑھ جانے کا یا دیر کر اچھا ہونے کا یا دوران سر ہو یا قیام سے بہت درد ہو یا خوف ہو کہ اگر نماز کھڑا ہو کے پڑھیگا تو پیشاب جاری ہو جائیگا یا روزہ رکھنا دشوار ہو جائیگا تو وہ شخص بیٹھ کے نماز پڑھے اگرچہ تکیہ پر یا کسی آدمی پر سہارا دیکے بیٹھے کیونکہ یہ بیٹھنا اسپر لازم ہے قول مختار کے بموجب اور اگر بطور قعدہ تشہد کے بیٹھ سکے تو اسی طرح بیٹھنا بہتر ہے ورنہ جو وضع اُسکو سہل معلوم ہو اُسی طرح بیٹھے لیکن تشہد پڑھنے کی حالت مین بطور قعدہ تشہد کے بیٹھے اور نماز پڑھے بیٹھ کے رکوع اور سجدہ سے یعنی اشارہ سے نہ پڑھے اسلیے کہ جن ارکان کو کامل ادا کر سکتا ہے اُنکو ناقص کرنا نہ چاہیے بدون ضرورت کے اور جس شخص کو تھوڑے سے قیام پر قدرت ہے وہ تھوڑی دیر کھڑے ہو کے کرے اور جسقدر قرات کھڑا ہو کے پڑھ سکے اُسقدر پڑھے

پھر بیٹھ جاوے اگر کھڑا نہ رہ سکے یہی مذہب صحیح ہے اور اگر بے سہارے کھڑا ہونے سے
عاجز ہو تو سہارے سے کھڑا ہو ورنہ اُسکی نماز کافی نہو گی اور اگر سجدہ نہو سکے تو اشارہ
کرے بیٹھکے اور بیٹھ کے اشارہ سے پڑھنا افضل ہے کھڑے ہو کے اشارہ کرنے سے
اور اپنے سجدہ کو زیادہ پست کرے بہ نسبت رکوع کے کہ بدون اسکے سجدہ جائز نہو گا
اور سجدہ کے لیے کوئی چیز اُٹھانا یا لیے رہنا مکروہ تحریمی ہے لیکن اگر وہ زمین پر رکھی ہو تو
مکروہ نہیں اور اگر سجدہ کے لیے کوئی چیز اُٹھا کے سر کو لگا لے بالکل نہ جھکے یا جھکے مگر رکوع سے
کم یا اُسکے برابر تو سجدہ جائز نہو گا اور اگر نمازی کو بیٹھنا دشوار ہو تو چت لیٹ کے
اشارہ کرنا افضل ہے قول معتمد کے بموجب اور دونوں پاؤں قبلہ کی جانب کرے اور
زانوؤں کو کھڑا کر لے اور سر اپنا تھوڑا سا اُٹھا دے تا کہ اُسکا چہرہ قبلہ کی طرف ہو جائے
یا لیٹے بائیں یا داہنی کروٹ پر اور منہ کرے قبلہ کی طرف اور جب ارکان نماز عاجزی کے
باعث سے ساقط ہو جاتے ہیں تو شرائط بطریق اولی ساقط ہو جائینگے یا ان وقت ساقط
نہیں ہوتا اور اعادہ نہ کرے اُن نمازوں کا جو ارکان یا شرائط کے ساقط ہو جانے سے
پڑھے اور اگر اشارہ سر سے بھی دشوار ہو جائے اور مرض دن رات سے زیادہ رہا پس
اُسکو ہوش رہا ہو یا نہ نماز حالت مرض کی قضا نہیں اور اسی پر فتوی ہے اور اگر ایک دن رات
مرض رہا عقل کے ساتھ تو اُسکی قضا کرے اگر صحت پاوے پس اگر اسقدر زمانہ کی
حالت مرض میں نہ قادر ہوا نماز کا اشارہ سر سے بھی کرنے پر اور مر جاوے تو قضا لازم نہیں
حتی کہ وصیت بھی لازم نہیں اور اگر مرض دن رات سے کم رہا اور عقل نہ رہی تو قضا لازم نہیں
اور جس مریض کو یاد نہ رہتا ہو رکعتوں اور سجدوں کا شمار بسبب لاحق ہونے اونگھ کے
تو اُسپر ادا نماز لازم نہیں و گر دوسرے شخص کے سکھلانے سے ادا کریگا تو چاہیے

کہ کافی ہو اور اگر نمازی کو نماز مین مرض لاحق ہو تو تمام کرے اُن افعال سے جنپر قادر ہو
قول معتمد کے بموجب اور اشارہ نہ کرے اپنی آنکھ اور دل اور ابرو سے اور اگر بیٹھے ہوے
رکوع و سجود سے نماز پڑھنے کی حالت مین قیام پر قادر ہو جائے تو کھڑے ہو کے وہی نماز
تمام کرے وگر اشارہ سے ادا کرنے کی حالت مین رکوع و سجود پر قادر ہو جائے تو سر نو سے
پڑھے بنا نہ کرے مگر اُس صورت مین کہ رکوع اور سجود کے لیے اشارہ کرنے سے پیشتر
تندرست ہو گیا ہو اسی طرح اگر اشارہ کرتا ہو لیٹا ہوا پھر قادر ہو جائے بیٹھنے پر و رنہ قادر
رکوع و سجود پر تو وہ سر نو سے پڑھے قول مختار کے بموجب اور نفل پڑھنے والے کو جائز ہے
سہارا دینا کسی چیز پر مثل عصا یا دیوار کے بدون کراہت کے اگر تھک گیا ہو اور
بدون تھکنے کے سہارا دینا مکروہ تنزیہی ہے اور اگر کشتی زمین پر ٹھہری ہو تو فرض و
واجب و سنت فجر اُسپر درست ہو گی کہ اُسکا حکم مثل زمین کے ہے صحیح تر قول مین وگر
ٹھہری نہو اور نمازی کنارہ پر اُتر سکتا ہے تو نماز مذکورہ اُسپر درست نہو نگی نیچے
اُتر کے پڑھے کیونکہ اُسوقت مین اُسکا حکم سواری کے جانور کا سا ہے وگر اُترنا ممکن نہو
تو اگرچہ اُسپر بیٹھکے بھی پڑھنا جائز ہے لیکن کھڑے ہو کے پڑھنا افضل ہے اور لازم ہے
قبلہ رخ ہونا تحریمہ کے وقت اور جبکہ کشتی گھوم جایا کرے اور اگر قبلہ رخ ہونا ممکن نہو
تو نماز مین تاخیر کرے جبکہ فوت ہونے کا خوف ہو تو ظاہر ہے کہ شخص عاجز کا قبلہ وہی ہے
جس طرف وہ قادر ہو اور اگر امام ہو ایک قوم کا دو کشتیون بندھی ہوئی مین تو صحیح ہے
وگر پاس پاس نہ بندھی ہون تو صحیح نہین اور اگر کسی کو جنون یا بیہوشی ہوئی اور
ابی یوسف کے نزدیک اسی حالت مین بقدر ایک دن رات کے زمانہ گذر گیا اور امام
محمد کے نزدیک اور صحیح تر یہ کہ چھٹی نماز کا وقت اسی حالت مین گذر گیا تو نماز فائتہ کی

قضا لازم نہیں و گر اس مدت میں اُسکو افاقہ ہوتا ہو اور افاقہ کا وقت معین ہو مثلاً صبح کے وقت تو قضا پڑھے اور اگر زائل ہوئی عقل نمازی کی بوٹی یا شراب یا کسی دوا سے تو اُسکو قضا پڑھنا بے عقلی کے وقت کی نمازوں کا لازم ہو اگرچہ مدت بیہوشی بہت ہو اسلیے کہ یہ بیہوشی خود بندہ کے فعل سے ہے مثل سو رہنے کے اور اگر قادر ہو اُٹھ دیتا آدمی نماز پڑھنے پر اشارہ سے بدون عمل کثیر کے اس طرح کہ کوئی چیز سہارے کو لگی ہو یا پیر نا خوب جانتا ہو تو اُسکو ادا پڑھنا لازم ہے و گر بدون عمل کثیر کے نہ پڑھ سکے تو ادا لازم نہیں قضا لازم ہے اور اگر طبیب حاذق مسلمان نے چت لیٹے رہنے کا نمازی کو حکم کیا بسبب پانی نکالنے کے اُسکی آنکھ سے تو وہ نماز اشارہ سے پڑھے اسلیے کہ جیسے جان کا بچانا فرض ہو ویسے ہی اعضا کا بچانا فرض ہے **باب سجدہ تلاوت** سبب سجدہ تلاوت کے تین ہیں اول تلاوت اگرچہ سماع نہ پایا جائے مثلاً بہرے آدمی کا پڑھنا دوم سُننا آیہ سجدہ کا اگرچہ فارسی میں ہو اور یہ شرط پڑھنے والے اور مقتدی کے سوا دوسرے شخص کے لیے ہے وگر اُسکو خبر نہو کہ یہ آیہ سجدہ ہے تو وہ معذور ہے سوم مقتدی ہونا اُس شخص کے پیچھے جو آیہ سجدہ پڑھے کہ اقتدا کرنا بھی شرط ہے سجدہ کے واجب ہونے کی اگرچہ مقتدی نہ سُنے اور اگرچہ موجود نہو آیہ سجدہ کو پڑھنے کے وقت اور اگر مقتدی آیہ سجدہ کو پڑھے تو سجدہ نہ کرے وہ خود نہ اُسکے ساتھی مقتدی نہ اُسکا امام لیکن جو شخص نماز نہ پڑھتا ہو یا دوسری نماز پڑھتا ہو اکیلا خواہ امام وہ سجدہ کرے اور نماز کے شرائط اس سجدہ کے بھی ہیں لیکن اُسکے لیے جدا تحریمہ کرنا اور یہ نیت کہ فلان آیہ کا سجدہ ہے شرط نہیں مگر یہ نیت کہ یہ سجدہ تلاوت کا ہے شرط ہے اور یوں نیت کرے سجدہ تلاوت کی اور سجدہ شکر کی

نَوَیْتُ اَنْ اَسْجُدَ سَجْدَۃَ التِّلَاوَۃِ اَوْ سَجْدَۃَ الشُّکْرِ لِلّٰہِ تَعَالٰی سجدہ کرتا ہوں میں
واسطے اللہ تعالی کے سجدہ تلاوت کا یا سجدہ شکر کا اور سجدۂ تلاوت کی مفسد ہو وہ چیز
جو نماز کی مفسد ہے لیکن عورت کا محاذی ہونا مفسد نہین اور اُس سجدہ کے اندر قہقہہ سے
وضو نہین جاتا اور رکن اُسکا سجدہ کرنا ہے یا بدل اُسکا مثلاً رکوع کرنا نماز پڑھنے والے کا
اور اشارہ بیمار کا اور سوار کا اگر حالت سواری مین شہر کے باہر سجدہ واجب ہوا ہو
گو بیچ مین وتر پڑا ہو اور سجدۂ تلاوت ایک سجدہ ہے درمیان دو تکبیرون مسنون کے اور
اگر امام ہو تو پکار کے کہے یعنی ایک بار اللہ اکبر کہے سجدہ مین جانے کے وقت اور
دوسری بار کہے سر اٹھانے کے وقت اور درمیان دو قیام مستحب ہے یعنی کھڑے ہو کے
سجدہ مین جانا اور بعد سجدہ کے کھڑا ہو جانا مستحب ہے بدون ہاتھ اٹھانے کے تکبیر
کہنے کے وقت اور بدون تشہد اور سلام کے اور قیام ثانی کی روایت کو اکیلے
صاحب ظہیریہ نے ذکر کیا ہے اور سجدۂ تلاوت مین تسبیح سجدہ کی کہے صحیح تر قول مین
وگر نفل ہو یا نماز مین نہو تو چاہے تسبیح سجدہ کی یعنی سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے
یا ادعیۂ ماثورہ مین سے جسے چاہے پڑھے اور سجدۂ تلاوت اُس شخص پر واجب ہوتا ہے
جو نماز کے واجب ہونے کا اہل ہو ادا کرنے کے اعتبار سے یعنی اُسی وقت اہل ہو
یا اہل ہو قضا کے اعتبار سے یعنی اُسوقت نا اہل ہو دوسرے وقت ہو مثلاً جنب اور
متوالا اور سونے والا پس سجدہ واجب نہین کافر اور نابالغ پر اور اُس دیوانہ پر جسکو
ایک دن رات سے زیادہ جنون رہے اور اسی طرح واجب نہین حائض اور نفسا پر
خواہ وہ سب اُسے پڑھین یا سنین اور آدمی کے پڑھنے سے سجدۂ تلاوت واجب ہوتا ہے
بشرطیکہ تلاوت صحیح کرتا ہو اور اُسکی صحت کی تمیز کرتا ہو پس اگر پرند سے سُنے یا ایک

کلمہ پڑھنے والے سے یا بچے کے ساتھ پڑھنے والے یا سونے والے سے یا بیہوش سے
یا مجنون سے سُنے تو واجب نہین ہوتا لیکن سجدۂ تلاوت واجب ہوتا ہے اُس شخص پر
جو نابالغ سے آیۂ سجدہ سُنے حالانکہ نابالغ اُسکا اہل نہین اور سجدۂ تلاوت کے ادا کرنے مین
تاخیر کرنی مکروہ تحریمی ہے وگر نماز مین نہو تو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر عورت نے آیۂ سجدہ پڑھی
اور سجدہ نہ کیا یہان تک کہ حائض ہوئی تو اُسپر سے سجدہ ساقط ہو جاتا ہے اور اگر آیۂ سجدہ
امام سے سُنی اور جس رکعت مین امام نے آیۂ سجدہ پڑھی ہے اُسمین سجدہ امام سے پیشتر
اگر اُسکی اقتدا کرے تو اُسکے ساتھ سجدہ کرلے وگر سجدۂ تلاوت کے بعد اقتدا کرے
تو اُسپر سے سجدہ ساقط ہو جائیگا وگر دوسری رکعت مین اقتدا کرے تو نماز سے فارغ
ہونے کے بعد سجدہ کرلے اور اگر پڑھے آیۂ سجدہ کو نماز کے اندر تو سجدۂ تلاوت نماز کے
اندر کرے خارج نماز سے نہ کرے اور اگر نماز کے اندر نہ کریگا تو گنہگار ہوگا پس لازم ہوگی
اُسکو توبہ اور اگر کسی حدث سے نماز ٹوٹ جائے تو بھی سجدہ کرلے لیکن اگر حیض سے
نماز ٹوٹ جائیگی تو عورت پر سے سجدۂ تلاوت ساقط ہو جائیگا اور اگر فاسد ہوئی نماز
بعد سجدۂ تلاوت کرنے کے تو اعادہ سجدۂ تلاوت کا نہ کرے اور اگر کسی شخص نے نماز کے
اندر آیۂ سجدہ پڑھی اور اُسکے لیے رکوع کیا سوائے رکوع نماز کے یا سجدہ کیا سوائے سجدۂ
نماز کے تو سجدۂ تلاوت ادا ہو جائیگا اسی طرح خارج نماز مین رکوع یا سجدہ سے ادا ہوگا
مگر رکوع مین یہ شرط ہے کہ فوراً ہو بلا تاخیر وگر تاخیر کریگا تو پھر سجدۂ تلاوت کے واسطے سجدہ
خاص چاہیے خواہ نماز کے اندر ہو یا نہو اور ادا ہو جاتا ہے سجدۂ تلاوت نماز کے رکوع سے بھی
جبکہ رکوع کرے تین آیتون کے پڑھنے سے پیشتر ظاہر قول کے بموجب اور نیت کرے
کہ یہ رکوع اپنی نماز کے لیے اور سجدۂ تلاوت کے لیے کرتا ہون راجح قول یہ ہے اور اسی طرح

ادا ہوتا ہے سجدۂ تلاوت نماز کے سجدہ سے بھی اگر فوراً سجدہ کرلے اگرچہ نیت نہ کی ہو کہ یہ
سجدۂ تلاوت کا ہے اور اگر امام نے آیۂ تلاوت پڑھکے رکوع مین سجدۂ تلاوت کی نیت کی
اور اسکے مقتدی نے نیت نہ کی تو مقتدی کو امام کی نیت کافی نہوگی پس جبکہ امام
سلام پھیرے تب مقتدی سجدۂ تلاوت کرے اور اعادہ کرے قعدۂ اخیرہ کا اور محمول
کرنا چاہیے اس صورت کو نماز جہری پر اسلیے کہ نماز سری مین مقتدی کو کیونکر معلوم ہوگا
کہ امام نے آیۂ سجدہ پڑھی اور نماز سری مین مقتدی حکم کیے جائین سجدۂ تلاوت کرنے کے
بعد سلام امام کے اور خبردار کرے امام انکو بعد سلام کے قبل اسکے کہ وہ کلام کرین
اور مسجد سے باہر نکلین ہان اگر امام نے رکوع مین سجدۂ تلاوت کی نیت نہ کی بلکہ سجدہ مین کی
یا کہیں نہ کی تو مقتدی پر کچھ نہیں خواہ مقتدی نیت کرے یا نہ کرے اور اگر امام نے
سجدۂ تلاوت کیا اور مقتدی نے خیال کیا کہ امام نے رکوع کیا تو جو شخص رکوع مین گیا
وہ رکوع کو ترک کرکے سجدۂ تلاوت کرے اور جسنے رکوع کیا اور ایک سجدہ کیا اسے
وہ سجدۂ تلاوت سے کافی ہوگا اور جسنے رکوع کیا اور دو سجدے کیے اسکی وہ پوری
ایک رکعت ہوگئی اور زیادتی ایک رکعت کی مفسد نماز ہے اور اگر امام یا مقتدی یا منفرد
یعنی تنہا نماز پڑھنے والے نے آیۂ سجدہ اپنے غیر سے سنی اور وہ غیر امام ہو یا مقتدی
یا منفرد یا وہ شخص جو نماز نہ پڑھتا ہو تو نماز کے بعد سجدۂ تلاوت کرے اگر نماز کے
اندر سجدہ کریگا تو اسکو کافی نہوگا اور اسکا اعادہ لازم ہوگا نہ اس نماز کا لیکن
اگر کسی شخص نے نماز پڑھنے کی حالت مین آیۂ سجدہ پڑھی خواہ اپنے ساتھی مقتدی کے
سوا دوسرے شخص سے سننے کے پیشتر خواہ بعد سننے کے پھر اسکے لیے سجدہ
نماز کے اندر کیا تو اس سجدہ کا اعادہ نہین ہے اور اگر نماز کے باہر آیۂ سجدہ کو پڑھکر سجدہ کرلیا

پھر نماز مین اُسی آیہ کو پڑھا تو دوسرا سجدہ کرے وگر بے سجدہ کیے نماز پڑھی اور پھر آیہ سجدہ پڑھی تو نماز مین ایک ہی بار سجدۂ تلاوت کر لینا دونون سجدون کے لیے کفایت ہے اگر مجلس اور آیہ ایک ہو وگر نماز مین نہ کیا تو دونون سجدے ساقط ہو گئے صحیح تر قول مین اور یہ گنہگار ہوا اور اگر مکرر پڑھا آیہ سجدہ کو دو مجلسون مین تو سجدہ مکرر کرنا واجب ہوگا اور ایک مجلس مین مکرر واجب نہ ہوگا بلکہ ایک سجدہ کافی ہے اور سجدۂ تلاوت مکرر ادا کرنا ہر ایک تین سبب سے واجب ہوتا ہے اول اختلاف تلاوت کا دوم اختلاف سُننے کا سوم اختلاف مجلس کا اور پہلے دو سببون سے غرض بدلنا آیتون کا ہے یعنی اگر ایک ہی مجلس مین مختلف آیتین سجدہ کی پڑھیگا یا سنیگا تو تعداد آیات کے برابر سجدے واجب ہونگے اور اختلاف مجلس کی دو قسمین ہین ایک حقیقی کہ ایک مجلس سے دوسری مین دو قدم سے زیادہ چلکر پہونچے اسمین یہ شرط ہے کہ دونون مکانون کا ایک حکم نہ ہو مثلاً چھوٹی مسجد یا گھر کی مختلف جگہ کہ انکا حکم ایک ہی مکان کا ہے پس اگر ایک ہی آیہ سجدہ مسجد یا گھر کے کئی کونون مین پڑھیگا تو سجدہ ایک ہی واجب ہوگا اور دوسری قسم اختلاف مجلس کی حکمی ہے وہ یہ ہے کہ دو دفعہ پڑھنے کے درمیان مین عمل کثیر کیا ہو مثلاً خرید و فروخت یا عقد نکاح یا کھانا یا تین قدم چلنا وغیرہ تو اس صورت مین بھی سجدہ مکرر ہو جائیگا وگر عمل قلیل کیا ہو مثلاً آیہ سجدہ پڑھکر ایک گھونٹ پانی پیا یا ایک لقمہ کھا لیا یا دو قدم چلا پھر اُس آیہ کو پڑھا تو سجدہ تلاوت ایک ہی کافی ہوگا اور مستحب نہین دوسرا سجدہ کرنا اُس جگہ جہان ایک کافی ہو اور بنا سجدہ کی تداخل پر ہے یعنی ایک سجدہ دوسرے کا تابع ہو جاتا ہے واسطے دور کرنے حرج کے بشرطیکہ آیہ اور مجلس ایک ہو اسی طرح اگر ایک آیہ کو خود پڑھا اور اسی کو اُسی مجلس مین دوسرے سے سُنا تب بھی ایک ہی سجدہ

واجب ہوگا پس قائم مقام ہوگا ایک سجدہ سبب کے تداخل مین اپنے پیشتر کے اور بعد کے
سجدون کے یعنی اگر کسی شخص نے ایک مجلس مین ایک ہی آیۂ سجدہ مثلاً پانچ بار پڑھی
اس طرح کہ تین بار پڑھکر سجدہ تلاوت کر لیا پھر دو بار پڑھی تو وہ ہی ایک سجدہ جو کیا ہے
سب کی طرف سے کافی ہو گیا اور تانا تننا کپڑے کا آنے جانے مین اور چلا جانا پڑھنے والے کا
درخت کی ایک شاخ سے دوسری شاخ پر اور پیرنا اسکا نہر یا حوض مین بدلنا ہے مجلس
یا آیہ کا پس واجب ہوگا ایک اور سجدہ یا کئی سجدے مثلاً تانا تننے مین ایک ہی آیہ
جانے مین پڑھی اور وہی واپس آنے کے وقت تو گویا دو مجلسون مین پڑھی اور آیہ کا
بدلنا ہوگا سننے والے کے حق مین مثلاً سننے والے نے اُسی آیہ کو ایک شاخ پر سُنا اور
اُسی کو دوسری پر تو گویا اُسنے دو آیتون کو سُنا بخلاف کونون مسجد اور گھر اور کشتی
چلنے والی اور فعل قلیل کے جیسے دو لقمون کا کھانا درمیان مین دو بار کی تلاوت کے
اور کھڑا ہو جانا اور سلام کا جواب دینا کہ اُس سے مجلس نہین بدلتی اور اسی طرح
سواری کے چلتے جانور پر اگر نماز پڑھتا ہو تو مجلس دو نہونگی ورگر سواری پر نماز
نہ پڑھتا ہو تو سجدہ مکرر ہو جائیگا جیسے مکرر ہوتا ہے سجدہ سننے والے پر اگر سننے والے کی
مجلس بدل جائے یہان تک کہ اگر مکرر پڑھا آیہ سجدہ کو سواری پر نماز پڑھتے ہوئے
اور اسکا غلام پیادہ چلتا ہے تو سوار پر سجدہ مکرر نہ ہوگا بلکہ غلام پر مکرر ہوگا اور نہین
مکرر ہوتا ہے سجدہ سننے والے پر اسکے برعکس مین قول مفتی بہ پر مثلاً تلاوت کرنے والا
پڑھتا جاتا ہے اور سننے والا ایک جگہ بیٹھا ہے تو سننے والے پر سجدہ مکرر نہوگا بشرطیکہ آیہ
ایک ہو اور مکروہ تحریمی ہے چھوڑ دینا آیہ سجدہ کا اور پڑھنا باقی سورہ کا اور صرف آیہ سجدہ
پڑھنی اور باقی سورہ نہ پڑھنی مکروہ نہین لیکن مستحب ہے ملانا ایک یا دو آیتون کا اُسکے ساتھ

خواہ پیشتر ملاوے یا بعد اور مناسب ہی نہ سنانا آیہ سجدہ کا اُس سننے والے کو جو سجدہ کیلیے
آمادہ نہو یا سننے والے کا حال معلوم نہو اور جو شخص کام مین مشغول ہو اور آیہ سجدہ کو
نہ سُنے تو اُسپر سجدہ کے واجب ہونے کی تصحیح مین اختلاف ہی صحیح تر یہ کہ واجب نہین کیونکہ
سُننا جو سبب ہی واجب ہونیکا اور ایک قول مین شرط ہی وہ پایا نہین گیا اور اگر سُنا آیہ
سجدہ کو ایک قوم سے یعنی اُنمین سے ہر ایک شخص سے ایک ایک حرف آیہ سجدہ کا
سُنا تو سُننے والا سجدہ نہ کرے اسلیے کہ اُسکا پڑھنے والا ایک ہونا شرط ہی اور اگر کوئی شخص
نعمت پاوے یا اللہ تعالی روزی کرے مال یا اولاد دے یا اُس سے بلا دفع کیجاوے
یا مانند اُسکے تو مستحب ہی کہ سجدہ کرے اللہ تعالی کے لیے شکر کا اسی پر فتوی ہی مستقبل
قبلہ ہوکے اور حمد کرے اُسمین اللہ تعالی کی اور تسبیح کرے اُسمین سجدہ کی پھر تکبیر کہے
پھر سر اُٹھاوے جیسا سجدۂ تلاوت مین اور سجدہ یا وہ مباح چیز جسکے لیے سبب نہو
وہ قربت نہین اور جب تک جہلا اُسکی طرف سنیت کا اعتقاد نہ کرین مکروہ بھی نہین

باب نماز مسافر کے حکم مین

فتح القدیر مین ہی کہ جب کوئی نیت کرے زیارت
قبر شریف حضرت صلعم کی تو چاہیے کہ نیت کرے اُسکے ساتھ زیارت مسجد نبوی کی کیونکہ
وہ ایک مسجد ہی اُن تین مسجدون مین سے کہ حکم ہی طرف اُنکے سفر کرنے کا جیسے کہ حدیث
لا تشد الرحال الخ مین مذکور ہی اور یون ہی عالمگیری اور درمختار مین ہی سو اس سے
یہ بات ظاہر ہوئی کہ تحقیق مستثنی منہ جو حدیث مذکور مین محذوف ہی وہ جنس بعید ہی
نہ جنس قریب یعنی حدیث مذکورہ کا یون مضمون ہی سے نہ باندھو پالان اُونٹون پر سفر کے لیے
کسی جگہ کی طرف نہ واسطے طلب تقرب اور ثواب کے اور نہ واسطے غیر اسکے کے بے حاجت
ضروری کے مثل جہاد اور طلب علم اور تجارت وغیرہ کے مگر طرف اِن تین مسجدون کے

کہ بے حاجت ضروری کے بھی جانا موجب قربت اور ثواب کا ہی اور وہ مسجد حرام اور
یہ مسجد میری اور مسجد اقصیٰ ہے اور یہ معنی نہین کہ نہ جاوے طرف کسی مسجد کے سوائے
ان تین کے جیسا کہ بعض علمائے شافعی کہتے ہین اسلیے کہ اگر اسکے یہ معنی ہوتے تو
صاحب فتح القدیر وغیرہ حکم نہ کرتے جانے والے مزار پر انوار کو ساتھ نیت کرنے زیارت
مسجد نبوی کے الخ حصہ پنجم جلد اول قرۃ العیون واقعات سال نہم ہجرت صلعم ف
سفر نکیا جائے مگر مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی کی طرف ہے اور اول واور تین
رکعتین نماز فرض ہوئی پس وہ بحال خود رہی چوتھے سال سفر مین اور اقامت مین
فرض ہوئی چار رکعتین اور تین بحال خود رہی اور مسلم مین روایت ہو ابن عباس رضہ سے
کہ کہا فرض کی اللہ تعالیٰ نے نماز زبان پر نبی صلعم تمھارے کے گھر مین چار اور سفر مین
دو رکعتین اور ڈر کی حالت مین ایک رکعت ہے بلاغ المبین فصل سفر مین نماز قصر کرنے کے
بیان مین پس جن ملکون مین دن معتدل ہوتے ہین انہین کے سب سے چھوٹے
دنون مین ابتدائے صبح صادق مین نماز پڑھنے کے بعد سے زوال شرعی تک پیادہ
یا اونٹ پر بوجھ لادے کے متوسط چال سے بقدر عادت استراحت کرتے ہوئے
جسقدر راہ طے کرے وہ ایک مرحلہ ہے پس جو شخص بقدر ایسے تین مرحلہ کی راہ کے
یا اُس سے زیادہ سفر کے قصد سے چلے اسکو واجب ہے کہ اپنی جائے اقامت کے
گھرون سے باہر نکل کے چار رکعتون والے فرضون کو دو رکعتین پڑھے فرض ہونے کی
راہ سے اور اگر شہر اور فنائے شہر کے درمیان دو سو گز سے کم فاصلہ ہو اور دونون کے
درمیان مین کھیت نہو تو فنائے شہر سے تجاوز کر جانا قصر کے لیے شرط ہے و گر کھیت ہو
تو شہر نہیں اور اعتبار نہین فرضون کا مذہب کے بموجب اسلیے کہ ظاہر الروایہ مین

اعتبار تین دن کی مسافت کا ہے اور ہدایہ مین اسی کو صحیح کہا ہے لیکن صاحب بلاغ المبین کہتے ہین کہ اس باب مین جتنی روایتین آئی ہین ان سب سے بہتر وہ ہے جس سے شعبہ نے یحییٰ بن یزید ہنائی سے روایت کی ہے کہ مین نے انس رضؓ سے نماز قصر کرنے کا مسئلہ پوچھا تو کہا کہ رسول اللہ صلعم جب تین میل یا تین فرسخ کا سفر کرتے تو دو رکعتین پڑھتے اور شک شعبہ کی طرف سے ہے یعنی اُسے یاد نہین رہا کہ انس رضؓ نے تین میل فرمائے یا تین فرسخ اسکو مسلم وغیرہ نے روایت کیا اور اگر جلد چلا اور تین دن کی راہ کو قطع کر کے اس سے کم مدت مین پہونچ گیا تو بھی نماز قصر کرے اور اگر کسی جگہ کے دو راستے ہون ایک بقدر تین مرحلہ مذکورہ کے اور دوسرا کم تو نماز قصر کرے اول مین دوسرے مین قصر نہ کرے اور محدثین فرماتے ہین کہ اگر تردد ہو تو انیس ۱۹ یا اونیس یا ستره ۱۷ یا پندرہ ۱۵ یا اٹھارہ ۱۸ دن تک قصر کرے اور زیادہ مین پوری پڑھے اور اگر تردد نہو تو چار دن تک قصر کرے اور اس سے زیادہ مین تمام کرے بلوغ المرام کی احادیث کا ملخص منہیہ پر لکھا ہے اور مسافر قصر کرتا ہے جبتک کہ داخل ہو موضع اقامت مین اور جیسے ابتدا ے قصر کے لیے شہر سے نکلنا شرط ہے ویسے ہی ابقاے قصر کے لیے مسافت بقدر تین مرحلہ کے پوری ہو جانی ضروری ہے مثلا ایک شخص بارادہ سفر چار منزل کے اپنے شہر سے نکلا اور دو منزل جا کے پھرنے کی نیت کی تو اس صورت مین اسی وقت سے پوری نماز پڑھے و گر تین منزل جا کے پھرے تو اپنے شہر مین آنے تک قصر کرے اور قصر کرتا ہے مسافر جب تک کہ نیت اقامت پندرہ دن کی کرے ایک جگہ مین جو لائق اقامت کے ہو یعنی شہر یا گانون مین یا دار الاسلام کے صحرا مین اور نیت اقامت پندرہ دن کی حقیقت مین ہو یا حکما دونون معتبر ہین مثلا اگر حاجی

شام مین داخل ہوا اور جانا کہ بدون قافلہ کی ہمراہی کے جو پندرہوین شوال کو
چلیگا روانہ نہوگا تو وہ پوری نماز پڑھے اسلیے کہ عزم روانگی کا قافلہ کے ساتھ کیا
پس ضمناً اور حکماً اقامت کی نیت ہو گئی اور اگر نیت مین تردد رہا یا ہر روز یہی جانا
کہ کل پرسون جاؤنگا اگرچہ اس توقع پر برسون رہے تب بھی قصر کرتا رہے جب تک عزم
بالجزم پندرہ دن کی اقامت کا کرے اور نماز پڑھے قصر کے ساتھ اگر نیت اقامت کی کرے
کمتر پندرہ دن سے یا پندرہ دن کی اقامت کی نیت کرے مگر ایسی جگہ مین جو قابل
اقامت نہو جیسے دریا مین یا جزیرہ غیر آباد مین یا نیت اقامت کرے دو مستقل جگہ
قابل اقامت مین پندرہ دن رہنے کی جیسے مکہ اور منی مین پس اگر داخل ہوا حاجی
مکہ مین ذیحجہ کے دس دنون مین تو ان تاریخون مین نیت اقامت کی درست نہوگی بسبب
بے محل ہونے کے اسلیے کہ وہ منی اور عرفات کو جائیگا اور بعد رجوع کرنے کے مکہ مین
نیت اقامت درست ہوگی اور نماز قصر پڑھے وہ شخص جو اپنی رائے مین مستقل نہو مثلاً
غلام اور عورت اور خیمون کے باشندے جیسے بدو اور ترکمان اگر جنگل مین
نیت اقامت کرین تو انکی نیت صحیح ہوگی صحیح تر قول مین اور اسی پر فتوی ہے
بشرطیکہ انکے پاس پانی اور چارہ اتنا ہو کہ مدت اقامت کے لیے کفایت ہو اور ایک
چراگاہ سے دوسرے مین جانے کے سبب سے اقامت نہ جاتی رہیگی مگر جب جاوین
ایسی جگہ کہ دونون جگہون کے درمیان مین فاصلہ تین مرحلہ مذکورہ کا ہو تو دو ہی
رکعت پڑھین بشرطیکہ سفر کی نیت کرین اور اگر نیت سفر نہ کرین تو قصر بھی کرین اور
اگر نیت اقامت کرے غیر خیمہ والون کا انکے ساتھ تو درست نہوگی صحیح تر قول مین
فائدہ حاصل یہ ہے کہ شرطین پوری نماز پڑھنے کی مسافر کے لیے چھ ہین اول نیت اقامت کی

دوم مدت اقامت پندرہ روز کی سوم راے کا مستقل ہونا یعنی کسی کا تابع نہونا چہارم
سیر یعنی چلنے کا ترک کرنا پنجم اقامت کی جگہ کا ایک ہونا ششم جگہ کا لائق اقامت ہونا
پس اگر کسی مسافر نے عمداً چار رکعتین پڑھین پس اگر وہ قعدہ اولی مین بیٹھا ہے
تو اسکی فرض پوری ہوجائیگی مگر اُسنے برا کیا کہ بجاے دو کے چار رکعتین پڑھین
اور برا کرنے کے معنی یہ ہین کہ وہ گنہگار ہوا اور مستحق آگ کا ہوا اس سے معلوم ہوا
کہ مسافر کو بجاے دو کے چار رکعتین پڑھنی مکروہ تحریمی ہے اور دو رکعتین زائد نفل ہونگی
جیسے نماز فجر کو اگر کوئی چار رکعت پڑھے تو دو فرض اور دو نفل ہونگی اور اگر قعدہ
اولی مین مسافر نہ بیٹھا تو اسکی فرضیت باطل ہوگئی اور کل رکعتین نفل ہوگئین مگر
فرضیت باطل نہوگی اس صورت مین کہ نیت کرے اقامت کی پہلے اس سے کہ
تیسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہو لیکن وہ تیسری رکعت کے قیام اور رکوع کو اعادہ کرے
بسبب واقع ہونے اُس قیام و رکوع کے نفل اور درست ہے اقتدا مقیم کا پیچھے مسافر کے
ادا اور قضا مین پس اگر مقیم مسافر کے پیچھے نماز پڑھے اور مسافر اپنی نماز پوری کر لے
اور مقیم اپنی نماز پوری کرنے کو کھڑا ہو تو باقی کی دو رکعتون مین قرات نہ پڑھے بلکہ
بقدر سورہ فاتحہ کے چپ کھڑا ہو کر رکوع و سجدہ کرے اور سجدہ سہو بھی نہ کرے صحیح تر
قول مین اور دونون قعدے فرض ہین مقیم مذکور پر یعنی ایک امام کی تبعیت سے
اور دوسرا اخیر ہونے کی جہت سے اور مستحب ہے کہ نماز شروع کرنے کے قبل مقتدی کو
امام خبردار کر دے وگرنہ کہا تو سلام کے بعد کہدے صحیح تر قول مین کہ اپنی نماز تمام کر لیوین
مسافر ہون اور اگر امام مسافر نیت اقامت کرے اس غرض سے کہ مقیم مقتدیون کی
نماز پوری پڑھ جاوے تو ایسی نیت سے مقیم نہوگا یعنی اس صورت مین اسکی دو فرض

اور دو نفل ہونگی وگر مقتدی اُسکے پیچھے اپنی نماز پوری کرینگے تو بسبب نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے کے اُنکی نماز ٹوٹ جائیگی اور اقتدا کرنا مسافر کا پیچھے مقیم کے درست ہے وقت ادا کے اندر اور مسافر اس صورت مین چار رکعتین پڑھے یعنی تبعیت امام کی جہت سے اُسکی فرض بھی چار ہو جائینگی ور قضا نماز مین اقتدا مسافر کا مقیم کے پیچھے درست نہین چار رکعتون والی نمازون مین اور نماز فجر اور مغرب مین درست ہے ادا ہو یا قضا اور مسافر ہو کہ وہ سنتون کو پڑھے اگر امن کی حالت مین ہو یعنی اگر کہین اوترا ہو اطمینان سے اور اگر امن اور قرار نہو تو سوا ے سنت فجر کے حکم سنت کا باقی نہین رہتا یہی مختار ہے اور وطن اصلی مین آدمی مقیم کا حکم رکھتا ہے اگرچہ ایک ہی شب رہے مثلاً اثنا ے سفر مین وطن اصلی آگیا اور وہان منزل کی تو چار رکعت نماز پڑھے اور اگر دوسرے مقام کو وطن اصلی بنا لیگا تو پہلا وطن اصلی نہ رہیگا بشرطیکہ گھر والے بھی پہلے وطن سے اُٹھ گئے ہون و گر گھر والے ایک جگہ رہتے ہون اور اُسنے دوسری جگہ رہنے کا قصد کر لیا ہو تو دونون مقام وطن اصلی مقصود ہونگے دونون مین چار چار رکعتین پڑھا کرے اور جس مقام مین پندرہ دن یا زیادہ رہنے کی نیت کرے وہ وطن اقامت ہے اور وطن اقامت باطل ہوتا ہے وطن اقامت سے اور وطن اصلی سے اور سفر کر جانے سے پس اگر اثنا ے سفر مین وطن اقامت پر گذرے اور نیت اقامت نہ کرے تو دو ہی رکعتین پڑھے اور اگر مسافر نے کسی شہر مین نکاح کر لیا تو وہ وہان کا مقیم ہو گیا گو اُس جگہ کو وطن نہ بناوے اور اگرچہ نیت اقامت نہ کرے اور عورت مسافر ہی صرف نکاح سے مقیم ہو جائیگی بالاتفاق اور سفر اور اقامت کرنے مین متبوع کی نیت معتبر ہے اسلیے کہ وہ اصل ہے یعنی اقامت اور سفر پر قادر ہے اور نہین معتبر ہے

نیت تابع کی مثلاً زوجہ کی نیت معتبر نہیں شوہر کے ساتھ بشرطیکہ شوہر نے اسکو معجل
دیدیا ہو اور غلام کی نیت معتبر نہیں اگر آقا کے ساتھ ہو بجز مکاتب کے اور لشکری کی
نیت معتبر نہیں اگر امیر کے ساتھ ہو جبکہ لشکری کو کھانا امیر سے ملتا ہو بیت المال سے
اور مزدور کی نیت معتبر نہیں اگر مستاجر کے ساتھ ہو جبکہ درماہہ یا سالانہ ملتا ہو اور
قیدی کی نیت معتبر نہیں اگر قید کرنے والے کے ساتھ ہو اور قرضدار کی نیت معتبر نہیں اگر
قرضخواہ کے ساتھ ہو بشرطیکہ قرضدار مفلس ہو اور شاگرد کی نیت معتبر نہیں اگر استاد کے
ساتھ ہو جبکہ استاد کے ذمہ کھانا ہو اور ضروری ہے جاننا تابع کا متبوع کی نیت کو پس اگر
متبوع اقامت کی نیت کرے اور تابع کو نہ معلوم ہو تو تابع مسافر رہیگا جب تک کہ
اسکو معلوم ہو صحیح تر قول کے بموجب اور اسی پر فتویٰ ہے اور وقت نماز کے نکلجانے سے
جیسی قضا واجب ہوئی تھی ویسی ہی رہیگی تغیر نہ آویگا یعنی چار رکعت کی دو اور دو کی
چار رکعت نہ ہوجاینگی ہاں وقت کے اندر بدل سکتی ہے نیت اقامت کرنے سے
یا سفر کردینے سے یا اس حالت میں کہ مقیم کے پیچھے مسافر اقتدا کرے لیکن اگر صحت کی
نماز حالت مرض میں بیٹھ کر پڑھیگا تو درست ہوگی مگر حالت مرض کی نماز قضا کو حالت
تندرستی میں بیٹھ کر پڑھیگا تو درست نہوگی اور پادشاہ کا حکم مثل اوروں کے ہے اسکے لیے بجز
ایک شہر کے نہیں یعنی نیت سفر کے ساتھ سفر شرعی کرنے سے وہ بھی مسافر ہوجاتا ہے
اور اگر حائض پاک ہوئی سفر میں جبکہ منزل مقصود تین دن کی مسافت سے کم ہے
تو نماز پوری پڑھے صحیح قول میں اسی طرح اگر لڑکا بالغ ہو یعنی جبکہ منزل مقصود تین دن کی
مسافت سے کم ہے تو وہ بھی پوری نماز پڑھے بخلاف کافر کے کہ اگر وہ مسلمان ہو
جبکہ منزل مقصود تک تین دن کی مسافت سے کم ہے تو وہ نماز قصر پڑھے

باب نماز جمعہ کے احکام میں نماز جمعہ فرض عین اور موکد تر ہے ظہر سے اور فرض وقت نماز ظہر ہو لیکن نماز جمعہ کے ادا کا حکم ہوا ہے ایسے ذریعے سے نماز ظہر ساقط ہونے کے لیے اسی لیے اگر جمعہ فوت ہونے کے قبل نماز ظہر پڑھ لیگا تو صحیح ہو گی ابوداؤد اور مسلم کی احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ جمعہ کے لیے لوگ آتے اپنے گھروں سے اور عوالی مدینہ سے امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ عوالی وہ گانون ہین جو مدینہ کے گرد ہین کم سے کم دو اور زیادہ آٹھ میل پر بلاغ المبین اور شامی مین لکھا ہے کہ شہر مین بلکہ چھوٹے گانون مین بھی جمعہ قائم کرنا جائز ہے بشرطیکہ حاکم یا قاضی نے اذن دیا ہو واسطے بنانے جامع مسجد کے انہین یا اذن دیا ہو جمعہ قائم کرنے کا آئین اور ادائے نماز جمعہ کے لیے شرطین ہین یادشاہ کا ہونا اگرچہ متغلب ہو اور گو وہ متغلب عورت ہو یا وہ شخص ہو جسکو بادشاہ وقت نے جمعہ کی اقامت کی اجازت دی ہو اگرچہ وہ غلام ہو اور جب بادشاہ اول بار اقامت جمعہ کی اجازت ایک شخص کو دیدے تو اس شخص کو اختیار ہے کہ غیر کو اجازت دے اور وہ غیر دوسرے کو اجازت دے اسی طرح اجازت در اجازت چلی جائے اور اقامت جمعہ کا اذن صرف مسجد بنانے کے وقت شرط ہے اسکے بعد شرط نہین بلکہ ہر خطیب کو اذن بدستور سابق رہتا ہے اور اقامت جمعہ کے لیے خلیفہ کرنے سے مراد خطبہ کے لیے خلیفہ کرنا ہے نماز کے لیے نہین اور اگر خطیب نے خطبہ پڑھایا اور دوسرے شخص نے نماز پڑھائی بدون اذن خطیب کے تو درست نہو گی مگر جبکہ اقتدا کرے اسکے پیچھے وہ شخص جسکو اختیار جمعہ کے قائم کرنے کا ہے کیونکہ اقتدا کرنے سے دلالۃً اجازت ہو جائیگی اور اگر دوسرے شخص نے خطبہ پڑھایا بغیر اذن خطیب کے اور امام حاضر ہے تو درست نہین اور اگر مر گیا حاکم کسی شہر کا یا

نماز جمعہ مین کسی فساد کے خوف سے نہ آیا پس نماز جمعہ پڑھوائی اُسکے خلیفہ یا ولیعہد نے یا قاضی نے یا حاکم سیاست نے یا اُس شخص نے جسکو قاضی القضاۃ نے واسطے اقامت جمعہ کے مقرر کیا ہو تو درست ہے اور مقرر کرنا عوام کا خطیب کو اُن اشخاص کے ہوتے ہوے معتبر نہین جنکا ذکر کیا گیا اور اگر حاکم کفار ہون تو مسلمانون کو قائم کرنا جمعہ کا درست ہے اور مسلمانون کی رضامندی سے قاضی بھی قاضی ہوجائیگا اور اُنکو لازم ہے کہ مسلمان حاکم کے لیے درخواست کرین اور ایک شہر مین کئی جگہ جمعہ ادا ہونے مین اختلاف ہے مگر مذہب صحیح و مفتی بہ مین ادا ہوجاتا ہے اور وقت ظہر کا ہونا پس نماز جمعہ باطل ہوگی وقت کے نکل جانے سے مطلقاً یعنی اگرچہ بعد بیٹھنے بمقدار تشہد کے وقت جاتا رہے گو مقتدی لاحق ہوگیا ہو مذہب معتمد پر اور اگر بسبب ازدحام کے رکوع و سجدہ پر قادر نہوا یہانتک کہ امام نے سلام پھیر دیا پھر وقت نکل گیا تو بھی نماز جمعہ باطل ہوگئی اب نماز ظہر پڑھے اور خطبہ پڑھنا وقت کے اندر اور ہونا خطبہ کا پہلے نماز جمعہ سے اُن لوگون کے حاضر رہنے کی حالت مین جنکے ہونے سے نماز جمعہ صحیح ہو یعنی مرد بالغ عاقل ہون گو بہرے یا سوتے ہون پس تنہا خطبہ پڑھ لینا صحیح نہوگا صحیح تر قول کے بموجب اور قول صاحب خلاصہ کا اگر حاضر ہوا ایک یا دو مقتدی اور خطبہ پڑھا گیا پھر نماز پڑھی گئی تین مقتدیون کے ساتھ تو جائز ہے صحیح نہین اسلیے کہ خطبے مین حضور جماعت شرط ہے اور بلاغ المبین مین لکھا ہے کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم وغیرہ مین لکھا ہے کہ خطبہ بیٹھا سنت ہے اور اگر نہ پڑھا تو ترک سنت ہوئی الخ ملخصاً اور خطبہ مین خدائے تعالی کا مطلق ذکر فرض ہے پس کفایت ہے ایک بار الحمد للّٰہ یا لا الٰہ الا اللّٰہ یا سبحان اللّٰہ کہنا خطبہ کی نیت سے کراہت تنزیہی کے ساتھ لیکن اگر الحمد للّٰہ کہا اپنی چھینک کے لیے

یا التعجب کی راہ سے تو یہ کہنا خطبہ کے قائم مقام ہو گا نہیں قوی یہ ہے کہ نہیں کافی ہے چھینکنے والے کا الحمد للہ کہنا دیجہ پر وقت ذبح کے اور سنت ہے خطیب کو طہارت اور ستر کرنا اور منبر پر بیٹھنا اور اسکے روبرو دوسری اذان کہی جانی اور خطبہ پڑھنے کی حالت مین خطیب کو کھڑا رہنا اور قوم کو خطبہ سننا اور مقتدیون کو خطیب کی طرف متوجہ ہو کے خطبہ سننا اور خطبہ کی ابتدا کرنی پست آواز سے تعوذ کے ساتھ اور اسکے بعد اللہ تعالی کی حمد و ثنا کرنی اور شہادتین اور درود پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھیجنا اور پند دینی اور خدا ے تعالی کی یاد دلانی اور ایک آیۃ یا دو خطبے پڑھنے اور دوسرا خطبہ مثل پہلے کے پڑھنا مگر بجاے پند کے مسلمانون کے لیے دعا کرنی اور موافق سنت کے نماز مین طوالت اور دونون خطبے مین اختصار مسنون ہے اور دونون خطبون کو بقدر طوال مفصل سورہ کے طول دینا اور تین آیتون کی مقدار سے کم کرنا مکروہ ہے اور مذہب معتمد پر اور صحیح تر قول کے بموجب دونون کے درمیان مین جلسہ مسنون ہے بعض خطیب جو دوسرے خطبہ مین درود پڑھنے کے وقت اپنا منہ دہنے اور بائین کو پھیرتے ہین بدعت ہے اور جلسہ مین دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا حضرت سے بصحت کو نہین پہونچا لیکن بے ہاتھ اٹھائے اور بے زبان ہلائے دل مین دعا کرنے کا مضائقہ نہین اور دوسرا خطبہ بھی بہ جہر پڑھے لیکن پہلے سے کم اور مطلق قرأت قرآن کے قبل تعوذ مستحب ہے و گر سورۃ تمام پڑھنی ہو تو اسکے قبل تعوذ کے بعد بسملہ بھی پڑھے اور عادت ہے کہ جب خطیب آیۃ قرآن پڑھتا ہے تو کہتا ہے لہذا قال اللہ تعالی بعد اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کے اسمین وہم ہوتا ہے کہ اعوذ باللہ قول اللہ تعالی کا ہے اور بعضے کہتے ہین قال اللہ تعالی بعد قولی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم لیکن

اس طرح سے تعوذ کہنے کے سنت ہونے میں نظر ہے پس بہتر یہ ہے کہ لفظ قال اللہ تعالی نہ کہے اور خلفائے راشدین اور حضرت کے دونوں چچا کا ذکر مندوب ہے اور مکروہ تحریمی ہے کلام کرنا خطیب کا خطبہ کے اندر مگر امر بالمعروف مکروہ نہیں اور کیا خطبہ قائم مقام دو رکعتوں کے ہے صحیح تر یہ کہ نہیں ذکر کیا ہے اسکو زیلعی نے بلکہ ثواب میں نصف نماز جمعہ کے مانند ہے اور پہلی رکعت کے تمام ارکان میں امام کے ساتھ ایسے تین مردوں کا شریک ہونا کہ صلاحیت امامت کی رکھتے ہوں اگرچہ رکوع میں شریک ہو جائیں پس اگر انمیں سے ایک بھی چلا جاوے قبل سجدہ کرنے امام کے تو نماز جمعہ باطل ہو جائیگی اب نماز ظہر پڑھے اور بلاغ المبین میں لکھا ہے کہ شافعیہ کے نزدیک چالیس آدمی ہونے لیکن محدثین کہتے ہیں کہ انکے دلائل ضعیف ہیں بلکہ ترمذی اور ابوداؤد میں حدیث صحیح دلیل ہے اسپر کہ اگر ایک امام اور ایک اسکا مقتدی ہو تو جماعت ہو جاتی ہے اور یہ حکم شامل سب نمازوں کو ہے کیونکہ عدد معین خاص جمعہ کے لیے کوئی صریح صحیح حدیث نہیں آئی اور ابن عباس رض کے نزدیک نماز جمعہ تنہا پڑھ لینا جائز ہے لیکن مؤلف عفا اللہ تعالی عنہ وعن والدیہ کہتا ہے کہ مسک الختام شرح بلوغ المرام میں لکھا ہے کہ اجماع ہے اسپر کہ جمعہ بے جماعت درست نہیں انتہی اور وقت نماز کے اذن عام ہونا اور اذن عام حاصل ہوتا ہے مسجد جامع کے دروازے کھلے رہنے سے آنے والوں کے لیے یعنی جنپر نماز جمعہ واجب ہے انکی روک نہونی پس ضرر نہیں کرتا بند کرنا دروازہ قلعہ کا دشمن کے سبب سے یا عادت قدیم کی جہت سے ہاں جبکہ خوف دشمن نہو تو بند نکرنا بہتر ہے پس اگر داخل ہو کوئی حاکم قلعے یا اپنے محل میں اور بند کرے دروازہ اسکا تو نماز جمعہ منعقد ہوگی اور فرضیت خاص نماز جمعہ کی تو شرطیں ہیں اول مقیم ہونا شہر میں یا فنائے شہر میں دوم تندرست ہونا

یعنی بیمار پر جمعہ واجب نہین اور بیمار کے حکم مین داخل ہے وہ شخص جو بیمار کی خبر گیری
کرتا ہو اس طرح کہ اگر وہ چلا جائے تو بیمار کی کوئی خبر نہ لے اور بیمار کے حکم مین داخل ہے
شیخ فانی یعنی بہت بوڑھا جو چلنے پھرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو سوم آزاد ہونا پس
غلام پر جمعہ واجب نہین اور صحیح تر قول یہ ہے کہ نماز جمعہ واجب ہے مکاتب پر اور اُس
غلام پر جسکا ایک حصہ آزاد ہو گیا ہو اور بقیہ کے لیے کماتا ہو اور واجب ہے مزدور پر
اور ساقط ہو جائیگی مزدوری اجرت کے حساب سے اگر جامع مسجد دور ہو اتنی
کہ جانے اور آنے مین چوتھائی روز گذرتا ہے تو اُس روز کی اجرت مین سے چہارم
وضع ہو جائیگا اور اگر جامع مسجد قریب ہوگی تو مزدوری ساقط نہوگی اور اگر غلام کو آقا نے
نماز کی اجازت دی تو جمعہ واجب ہے اور بعض فقہا نے کہا کہ غلام کو اختیار ہے چاہے
نماز جمعہ پڑھے چاہے نماز ظہر پڑھے اپنے مقام پر اور ترجیح دی ہے بحر مین اختیار دینے کو
چہارم مرد ہونا یقیناً پس عورتون اور خنثی مشکل پر جمعہ واجب نہین پنجم بالغ ششم
عاقل ہونا پس لڑکے نابالغ اور مجنون پر واجب نہین اور یہ دونون شرطین نماز
جمعہ کے لیے خاص نہین بلکہ ہر ایک فرض کی فرضیت کے لیے شرط ہین ہفتم
بینائی کا موجود ہونا پس اندھے پر نماز جمعہ واجب نہین اگرچہ اُسکو پہونچانے والا
میسر ہو ہشتم چلنے پر قادر ہونا اور سلامت ہونا ایک کا دونون پاؤن سے نماز کے لیے
کافی ہے واجب ہونے مین اگر لنگڑا پن مانع مسجد کے جانے کا نہو اور واجب نہین اُس
شخص پر جسکی ٹانگ فالج زدہ ہو اگر مسجد تک نہ جا سکتا ہو نہم قید نہ ہونا دہم خوف نہونا
مثلاً حاکم یا چور وغیرہ سے یازدہم نہونا سخت بارش اور کیچڑ اور برف وغیرہ اسکے مثل کا
جیسے شدت کا جاڑا یا آندھی اور جس شخص مین یہ سب شرطین وجوب کی نہون یعنی بعض نہون

اگر وہ عزیمت اختیار کرے اور نماز جمعہ پڑھے حالانکہ وہ مکلف یعنی بالغ اور عاقل ہو تو اسکی نماز جمعہ فرض واقع ہوگی ظہر کے عوض مین اور لیاقت امامت کی رکھتا ہو نماز جمعہ مین وہ شخص کہ امام ہونے کے لائق ہو غیر نماز جمعہ مین اور شہر مین نماز جمعہ کے قبل غیر معذور کو اُس روز کی نماز ظہر پڑھنی مکروہ ہے پس اگر غیر معذور نے نماز جمعہ سے پیشتر نماز ظہر پڑھ لی پھر نادم ہوا اور نماز جمعہ کی طرف چلا اور اپنے مکان کے دروازہ سے باہر ہوا تو اب نماز جمعہ اُسے ملے یا نہ ملے دونوں صورتون مین اُسکی نماز ظہر باطل ہو جائیگی یعنی اُسکی فرضیت باطل ہو جائیگی اور اصل نماز نفل ہو جائیگی اور نہ باطل ہوگی نماز ظہر اُس شخص کی جسنے غیر معذور مذکور کے پیچھے نماز ظہر پڑھی ہوگی اور نماز جمعہ کے لیے گیا نہو گا و گر نماز جمعہ کے قصد سے مکان کے باہر ہوا تو نماز جمعہ ملے خواہ نہ ملے اسکی بھی نماز ظہر کی فرضیت باطل ہو کے نفل ہوگئی معذور ہو خواہ غیر معذور نماز سبب صحیح کے بموجب اور اگر مسجد مین ہو تو نماز ظہر باطل نہین ہوتی مگر نماز جمعہ شروع کرنے سے اگر پڑھے اُسی مجلس مین وگر وہان سے اُٹھکے چلا دوسرے مکان کی طرف امام کے ساتھ نماز جمعہ پڑھنے کے قصد سے تو بمجرد چلنے کے نماز ظہر باطل ہو جائیگی اور معذور اور قیدی اور مسافر کو شہر مین نماز جمعہ کے قبل اور بعد ادا پڑھنا نماز ظہر کا جماعت کے ساتھ مکروہ تحریمی ہے پس نماز ظہر قضا کی جماعت اور اسی طرح گانون والون کو نماز ظہر کی جماعت مکروہ نہین اور اگر شہر والون کو نماز جمعہ نہ ملی ہو تو جماعت سے نماز ظہر پڑھنی مکروہ تنزیہی ہے پس وہ لوگ نماز ظہر پڑھین بے اذان اور بے اقامت اور بے جماعت کے اور نماز جمعہ سے فارغ ہونے تک معذور کو نماز ظہر مین تاخیر نہ کرنی مکروہ تنزیہی ہے یہی صحیح ہے اور جو شخص نماز جمعہ کے تشہد مین سے ملے تو

نماز جمعہ کی نیت کرکے اُسکا دوگانہ تمام کرے جیسے نماز عید کا دوگانہ زائد تکبیرات کے
ساتھ اور نیت کرے تشہد مین ملنے والا نماز جمعہ کی مسافر ہو یا غیر اُسکا پس اگر
نماز ظہر کی نیت کریگا تو اُسکا اقتدا درست نہوگا اور بلاغ المبین مین ہے کہ ائمہ احادیث
کہتے ہین کہ اگر ایک رکعت بھی جمعہ کی نہ پاوے تو ظہر ادا کرے اُسی حال مین ماننے
سجدے سے مسلک اختتام اور وقت نکلنے امام کے حجرہ سے خطبہ پڑھنے کے لیے
یا امام کے کھڑے ہونے کے وقت منبر پر چڑھنے کے لیے اگر امام کا حجرہ نہو آخر نماز تک
سوائے لازم الترتیب کے کوئی نماز ہو پڑھنی مکروہ تحریمی ہے اور سنت اور نفل کا
حکم باب حاصل کرنے جماعت فرض مین مفصل لکھ چکے اور کلام کرنا جنس کلام
آدمیون سے مکروہ تحریمی ہے بلکہ سب لوگ سکوت اختیار کرین خواہ خطیب سے
دور ہون یا نزدیک صحیح تر قول مین لیکن قبل شروع خطبہ کے اذکار مکروہ نہین صحیح تر قول مین
اور مکروہ تحریمی ہے مشغول ہونا اُس چیز کے ساتھ جو مانع سماعت خطبہ ہو لیکن وقت
خطبہ کے تسبیح وغیرہ مثل اُسکے مکروہ نہین اور اُسوقت امر بالمعروف سے خطیب کا
مستثنی ہونا مذکور ہو چکا اور صحیح تر یہ کہ اگر کسی شخص کے ضرر کا خوف ہو اور اُسے
ہشیار کر دینا ممکن ہو سر یا ہاتھ کے اشارہ سے تو کلام جائز نہین اور صواب یہ ہے کہ اپنے
نفس مین درود پڑھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وقت سننے آپ کے اسم مبارک کے
اور جبکہ پہلی اذان کہی جاوے تب واجب ہے نماز جمعہ کی طرف چلنا اور بیع کو ترک کرنا اگرچہ
چلتے چلتے ہو صحیح تر قول مین کہ مکروہ تحریمی ہے اور بیع سے مراد وہ امر ہے جو نماز جمعہ سے
باز رکھے پس اگر بیع کے سوائے کسی اور کام مین مشغول رہیگا اور چلیگا نہین تو مکروہ ہوگا
اور چلنے کی حالت مین بیع کرتا اگر حارج چلنے کا نہو تو مکروہ نہین اور موذن اذان دے

دوسری بار سامنے خطیب کے جب وہ منبر پر بیٹھے خطبہ پڑھنے کے لیے اور مکروہ ہو فاصلہ
کرنا خطبہ اور اقامت مین کسی دنیاوی امر مین مشغول ہونے سے پس وصل کرے
اقامت کو ساتھ آخر خطبہ کے اور انتہی کرے اقامت کے ساتھ کھڑے ہونے خطیب کے
مقام نماز مین اور مناسب نہین کہ سوائے خطبہ پڑھنے والے کے دوسرا شخص لوگون کو
نماز پڑھاوے پس اگر امام جدا ہو اور خطیب جدا اس طرح کہ خطبہ پڑھے ایک لڑکا نابالغ
سلطان کی اجازت سے اور نماز بالغ پڑھاوے تو درست ہے یہی مختار ہے اور اگر گانون کا
رہنے والا شہر مین جمعہ کے روز داخل ہو پس اگر نماز جمعہ کے وقت تک ٹھہرنے کی
نیت کرے تو نماز جمعہ لازم ہوگی اور اگر قبل داخل ہونے وقت کے نکل جانے کی نیت کر
تو نماز جمعہ لازم نہوگی جیسے نماز جمعہ لازم نہین اُس مسافر پر جو جمعہ کے دن شہر مین آیا
اس ارادے سے کہ اُسی روز روانہ ہوگا اور پندرہ دن کے ٹھہرنے کی نیت نہ کی اور
اگر کسی شخص نے اذان سُنی اور وہ کھانا کھاتا ہے تو کھانا ناترک کرے اگر خوف ہو نماز جمعہ
یا کسی فرض کے فوت کا باب عیدون کے احکام مین جہان جسپر نماز جمعہ
واجب ہے وہان اُسپر نماز عید بھی واجب ہے صحیح تر قول مین جمعہ کی شرطون کے
ساتھ سوائے خطبہ کے کہ وہ بعد نماز عید کے سنت ہے اور امام مالک اور شافعی کے
نزدیک جماعت کے ساتھ دونون عیدون کی نماز دو دو رکعتین پڑھنی سنت ہے
مردون اور عورات کو بھی اور اکیلے اکیلے بھی جائز ہے شہرون اور گانون اور
گھرون مین بھی بلا غ ابین اور عیدین مین دف کے ساتھ گانا سُننا جائز ہے کیونکہ
بخاری اور مسلم کی حدیث کا مخص ہے کہ بی بی عائشہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس دو لڑکیان انصار کی دف بجا کے گاتی تھین وہ شعار

جو دن بعاث کے انصار نے کہے تھے جب حضرت صدیق آئے تو انکو ڈانٹا پس منھ
کھولا کے حضرت صلعم نے فرمایا چھوڑدے انکو اے ابو بکر تحقیق یہ دن عید کے ہین
(یعنی خوشی کے) بلاغ المبین اور نسائی مین روایت ہے انس رض سے کہ کہا آئے پیغمبر خدا صلعم
مکہ سے مدینہ مین حالانکہ وہان کے لوگون کے لیے دو دن تھے کہ جن مین کھیلتے تھے اسمین سو
فرمایا حضرت صلعم نے کردیا تمکو اللہ تعالی نے ان دونون کے بدلے بہتر ان سے
عید فطر اور عید اضحی اور سند اسکے صحیح ہین بلاغ المبین اور مقدم کیجاوے نماز عید کی
نماز جنازہ پر جبکہ وہ دونون نمازین جمع ہو جاوین اور مقدم کیجاوے نماز سنت بھی
نماز جنازہ پر اور حلبی سے اسی پر فتوی منقول ہے اور مقدم کیجاوے نماز جنازہ خطبہ
عید پر اور روز عیدین غسل کرنا اور اپنے اچھے مباح کپڑے پہننے اور خوشبو استعمال کرنی
اور خرما طاق عدد کھانا اگر نہ ملے تو کوئی شیرین چیز کھانی اور صدقہ فطر دینا اور
عید فطر کے دن پست آواز سے تکبیر کہتے ہوئے اگر عذر نہو تو نماز عید کے لیے
فنا شہر مین جانا اور پیادہ چلنا سنت ہے اور ہمارے زمانہ مین منبر کا بنا دینا عیدگاہ مین
بہتر ہے اور باہر لیجانا منبر کا مکروہ تنزیہی ہے اور مضایقہ نہین نمازی کی مراجعت کا
سوار ہوکے اور دونون عیدین دوسری راہ سے مراجعت بہتر ہے اور مستحب ہے
ظاہر کرنا خوشی کا اور زیادہ کرنا خیرات کا اور آپس مین اس لفظ کے ساتھ مبارکباد دینی
تقبل اللہ منا ومنکم اور نماز عید سے قبل نفل پڑھنی مکروہ ہے اور بعد نماز
عید کے عیدگاہ مین مکروہ ہے گھر مین مکروہ نہین اور وقت اسکا ایک نیزہ آفتاب بلند
ہونے کے بعد سے دوپہر تک ہے پس اگر ڈھلجاوے آفتاب اور نمازی نماز عیدین مین ہو
تو اسکی نماز کا وصف فاسد ہو جائیگا اور نماز نفل ہو جائیگی اور اسکے لیے اذان

اور اقامت سنت نہین اور امام لوگون کو نماز پڑھاوے دو رکعتین اور تکبیرات عیدین کی
مختلف آئی ہین اسی لیے امامون مین اختلاف تینون امامون کے نزدیک سات
تکبیرین ہین پہلی رکعت مین اور پانچ دوسری رکعت مین لیکن نزدیک مالک اور احمد کے
پہلی رکعت مین سات ہین مع تکبیر تحریمہ کے اور دوسری رکعت مین پانچ سوائے
تکبیر قیام کے ہین اور نزدیک شافعی کے پہلی رکعت مین سات ہین سوائے تکبیر
تحریمہ کے اور دوسری مین پانچ ہین سوائے تکبیر قیام کے اور دونون رکعت مین
قبل قرأت کے تکبیرات کہے اور یہ روایات بہت صحیح ہین ملخصاً بلاغ المبین اور امام
ابی حنیفہ کے نزدیک پہلے ثنا پڑھے پھر زائد تکبیرین کہے پھر اعوذ پڑھے اور زائد تکبیرین
تین ہین ہر رکعت مین اور اگر تین سے زائد تکبیرین امام سے سنے تو دونون
رکعتون کی ملا کے سولہ تکبیرون تک اسکی متابعت کرے اور اگر مکبر کی آواز سے
تکبیر کہتا ہو تو سولہ سے زائد بھی کہے اور ہر تکبیر سے تکبیر شروع کی نیت کرے اور
دوسری رکعت مین زائد تکبیرین بعد قرأت کے کہے اور اگر پہلی رکعت مین بھول کے
قرأت شروع کر دی پس اگر فاتحہ اور سورہ پڑھ چکا ہو تو نماز کو تمام کرے وگر صرف
فاتحہ پڑھی ہو تو زائد تکبیرین کہے اور قرأت سر نو سے پڑھے اور اگر مقتدی نے
امام کو قیام مین بعد تکبیر کہنے کے پایا تو مقتدی اسی وقت موافق اپنے مذہب کے
تکبیر کہکے شامل ہو جائے اور اگر ایک رکعت مین مسبوق ہوا ہو تو جب اسکو ادا کرے
اول قرأت پڑھے پھر تکبیر کہے اور اگر مقتدی نے تکبیر نکہی یہان تک کہ امام نے رکوع
کیا تو مقتدی قیام مین تکبیر کہے وگر رکوع کے نملنے پر ظن غالب ہو تو رکوع مین کہلے
صحیح تر قول مین جیسے اگر رکوع کرے امام پہلے تکبیر کہنے سے تو امام تکبیر کہے رکوع مین

اور نہ عود کرے قیام کی طرف تکبیر کہنے کو ظاہر روایت مین اور اگر عود کرے تو صحیح یہ
نماز فاسد نہین ہوتی اور اپنے دونون ہاتھ کانون تک اٹھاکے زائد تکبیرون مین اگرچہ
اُسکا امام رفع یدین کا معتقد نہو مگر جبکہ رکوع کی حالت مین کہے تو ہاتھ نہ اٹھاوے یہ
مذہب مختار ہے اور ان تکبیرات کے درمیان مین کوئی ذکر مشروع نہین اسی لیے نہین
ہاتھ لٹکائے رکھے اور سکوت کرے دو تکبیرون مین بقدر تین بار سبحان اللہ کہنے کے
اور بعد نماز عید کے دو خطبہ پڑھنا سنت ہے اور جو چیز جمعہ مین مسنون اور مکروہ ہے وہی
نماز عیدین مین مسنون اور مکروہ ہے مگر دو باتون کا فرق ہے ایک یہ کہ تکبیر کہنی قبل خطبہ کے
عیدین مین مسنون ہے اور جمعہ مین نہین دوم یہ کہ بیٹھنا خطبہ سے پیشتر جمعہ مین مسنون ہے
اور عیدین مین نہین کیونکہ بیٹھنا انتظار ختم اذان کے لیے ہے اور چونکہ نماز عیدین مین اذان
نہین ہے اسلیے بیٹھنے کی حاجت نہین اور مستحب ہے کہ شروع کرے پہلے خطبہ کو
نو بار اللہ اکبر پیہم کہنے کے بعد اور دوسرے خطبہ کو سات بار کہنے کے بعد یہ سنت ہے
اور مستحب ہے کہ منبر سے اترتے چودہ بار تکبیر کہنے کے بعد اور تعلیم کرے لوگون کو
عید کے خطبے مین صدقۂ فطر کے احکام اور نہ پڑھے نماز عید تنہا اگر فوت ہوگئی یعنی
نہ ملی ہو امام کے ساتھ گو فوت اسکا فاسد کردینے سے ہو بالاتفاق صحیح تر قول مین
اور اگر ممکن ہو تو دوسرے امام کے پاس چلا جائے اور اسکے ساتھ نماز عید پڑھے
اور تاخیر کیجائے نماز عید کی عذر سے دوسرے روز کے زوال تک فقط پس
وقت نماز عید کا دوسرے دن بھی مثل اول روز کے ہے لیکن دوسرے روز قضا
ہوگی اور بے عذر جائز نہوگی اور احکام عید فطر کے مثل عید قربان کے ہین لیکن
عید قربان کا تاخیر کرنا بارھوین تاریخ کے زوال آفتاب تک بدون عذر کے

کراہت کے ساتھ درست ہی اور عذر ہو تو مکروہ نہین اور عید اضحی مین تکبیر کہے بلند
آواز سے بالاتفاق راستے مین اور عیدگاہ مین نماز پڑھنے کے بعد بلند آواز سے
اور اسی قول پر عمل ہی مساجد مین اور تکبیر کہنی گھر مین مسنون نہین اور عید قربان مین
نماز کے قبل کچھ نہ کھانا مستحب ہی تاکہ پہلے قربانی مین سے کھانا ملے گو خود قربانی
نہ کرے صحیح تر قول مین اور جس مسلم آزاد مقیم کی ملک مین حاجت اصلی سے زیادہ یعنی
رہنے کا مکان اور ضروری پہننے کے کپڑے اور خانہ داری کے ضروری اسباب کے
سوا مال بقدر نصاب کے ہو اگرچہ پڑھنے والا نہو اسکی ذات پر قربانی واجب ہی
پس ایک جگہ نماز عید پڑھ لینے کے بعد اور اگر وہ شخص وہان ہو جہان نماز عید واجب نہین
تو وہان طلوع فجر کے بعد ذیحجہ کی بارھوین تاریخ غروب آفتاب تک ایک بکرا یا دنبہ
یا بھیڑ مسنّہ یعنی جسکے سن کا دوسرا سال شروع ہو ذبح کرے اور اگر مسنّہ نہ پاوے تو
صرف وہ دنبہ یا بھیڑ ذبح کرنا درست ہی جو جذعہ ہو یعنی چھ مہینے سے زیادہ ایک سال سے
کم سن ہو بشرطیکہ اتنا توانا اور فربہ ہو کہ یکسالہ کا گمان کرین و گر مسنّہ پاوے تو جذعہ بھی
درست ہی لیکن مسنّہ ذبح کرنا مستحب ہی اور اگر ذبح کے قبل سات مسلمانون تک شریک
ہو کے گائے یا بھینس مسنّہ کو یعنی جسکے سن کا تیسرا سال شروع ہو ذبح کرین یا اونٹ
مسنّہ کو یعنی جسکے سن کا چھٹا سال شروع ہو دونون زانو باندھ کے نحر کرین یعنے
داہنی طرف کھڑے ہو کے سینہ مین نیزہ مارکے گرائین پھر اول وسط و آخر حلق مین
ذبح کرین تو بھی جائز ہی بشرطیکہ ہر ایک شریک برابر حصہ سے کم وزن مین نہ لے اور
ہر ایک کو قربانی سے ثواب مقصود ہو وقت ذبح کے کیونکہ وقت ذبح کے خدا کی طرف
تقرب کا قصد کرنے سے نیت سابقہ جو غیر خدا کے واسطے تقرباً یعنی اسکی خوشنودی

اور چاپلوسی کے لیے کی گئی ہو وہ باطل ہو جاتی ہے اور غیر ذکر کیے گئے جانوروں سے
قربانی درست نہین ہے اور فقر اور دولتمندی اور ولادت اور موت کے لیے اخیر وقت کا
اعتبار ہے پس اگر بارھوین تاریخ کے اخیر روز مین غنی فقیر ہو گیا تو اسپر قربانی
واجب نہین و گر فقیر غنی ہو گیا تو اسپر واجب ہوئی اور اگر لڑکا پیدا ہوا تو اسکی
طرف سے واجب ہو گی بقول بعض کے و گر کوئی مر گیا تو اسکے ذمہ واجب نہ رہا
اور شرطین ذبح کی یہ ہین کہ ذابح یعنی ذبح کرنے والا عاقل ہونا اور مسلمان یا کتابی ہونا
گو خنثیٰ ہو یا مخنث یعنی دستکاری سے جسکی رجولیت ساقط کی گئی ہو اور وقت ذبح کے
اللہ تعالیٰ کا نام لینا اور ارادہ کرنا اسکے نام کا ذبیحہ پر اور جیسے اسکا نام لینا
ذابح پر واجب ہے ویسے ہی اسپر جو نفس ذبح مین مددگار ہو اور اسکے نام کے ساتھ
کسی دوسرے کا نام نہ لینا اور قصد کرنا اسکے نام سے تعظیم اسکی اور ذبح اختیاری مین
اللہ تعالیٰ کا نام لینے کے بعد فوراً ذبح کرنا اور اضطراری مین وقت تیر مارنے اور
شکاری جانور کو شکار پر رہا کرنے کے فوراً اللہ تعالیٰ کا نام لینا اور ذابح کا محرم نہ ہونا
اور مستحب ہے کہ اپنے ہاتھ سے ذبح کرے کیونکہ طاعت مین آپ متولی ہونا اولیٰ ہے
و گر آپ ذبح نہ کر سکے تو مسلم عاقل سے ذبح کرا لینا بھی جائز ہے اگر وہ آداب ذبح کے
جانتا ہو اگرچہ لڑکا ہو اور اگر اسکی قربانی کا جانور غیر ذبح کرے تو اسوقت اس شخص کا
حاضر رہنا مستحب ہے اور میت کی طرف سے قربانی کرنی جائز ہونے پر فتویٰ ہے
اور غیر کی قربانی بے حکم اسکے بھی اسکی طرف سے ذبح کرنا جائز ہے اور اگر غلطی سے
آپس مین ایک نے دوسرے کی قربانی ذبح کر ڈالی تو مضائقہ نہین اور کسی پر
تاوان نہین لیکن آپس مین ایک دوسرے سے بخشوا لین و گر دونون آپس مین

تنازع کرین تو ہر ایک دوسرے کو قیمت اُسکے گوشت کی تاوان دے اور وہ اُسکو تصدق کر دے اور جو عیب ناقص کرنے والا منفعت کامل یا جمال کا ہو وہ قربانی کا مانع ہے پس جو جانور اسقدر لاغر ہو کہ ہڈی مین مغز نہو یا ذبح ہونے کی جگہ تک بسبب لنگ کے نجا سکے یا جسکی بیماری ظاہر ہو یعنی کھا پی نہ سکے یا آنکھ کی روشنی تہائی سے زیادہ نہو یا کان یا ناک یا چکتی یا دم تہائی سے زیادہ کٹی ہو یا ایکہاتھ یا ایک پانون کٹا ہو یا پیدائشی کان نہون یا نجاست خوار ہو اُسے قربانی کرنا درست نہین ہے مگر بقدر تہیسرے حصہ کے آنکھ کی روشنی نہو یا کان یا ناک یا چکتی یا دم بقدر تہیسرے حصہ کے کٹی ہو یا چھوٹے چھوٹے کان پیدائشی ہون یا سینگ نہون یا ٹوٹے ہون یا اُسپر کا خول اوتر گیا ہو یا خصی ہو یا دیوانہ ہو اتنا یا زبان کٹی ہو اتنی یا دانت باقی ہون اتنے کہ کھا پی سکے تو اُسکی قربانی درست ہے مگر نہ کھا سکے تو درست نہین اور اگر بکری یا دنبے کی زبان نہو تو اُسے قربانی کرنا درست ہے مگر گائے کی زبان نہو تو روا نہین اور اگر دنبی یا بکری کا ایک تھن پیدائشی نہو یا اُسکا دودھ جاتا رہا تو اُسے قربانی کرنا جائز نہین مگر گائے یا اونٹنی کا ایک تھن یا اُسکا دودھ جاتا رہے تو جائز ہے مگر دونون تھن یا اُسکا دودھ جاتا رہے تو جائز نہین اور اگر خریدا گیا جانور صحیح و سالم پھر ایسا عیب دار ہو گیا جس سے قربانی درست نہین پس اگر وہ شخص غنی ہو تو بجائے اُسکے دوسرا قائم کرے اور اگر وقت ذبح کے تڑپنے یا چھٹ جانے سے جانور کا پانون ٹوٹ گیا یا زخمی ہو کے آنکھ جاتی رہی تو اُسکی بھی قربانی جائز ہے اور عیدگاہ مین قربانی کرنی افضل ہے اور قربانی کا گوشت بالکل ذخیرہ کرنا اور بالکل تصدق کرنا بھی جائز ہے لیکن اگر عیالدار ہو تو تین حصے کرکے

ایک تصدق کرنا اور دوسرا لوگون کو دینا گو غنی اور ذمی ہون اور تیسرا حصہ کھانا
افضل ہی اور نہ دے مزدوری قصاب کو قربانی مین سے بلکہ مزدوری اپنے پاس سے دین
اور احسانًا اُسے اُسکے اجزا سے دینا جائز ہی بالاجماع اور اُسکی کھال بیچکر قیمت
للہ دینی بھی جائز ہی مظاہر حق مرقاۃ اور ملتقی سے اور وہ جو حدیث شریف مین
آیا ہی کہ (مَن بَاعَ جلدَ اضحیتہٖ فلا اُضحیۃ لہٗ یعنے جسنے بیچی کھال قربانی
اپنی کی سو نہین ہی قربانی اُسکے لیے) پس یہ محمول ہی کھال بیچکر قیمت کو اُسکی
اپنی حاجت مین صرف کرنے پر کہ ثواب ناقص ہوجاتا ہی سو نفی کمال کی ہی مثل
(لاصلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب) کے پس سمجھ لے اے مخاطب یہ تحقیق ہی شیخ
محمد تھانوی محدث کی ــ حصہ ششم جلد اول قرۃ العیون واقعات سال دہم ہجری
بیان قربانی حضرت کا لیکن اگر چاہے تو اُس چیز سے معاوضہ کرے کہ عین
اُس چیز سے نفع ہو باقی رہنے کے ساتھ مثلاً ڈول یا مشک یا چلنی وغیرہ ایسی چیز سے
تبادلہ کرے کہ باقی نہ رہنے کے ساتھ نفع ہو مثلاً سرکہ یا الایچی تو اُسے تصدق کرنا
واجب ہی اور ایک کو دوسرے جانور کے روبرو بے ضرورت اور رات مین اور جانور
گابھن ذبح کرنا اور حالت اضطراب مین کھال کھینچنی اور زیادہ ذبح کرنا یعنی حرام مغز تک
چھری پہونچنی یا سر کٹ جانا مکروہ ہی اور جہتہ کعبہ کی طرف اُسکا منھ نہ کرنا مکروہ
تنزیہی ہی اور اختیاری ذبح مین شرط ہی کاٹنا حلقوم کو جس راہ سے نفس جاری
رہتا ہی اور مری کو جس راہ سے کھانا پانی اترتا ہی اور اُن دونون رگون کو جو
گردن کی دونون طرف ایک ایک ہوتی ہی ودج نام بفتح و بکسر واو جس راہ سے
خون جاری ہوتا ہی اور دونون کو دوجان اور وداجین کہتے ہین اور جبکہ حلقوم

اور مری اور اکثر ودجان سے کاٹی جائے تو بھی حلال ہو جاتا ہے اور مکروہ نہین ذبح کرنا
اور بچا نا برص والی عورت کا اور مسلمہ اور کتابی عورت ذبح مین مثل مرد کے ہے اور
کھایا جائے ذبیحہ گونگے کا اور اگر ذبح کیا جانور کو گردن کے پیچھے سے تو حلال ہے
اگر کٹ جائے اکثر چارون مذکور کا قبل مرنے کے ورنہ حلال نہین مگر مکروہ ہے
اسطور سے حلال کرنا اسلیے کہ خلاف سنت ہے اور زائد ایذا دینا ہے جانور کو اور حلال کرنا
دو قسم پر ہے اختیاری اور اضطراری اختیاری مین کاٹنا حلقوم وغیرہ کا چاہیے
ایسی تیز چیز سے کہ چیر پھاڑ ڈالے اور محل ذبح کا جبڑے کے نیچے سے چنبر گردن تک ہے
اور وہ بھی دو قسم ہے ایک ذبح کہ اونٹ کے سوا اور جانورون کے اول حلق مین
کرتے ہین دوسرے نحر کہ اونٹ کے آخر حلق مین نیزہ مار کے حلال کرتے ہین اور
ذبح اضطراری زخمی کرنا ہے جس جگہ ہو سکے ناچاری سے جیسے جانور کنوین مین
گر پڑا وہان جا کے ذبح نہین کر سکتا پس دور سے تیر یا نیزہ مارے جہان سے لگے
حلال ہے وہ صید ہو یا پالو جانور کسی کا وحشی ہو جائے گو شہر مین ہو لیکن اگر بکری
وحشی ہو جائے تو اُسے حلال کرنا اضطراری جائز نہین اور وقت قدرت کے ذبح
اور نحر پر حلال کرنا اضطراری روا نہین اور اگر نحر کیا غیر اونٹ یا ذبح کیا اونٹ کو تو
حلال ہے لیکن مکروہ ہے اسلیے کہ خلاف سنت ہے اور مضائقہ نہین ذبح مین درمیان
کل حلق کے خواہ اسفل ہو خواہ اوسط خواہ اعلی اور اگر تاریکی شب مین کاٹا اعلی کو
حلقوم سے یا اسفل کو اُس سے تو اُسے کھانا حرام ہے اسلیے کہ ذبح اپنی جگہ پر نہوا
اور اگر وقت ذبح کے اُسکی زندگی نہ معلوم ہو تو ذبیحہ کا خون نکلنا اور حرکت کرنی
شرط ہے اور صرف خون نکلنا بھی کفایت ہے لیکن جبکہ اُسکی حیات کا یقین ہو

تو اُسکا کھانا درست ہے ہر حال مین اور جانور کو زمین پر بائین کروٹ لٹا کے اُسکا
مُنہ قبلہ کی طرف کرکے پکڑے اور اپنا داہنا پانُون اُسکے پہلو پر رکھکے
اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا
اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ
وَلَكَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ کہنے کے ساتھ داہنے ہاتھ مین
ذبح کا آلہ دھاردار تیز لیکے حلق کی طرف ذبح کرے پھر اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ وَمِنْ اُمَّةِ
مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کہکے مجرد ثواب مین آپ کی امت کو بھی
شریک کرے اور اگر چند شخص اُسکے شریک ہون تو بجاے لفظ مِنِّیْ کے اپنا اور
اُن سب کا نام لے وگر نیابتہً ذبح کرے تو بجاے لفظ مِنِّیْ کے اُسکا وگر چند شخص
ہون تو اُن سب کا نام لے اور وقت ذبح کے اللہ کا نام لینا شرط ہے اور بسم اللہ
واللہ اکبر کہنا مستحب اور لفظ واللہ اکبر یعنی واو کے ساتھ کہنا افضل ہے اور
ذبح کرنے والا اور جو نفس ذبح مین معین و مددگار ہو اُسے بھی بسم اللہ کہنا واجب ہے
پس اگر دونون مین سے کسی ایک نے عمداً ترک کیا تو ذبیحہ حرام ہے وگر سہواً ہو تو
حلال اور جسپر قربانی واجب تھی اگر اُسنے نہ کی اور ایام اُسکے گذر گئے تو چاہیے کہ
اُسکی قیمت صدقہ کرے اور جسپر واجب نہ تھی اگر اُسنے قربانی کے لیے جانور خریدکیا
اور اُسکی مدت گذر گئی تو واجب ہے کہ اُسے خیرات کرے اور ذبح کے قبل جانور ان
قربانی کے اجزاے اور قبل وقت کے ذبیحہ سے نفع اُٹھانا حلال نہین پس اگر ذبح کے
پیشتر دودھ دوہے یا بال تراشے یا قبل وقت کے ذبح کرے تو نہ آپ لے نہ بیچکر کسے ۱۰

نہ بیچیگا بلکہ للہ فقیر کو دے دیگر چار پہلا تا ہو تو اُسکے دودھ اور گوبر سے نفع لینا
جائز ہی اور حرام ہی وہ بچہ جو ماکے پیٹ سے مردہ نکلے خلقت اُسکی خواہ تمام ہوئی ہو
یا نہوئی ہو پشم اور بال خواہ نکلے ہون یا نہ نکلے ہون اور جو بچہ جی سکتا نکلے اُسکو ذبح کرنا
چاہیے اور اگر ماکے پیٹ سے نکلا ہوا حیات دراز رکھتا ہو اُسکو ذبح کرنا چاہیے جمیع
مذاہب مین اور دودھ جانور حلال کا حلال اور حرام کا حرام اور مکروہ کا مکروہ ہی
جمیع مذاہب مین اور مرغی کے پیٹ سے نکلے ہوے بیضہ کا پوست سخت ہوا ہو
یا نہ حلال ہی اور سات چیزین مکروہ ہین ذکر اور دونون خایہ اور مقام پیشاب مادہ کا
اور غدود اور پتا اور پھکنا اور حرام مغز اور دم مسفوح یعنی رگون سے جو خون جاری
ہوا ہی حرام اور نجس ہی اور سوا ے انکے سب چیزین مباح ہین اور خون کلیجی اور تلی
اور گوشت کا نہ حرام ہی نہ نجس پس اگر گوشت کو بغیر دھوے پکاے تو اُسے کھانا
جائز ہی لیکن خلاف لطافت طبع کے ہی اور خطیب قربانی اور تکبیر ایام تشریق کو خطبہ مین
تعلیم کرے اور جن لوگون پر نماز فرض ہی اُنپر تکبیر ایام تشریق کی واجب ہی صحیح تر
قول مین فجر عرفہ سے پانچوین روز کی نماز عصر تک ہر فرض عین کے بعد بدون
ایسے فاصلے کے جو مانع ہو بناے نماز کا مردون پر بلند آواز سے اور عورات پر
پست آواز سے ایک بار وگر زیادہ کہے تو ثواب ہوگا اور حمد کو بھی اُسکے ساتھ
شامل کرے پس نماز عصر پڑھنے کے ساتھ بھی کہے اور یہی صاحبین کے قول
اعتماد اور عمل ہی اور اُسی پر فتویٰ ہی سب شہرون اور کل زمانون مین اور مستحب ہی
تکبیر کہنی بعد نماز عید کے اسلیے کہ مسلمان ایسا ہی کرتے چلے آئے ہین تو ضروری ہی
اُنکی پیروی کرنی اور اسی پر ہین بلخ کے علما اور منع نہ کیے جائین عوام تکبیر کہنے سے

بازارون مین عشرۂ ذیحجہ مین اور اسی کو ہم لیتے ہین اور تکبیر کی صفت یون کہنا ہے
اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ
اور اگر نماز فرض قضا پڑھی جاوے ایام تکبیر کی اسی سال کے ایام تکبیر مین تو بھی
تکبیر واجب ہے بسبب قائم ہونے وقت تکبیر کے مثل قربانی کے اور مقتدی کو تکبیر کہنی
واجب ہے اگرچہ اسکے امام نے تکبیر نہ کہی ہو اور مسبوق تکبیر کہے وجوباً مثل لاحق کے
لیکن بعد ادا کرنے اس نماز کے جو اس سے رہگئی ہے اور اگر مسبوق یا لاحق
امام کے ساتھ تکبیر کہیگا تو نماز فاسد نہو گی مگر دوبارہ تکبیر کرے کیونکہ امام کے
ساتھ کی تکبیر اپنے موقع پر نہین ہوئی اور اگر لبیک کہیگا امام کے ساتھ تو نماز
ٹوٹ جائیگی کیونکہ لبیک کلام آدمیون کے مشابہ ہے اور امام پہلے سجدۂ سہو کرے
پھر تکبیر کہے پھر اگر امام احرام باندھے ہے تو لبیک کہے و گر پہلے لبیک کہیگا تو سجدۂ سہو
اور تکبیر کہنا ساقط ہو جائیگا اور ہر لڑکا گرو ہے عوض اپنے عقیقہ کے اور گرو کے
معنی بعضون نے کہا کہ جب تک لڑکے کا عقیقہ نہو گا خیر و برکت شامل حال اسکے
نہو گی اور امام احمد نے فرمایا کہ وہ لڑکا والدین کی شفاعت نہ کریگا اور بعضون نے
کہا کہ لڑکا عقیقے سے پہلے گھن اور آلایش رحم مین پھنسا رہتا ہے عقیقے کے ساتھ
بال منڈتے ہین تو اس سے خلاص ہوتا ہے اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک
اور امام احمد کی ایک روایت مین عقیقہ سنت ہے اور ایک روایت مین امام احمد سے
واجب ہے اور حنفیہ کے نزدیک گو سنت نہین مگر اسپر عمل بطور استحباب کے ہے
جب لڑکا پیدا ہو تب ساتوین دن اسکا عقیقہ کیا جائے بیٹے کے لیے دو بکریان
نر یا مادہ اور بیٹی کے لیے ایک ذبح کی جائے اور اسی وقت اس لڑکا کا سر مونڈا جائے

اور بالون کو تولے اُسقدر چاندی خیرات کردے اور بالون کو زمین مین دفن کردے
اور جو شرائط قربانی کے جانور مین ہین وہ عقیقے کے جانور مین بھی ہین اور بہتر یہ کہ
عقیقے کی ہڈیون کو نہ توڑے جوڑون سے الگ کرے اور گوشت اُسکا پکاوے دوست
آشنا ہمسائے کنبے کے آدمیون کو کھلائے اور کچھ خیرات بھی کرے اور یہ جو مشہور ہے
کہ اصول لڑکے کے یعنی ما باپ دادا دادی نانا نانی عقیقے کے گوشت مین سے
نکھاوین اسکے لیے کوئی سند معتبر پائی نہین جاتی جب عقیقے کا حکم مثل قربانی کے ہے
اور قربانی مین جو کسی کے کھانے کی ممانعت نہین پس اسمین ممانعت کی کیا وجہ
اور ران قابلہ یعنی دائی جنائی کو دے اور بعض عوام کی عادت ہے کہ اُسکی کھال اور
سری اور بعضے اجزا دفن کر دیتے ہین یہ جائز نہین بے وجہ ضائع کرنا مال کا ہے
چاہیے کہ جسطرح قربانی کی کھال استعمال مین آتی ہے اسی طرح اسکی بھی استعمال کرے
اور چاہے تو اُسکی سری پکا کے کھالے اور جو بعضون کو شبہہ ہوتا ہے کہ اگر سری
پکاوینگے تو مغز نکالنے کے لیے ہڈی توڑنا پڑیگا سو عقیقے کی ہڈی کا توڑنا گناہ نہین
جہانتک بے توڑے کام نکلے نہ توڑے ورنہ دفن کر دینے اور مال ضائع کرنے سے
توڑنا بہتر ہے اور بعض علما نے لکھا ہے کہ سری اور پائے سر مونڈنے والے کو دیدے
اور سنت ہے کہ ساتوین دن بروز عقیقہ لڑکے کا اچھا نام رکھا جائے اور بہترین
نام وہ ہے جسمین عبدیت پائی جائے مثلاً عبداللہ یا عبدالرحمٰن وغیرہ یا جسمین
حمدیت پائی جائے مثلاً محمد احمد محمود وغیرہ اور جانور کو ذبح کرنے کے وقت دعا یہ ہے
اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ عَقِيْقَةُ ابْنِيْ فُلَانٍ دَمُهَا بِدَمِهٖ وَلَحْمُهَا بِلَحْمِهٖ وَعَظْمُهَا
بِعَظْمِهٖ وَجِلْدُهَا بِجِلْدِهٖ وَشَعْرُهَا بِشَعْرِهٖ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهَا مِنِّيْ

[illegible]

پس گوشت سے کرنا کھانے کی
کوئی وجہ نہین و لہذا قربانی
کے گوشت مین سے اگر
کچھ بھی خیرات نہ کرے تب بھی
قربانی ادا ہو جاتی ہے اور
اگر قربانی کا گوشت صدقہ کی
نیت سے ہو تو سب گوشت کا خیرات
کرنا واجب ہوتا اور آپ
کھانا جائز نہوتا مثل
صدقۂ فطر اور فدیہ صوم
کے ۱۲ منہ عفی عنہ

واجعلها فداء لابني من النار بسم الله والله اکبر اور بجائے
لفظ فلان کے اس ولد کا نام لے اور لڑکی کے واسطے بجائے لفظ ابنی کے ابنتی کہے
اور بجائے الفاظ بدمہ اور بلحمہ اور بعظمہ اور بجلدہ اور بشعرہ کے بدمہا اور بلحمہا اور
بعظمہا اور بجلدہا اور بشعرہا کہے اور بجائے لفظ ابنی کے لابنتی کہے اور یہ دعا
بزرگون سے منقول ہے اگر نہ معلوم ہو تو بھی عقیقہ صحیح ہے اور اگر ساتوین دن عقیقے کا
اتفاق نہو تو چودھوین[۱۴] روز کرے ورنہ اکیسوین[۲۱] ورنہ اٹھائیسوین[۲۸] وقس علی ہذا القیاس

باب سورج گہن کی نماز کے ذکر مین

کسوف کے وقت دو رکعت نماز
سنت ہے جامع مسجد یا عیدگاہ مین بجماعت بے اذان واقامت وخطبہ کے ساتھ
ایک رکوع سے غیر وقت مکروہ مین اور اسمین جماعت مستحب ہے نہ رد ہے اسپر جسنے
اسے شرط کہا اور بہت صحیح ہے حدیث بخاری کی اس نماز مین بلند آواز سے قرات
پڑھنے مین اور حق یہ کہ سنت ہے نماز و دعا کا طویل کرنا اور مندوب ہے دعا نماز مین
سارے وقت گہن کا پورا ہوجانا پس اگر نماز کو مختصر پڑھے تو دعا کو طول دے
واگر دعا کو مختصر کرے تو قرات طویل کرے اور امام مقتدیون کے مقابل بیٹھے
اور بہتر یہ کہ کھڑا ہو کے دعا کے طویل کرے اور مقتدی آمین کہتے رہین حتی کہ
آفتاب بالکل صاف اور روشن ہوجائے اور وقت مکروہ مین دعا پر اکتفا
کرین اور خسوف یعنی چاند گہن مین اکیلے اکیلے دو دو رکعت گھرون مین پڑھنی
احسن ہے امام موجود ہو یا نہ اور سخت آندھی مین مطلقا یعنی دن مین ہو یا رات مین
اور وقت سخت تاریکی کے دن مین اور وقت خوف غالب کے دشمن وغیرہ سے
اور خوفناک حوادث کے وقت مین مثل زلزلون اور کڑک بجلیون کے اور متواتر گرنے

اور بارش کے وقت اور بیماریون کی کثرت کے وقت مین اکیلے اکیلے نماز پڑھنی مستحب ہے
باب طلب باران مین جب لوگ پینے اور جانورون کو پلانے کے لیے کنوئین
اور نہر مین پانی نہ ہو یا ہو لیکن کفایت نہ کرے اور کئی برس برابر نہ ہو تب لوگ
گناہون سے تجدید توبہ کرنے اور تین روزہ رکھنے اور خیرات کرنے کے بعد چوتھے روز
روزہ رکھے ہوئے مان سے جدا کرکے شیر خوار لڑکون کو اور مواشی کو اور انکے بچون کو
ماؤن سے جدا کیے ہوئے اور ضعفا اور شیوخ اور بزرگان دین کو ساتھ لیکے اور
بہتر یہ کہ امام بھی انکے ساتھ ہو کے سب سر جھکائے ذلیل حال خشوع اور فروتنی سے
پرانے یا پیوند لگے کپڑے پہنے ہوئے اللہ تعالی سے نیک گمان اور دعا قبول ہونے کا
یقین کرکے مصلی یا صحرا کی طرف اپنے پانی منگوانے اور انھون کی برکات سے
مانگنے پیادہ جائین اور وہان کافر نہو اور منبر ساتھ نہ لیجائین اور مکہ معظمہ اور
مدینہ منورہ اور بیت المقدس کے باشندے ان کی افضل مساجد مین جائین اور
چوپائے مسجد کے دروازن پر کھڑے کیے جائین اور ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے کے
بعد جماعت کے ساتھ دو رکعت نماز مثل دو رکعت عید کے پڑھے انمین قرأت بالجہر
اور تشہد کے پھر امام زمین پر مقتدیون کی طرف منہ کیا ہو کے ایک خطبہ پڑھے
اسمین دعا و تسبیح اللہ تعالی کی اور استغفار مومنین و مومنات کے لیے کرے
یا بیچ مین جلسہ کرکے دو خطبے پڑھے اور دوسرا خطبہ تھوڑا سا پڑھنے کے بعد قبلہ
مقابل ہو کے چادر پلٹے اس طرح کہ داہنی طرف بائین دامن اوپر [illegible] اور
نیچے کا رخ اوپر ہو جائے اور بلاغ المبین مین ہو کہ سب لوگ چادر کو الٹے اور زمین
پھر کھڑے ہو کے دعائے استسقا مین مشغول ہو اور مقتدی خطبہ اور دعا مین

قبلہ رو بیٹھے آمین کہتے رہیں اور دعا میں اپنے سامنے قبلہ کی طرف ہاتھ اونچا کرے
اتنا کہ سفیدی بغلوں کی نظر آئے لیکن سر سے اونچا نہ ہو اور اشارہ کرے ساتھ پشت
دونوں ہاتھوں اپنے کے آسمان کی طرف اور حدیث بخاری کا ملخص یہ ہے کہ حضرت
عمرؓ دعا کرتے اور اس میں وسیلہ کرتے طرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ نبی اپنے صلعم کے
بعد آپ کے وسیلہ کرتے ساتھ چچا نبی صلعم اپنے کے پس مینہ برسائے جاتے یہ
حدیث دلیل ہے اس پر کہ نبی دعا میں صلحا جو دین میں وسیلہ پکڑنا درست ہے بلاغ المبین
پس اگر نصف النہار تک پانی نہ برسے تو دوسرے روز غرض تین روز جائیں
اور اس درمیان میں جب دعا مستجاب ہو موقوف کریں اور اگر بارش کی
جھڑی لگے یہاں تک کہ نقصان کرے تو منشاء اللہ میں دعا کرنے کا اس طرح کہ
الٰہی اب جہاں مینہ کا برسنا مفید ہو وہاں برسا اور یہاں سے اٹھا لے اور
اگر لوگوں کے باہر جانے اور سوال کرنے کے قبل بارش عنایت ہو تو مستحب اور
اس انعام کا شکریہ ہے کہ باہر نکل کے دعا کریں تا کہ شبہ خلط خواہ مرے باب
نماز خوف کے ذکر میں اگر دشمن کا زیادہ خوف ہو تو فضل یہ کہ ایک ایک
گروہ ایک ایک امام کے پیچھے پوری نماز ادا کرے یعنی ایک گروہ دشمن کے
مقابل رہے اور ایک امام کے ساتھ نماز پڑھے جب امام فارغ ہو لے تو یہ گروہ
دشمن کے مقابل جائیں اور دوسرے گروہ کے لیے امام کسی کو نماز پڑھانے کی
اجازت دے کہ وہ انکو نماز پڑھا دے اور اگر وقت مستعد نہ ہو تو وہی صورت ہے
جو ذکر کی گئی ہو اگر سارے اہل لشکر اس صفت سے پڑھنے میں ناراض اور مجرد
ایک امام کی اقتدا کرنے میں راضی ہوں تو وہی امام قوم کو دو گروہ کرکے ایک کو

مقابلہ مین بھیجے اور دوسرے کے ساتھ ایک رکعت دو رکعت کی نماز سے اور دو رکعت
تین یا چار رکعت کی نماز سے پڑھے پھر یہ جائین آئین یعنی دوسرے سجدے کے بعد
ایک رکعت پڑھنے کی صورت مین اور بعد تشہد کے دو رکعتون کے پڑھنے کی صورت مین یا
دوسرا گروہ آکے امام کی باقی نماز مین شریک ہو پھر یہ جائین اور پہلا گروہ آکے
اکیلے اکیلے باقی نماز بے قرات ختم کرے پھر دوسرا گروہ اکیلے اکیلے قرات کے
ساتھ نماز تمام کرے اور دو رکعتون کی نماز مین سفر بھی داخل ہے اور نماز خوف صرف
نماز فرض مین منحصر نہین واجب مین بھی ہوتی ہے اور اگر دشمن بالفرض قبلہ کی طرف ہو
تب بھی اس نماز مین کچھ فرق نہ ہوگا اسی طرح دشمن کا مقابل گروہ اگر قبلہ کی طرف
پشت کیے ہو تو کچھ حرج نہ ہوگا اور دشمن کے مقابل جانا پیادہ معتبر ہے اگر سوار ہو کے
جائینگے تو نماز باطل ہو جائیگی اور اگر لوگون کو خوف زیادہ ہو اور ہماجتہ ہون
اوترنے سے تو نماز پڑھین حالت سواری مین تنہا رکوع و سجود کے لیے اشارہ کر کے
جس طرف کو آسان ہو سکے بسبب ضرورت کے مگر وہ شخص کہ امام کے ساتھ سوار ہو
ایک سواری پر تو اسکا اقتدا امام کے پیچھے صحیح ہوگا بسبب ایک ہونے مکان کے
اور یہ نماز فاسد ہو جائیگی پیادہ چلنے سے جو دشمن کے سامنے صف باندھنے کے لیے ہو
اور نہ بے وضو ہو جانے کے سبب سے ہے اور فاسد ہوگی نماز سوار ہونے سے مطلق
یعنی خواہ صف باندھنے کے لیے ہو یا دوسرے مطلب کے لیے اور فاسد ہوگی نماز
بہت کشت و خون کرنے سے اور نہ ٹوٹیگی نماز تھوڑا لڑنے سے یا گھوڑے پر
چڑھنا اور بہت لڑنا بسبب عمل کثیر ہونے کے مفسد نماز ہے اور دریا مین بہنے والا
نماز پڑھے اشارے سے اگر ممکن ہو اپنے اعضا ڈھیلے کر دینے ساعت بھر ورنہ نماز

صحیح نہوگی جیسے پیادہ چلنے والے کی اور تلوار والے کی نماز صحیح نہین جبکہ تلوار سے
لڑتا ہوا اور سوار اگر مطلوب ہو یعنی اسکے پیچھے کوئی اسے پکڑنے کو آتا ہو تو اسکی نماز
درست ہے سواری پر اور اگر سوار طالب ہو یعنی دوسرے کو پکڑنے کو جاتا ہو تو سواری پر
اسکی نماز درست نہوگی بسبب کچھ خوف نہونے کے اور اگر لوگون نے نماز خوف
شروع کی پھر دشمن چلا گیا تو وہان سے ٹلنا درست نہین مگر وہ جہان تھا وہین
نماز پڑھ لے اور اسکا عکس ہو تو درست ہے یعنی شروع کے وقت خوف نتھا پھر ہو گیا
تو اس صورت مین اگرچہ لوگ دشمن کے مقابل چلے جاینگے تو یہ جانا مخل نہوگا
بسبب ضرورت کے اور جس شخص کا قتال معصیت ہو جیسے رہزنی اور بغاوت مین
لڑنا تو اسکی نماز خوف جائز نہین باب نماز جنازہ کے ذکر مین جسکا
ایک بھی فرزند مرے اور وہ صبر کرے اور ثواب چاہے پس بخشیگا باپ مان کا
گناہ کیونکہ بیجا پس نہ جدا ہوگا یہان تک کہ داخل کریگا اسکو بہشت مین اخرجہ البخاری
و مسلم ملخصا بلاغ المبین اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ قسم ہے
اس ذات پاک کی کہ جان میری اسکے ہاتھ مین ہے تحقیق کچا حمل کہ گرتا ہے البتہ
کھینچیگا باپ مان اپنے کو ساتھ آنول نال اپنی کے طرف بہشت کے جبکہ صبر کرے
اور ثواب سمجھے اسکے اخرجہ احمد و ابن ماجہ ملخصا بلاغ المبین فصل دنیا مین
اولاد کے مرنے سے آخرت مین اسکا بدلا الخ مظاہر الحق مین مذکور ہے کہ
مومن کی روح آسانی کے ساتھ نکلتی ہے یا مومن پر بھی سختی ہوتی ہے اسمین حدیثین
مختلف ہین پس انکا یون مطابقت دی گئی کہ روح مومن پر نکلنے سے پہلے
سختی ہوتی ہے اور وقت نکلنے کے سہل نکلتی ہے بخلاف روح کافر کے کہ اسکی روح

نکلنی بھی دشواری سے ہو اور جب کوئی شخص قریب موت کے پہونچے تو اُسکا منہ
قبلہ کی طرف کردیا جائے جس طرح ہوسکے یہی قول صحیح اور صحیح ہے مگر حرج کرنے میں
اسکو تکلیف ہو تو اُسکے حال پر چھوڑدے اور جان کنی کی حالت میں ایمان مقبول
نہیں بالاتفاق اور مختار یہ ہے کہ توبہ مقبول ہوتی ہے اور قبل اسکے کہ روح حلق میں
آئے مستحب ہے کہ اُسکے پاس ذکر شہادتین کیا جائے اور اُسے پڑھنے کا حکم
نہ کریں بلکہ ایسی طرح ذکر کریں کہ وہ بھی سُنکے انہیں کلمات طیبات سے
رطب اللسان ہو اور جب وہ ایک مرتبہ کہہ چکے تو کافی ہے دوبارہ تلقین نہ کیجاوے
وگر بعد کلمہ طیبہ کے وہ شخص دوسرا کلام کرے تو پھر اُسے تلقین کرنی چاہیے اسلیے
کہ حدیث شریف میں ہے کہ جسکا آخر کلام لا الٰہ الا اللہ ہوگا وہ شخص جنت میں داخل ہوگا
فائزین یعنی رہا اور فیروزمندوں کے ساتھ و الا ہر مسلم فاسق بھی گو بعد طول
عذاب کے ہو داخل جنت ہوگا گو وقت موت کے اُسنے نہ کہا ہو اور صرف
توحید کا اقرار مسلمان کے لیے کافی ہے اور کافر کے حق میں صرف توحید کا اقرار
بدون اقرار رسالت کے مقبول نہیں اور بعد دفن کے تلقین کرنی مشروع ہے
اُنکو جنسے سوال کیا جائیگا اور مذہب صحیح یہ ہے کہ اطفال مشرکین جنت میں رہینگے
کیونکہ حدیث ہے کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ وَیَمِیْلُ اِلَیْہِ اور جس شخص سے
کلمات کفر کے سرزد ہوں جانکنی کے وقت عقل زائل ہونے کی حالت میں تو وہ
کافر نہ کہا جائیگا اُسکے حق میں مغفرت مانگنی چاہیے اور مسلمانوں کے مردوں کیسا
معاملہ کرنا چاہیے اور وقت روح نکلنے کے بو سے بد دور ہونے کے لیے خوشبو
حاضر کریں اور بعد قبض روح کے کپڑے کی پٹی گلے کے نیچے سے نکالکے سر پر باندھ کے

مُنہ اور آنکھین بند کردین اور آنکھون کا بند کرنے والا دعاے مسنون پڑھے
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِفُلَانٍ وَارْفَعْ دَرَجَتَہٗ فِی الْمَھْدِیِّیْنَ وَاخْلُفْہُ فِی
عَقِبِہٖ فِی الْغَابِرِیْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَہٗ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ وَافْسَحْ لَہٗ فِی
قَبْرِہٖ وَنَوِّرْ لَہٗ فِیْہِ اور بفور مرنے کے مردہ ننگا کیا جائے اُن کپڑون سے جنمین مرا ہو
تاکہ اُن کپڑون کی گرمی سے جسم مین تغیر نہ آوے اور جس چارپائی پر رکھا ہو اُسے
جس طرح رکھنی میسر ہو اُسی طرح رکھین صحیح تر قول مین اور اعضا مفاصل سے
دُہرا کے سیدہے پھیلا دیے جائین تاکہ ملائم رہین اور کفن پہنانا سہل ہو اور
پیٹ پر لوہا یا سیسہ رکھدین کہ اُس سے بالخاصیت پھولتا نہین اور اطلاع کیجائے
اُسکے مرنے کی اُسکے اقربا اور ہمسایون کو اور جلدی کی جاوے اُسکے سامان
کفن و دفن مین اور مکروہ ہے قرآن کا پڑھنا بلند آواز سے میت کے قریب اُسکے
نہلانے کے قبل اگر مردہ پاک چادر سے نہ چھپا ہو کیونکہ مردہ بسبب اپنی
موت کے نجس ہو جاتا ہے اور مسلمان میت کی بھی نجاست حقیقی ہے لیکن اسکی تطہیر
جہت سے نہلانے سے پاک ہو جاتا ہے حاصل یہ کہ جو موضع شمار کیا گیا ہو واسطے
نجاست کے وہان مکروہ ہے قرأت مطلقًا ورنہ پس اگر وہان نجاست نہو اور
نہ کوئی بے ستر ہو تو مکروہ نہین مطلقًا اور اگر ہو تو مکروہ ہے بلند آواز سے فقط اگر
نجاست قریب ہو اور بنی آدم مکلف پر غسل میت فرض کفایہ ہے پس اگر کوئی مردہ
آب کثیر مین پایا گیا تو اسکو پانی مین حرکت دین واسطے ساقط ہونے فرضیت
غسل کے مکلفین کے ذمہ سے اور حرکت دینی ایک بار شرط اور تین بار مسنون ہے
اور اگر غیر بنی آدم یا غیر مکلفین نیابۃً اُسے نہلائین تو کفایت ہے اور غسل کی فرضیت

مکلفین کے ذمہ سے ساقط ہونے کے لیے نہلانے کے لیے نیت کرنی شرط ہو واسطے
تحصیل ثواب کے اور نیت کو یون تلفظ کرے غسل کی فرضیت مکلفین کے ذمہ سے
ساقط ہونے کے لیے اس میت کو نہلانے کی نیت کی مین نے پس اگر میت کو بدون
نیت کے نہلاوین تو فرض اُنکے ذمہ سے ساقط ہوگا مگر نیت کرنے کے ثواب سے
محروم رہینگے اور مستحب یہ ہی کہ نہلانے والے پہلے خود وضو کرلین تب صندل اور
اگر سے یا جو اُنمین سے ملے اُس سے بعدد طاق سات دفعہ تک گرد تخت بخور کیے ہوئے
تختے پر مردہ کا پاؤن اور منہ قبلہ کی طرف کرکے لینا چت لٹاکے سب کپڑے
اوتارکے پہنے کرین لیکن عورت غلیظہ اور خفیفہ کو پوشیدہ کرکے نہلاوین زیلعی
نے اسکو صحیح کہا ہی اور عورت خفیفہ ناف کے نیچے سے آخر زانو تک ہی اور
اُسمین مقام نکلنے بول و براز کا اور اُسکے گرد عورت غلیظہ ہی اور وقت نہلانے کے
مثال ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کے پہلے استنجا کرادے اسلیے کہ بدون کوئی چیز حائل کیے ہوئے
موضع ستر کو مس کرنا حرام ہی مثل دیکھنے کے اس سے معلوم ہوا کہ بچون کے لیے
مہر اور کیا یہ ضرور نہین اور وضو کرایا جائے بے مضمضہ و استنشاق کے لیکن بعضے
کہتے ہین کہ طہارت تمام ہونے کے لیے بجائے مضمضہ و استنشاق کے کپڑے سے
تینون دانتون اور مسوڑون پر اور ناک کے نتھنون مین پونچھ کے پاک کر دین
اور اب اسی پر عمل ہو اس زمانہ مین اگر چہ جنب یا حائض یا نفسا یا لڑکا بے عقل یا
مجنون ہو اور وضو سے پہلے ہو مونہ ہاتھ میت کے نہ دھوئے کیونکہ یہ سنت
زندگی کے لیے ہی بلکہ اول کپڑے سے منہ اور نتھنون کو پونچھ کے پھر مونہہ دھونے سے
شروع کرکے وضو پورا کراوین اور وضو مین سر پر مسح بھی کر دین پھر اگر خطمی میسر ہو

تو صابون سے داڑھی اور سر کے بال دھو کے بائین کروٹ لٹا کے داہنے پہلو پر
سارا جسم نرمی کے ساتھ مل ملکے بیری کی پتی یا سجّی کے ساتھ پانی جوش دیا ہوا ہو اگر
نہ ملے تو پانی خالص جوش دیا ہوا شیر گرم سر سے پاؤن تک جاری کرین اسقدر
کہ جسم کے اُس حصہ پر پہونچے جو تخت سے ملا ہوا ہے پھر داہنی کروٹ لٹا کے بائین
پہلو پر اُسی طرح مل ملکے پانی جاری کرین پھر بٹھا کے اوپر سے نیچے کی طرف پیٹ
سونتے نرمی کے ساتھ وگر خباثت نکلے تو وضو اور غسل کا اعادہ نہ کیا جائے
بلکہ پاکیزگی کے لیے دھو کے تیسری بار بائین کروٹ لٹا کے داہنے پہلو پر کافور
ملا ہوا شیر گرم پانی سر سے پاؤن تک جاری کرین اور یہ تیسری بار کا غسل ہے
تا کہ عدد مسنون حاصل ہو جائے یعنی تین بار نہلانا سنت ہے اور ہر پہلو پر تین تین مرتبہ
پانی جاری کرین اور غُفرانک یا رحمٰن پڑھتے رہین پھر جسم خشک کیا جائے
کسی پاک کپڑے سے اور حنوط یعنی بے زعفران و ورس ملا ہوا عطر کافور یا صندل یا
ملا کے سر اور ڈاڑھی پر ملنا مستحب ہے اور جو مقام سجدہ مین زمین پر رکھے جاتے ہین
یعنی پیشانی اور ناک اور کف دست اور زانو اور قدم پر کافور ملا جائے اور میت کی
زینت کرنی جائز نہین وگر اُسکے ناخن ٹوٹے ہون تو تراش کے اُسکے ساتھ
کفن مین رکھ دیے جائین اور اُسکے چہرے پر اور سوراخون مین مثلا کان اور
منہ مین روئی رکھنے کا مضائقہ نہین اور بول و براز نکلنے کے موضع مین نہ رکھنا
بہتر ہے اور در مختار کے نواقض وضو مین مرقوم ہے کہ سوتے آدمی کی رال ناقض
نہین اور اسی طرح ... کہ وہ پاک ہے ہر طرح یعنی خواہ سر سے اور نیچے یا پیٹ سے
ہو خواہ زرد رنگ ... بدبو دار ہو یا نہ ہو اسی کے ساتھ فتویٰ ...

میت کی رال سے کہ وہ نجس ہے اور رکھے دونوں ہاتھ مردے کے اُسکے دونوں
پہلوؤں میں اور عورت کے بالوں میں ملنے کے لیے خوشبو میں زعفران و ورس بھی
داخل کر دینا جائز ہے اور بعد مرنے زوجہ کے زوج مس نہ کرے دیکھنا منع نہیں
صحیح تر قول کے بموجب اور عورت منع کی جائے اپنے زوج کے نہلانے سے
اگرچہ کتابیہ ہو بشرط باقی رہنے نکاح کے بخلاف ولد یعنی اُس لونڈی کے جو اپنے
مالک کے نطفہ سے بچہ جنتی ہو اور بخلاف مدبّرہ یعنی اُس لونڈی کے جو بعد مرنے
اپنے مالک کے آزاد ہو اور بخلاف مکاتبہ یعنی اُس لونڈی کے جو اپنے مالک کی
رضا سے اپنی قیمت کی آپ متکفل ہوئی ہو کیونکہ اگر کے مالک کو تو اور آزاد ہو جائے
کہ انہوں نے آقا کو نہلایا نہ آقا انکو نہلائے کی روایت مشہور کے بموجب اور نکاح کا
باقی رہنا غسل کے وقت معتبر ہے موت کے وقت میں شرط نہیں پس جو عورت
اپنے شوہر کے مرنے کے بعد مرتدہ ہو گئی ہو وہ شوہر کے نہلانے سے منع کی جائے
بسبب ٹوٹ جانے نکاح کے اگرچہ پھر مسلمان ہو گئی ہو اور اگر آدھا دھڑ بدون
سر کے پایا جائے تو بے غسل اور بے نماز دفن کر دیا جائے گا اگر آدھے سے زیادہ
اگرچہ بدون سر کے پایا یا آدھا دھڑ مع سر پایا تو غسل دیا جائے اور اُس پر نماز
پڑھی جائے اور غسل یہ کہ مردہ نہلایا جاوے سنت ہے اگر مردہ کا حال معلوم نہ ہو
کہ مسلمان ہے یا کافر اور کوئی علامت پہچان کی نہیں تو اگر اس طرح کا مردہ دار الاسلام
میں پایا جائے تو اُسکو نہلا کے نماز پڑھی جائے اگرچہ علامت دار الاسلام میں پایا جائے
بلکہ دار الحرب میں ملے تو نہ نہلایا جائے نہ نماز پڑھی جائے اور اگر مسلمان مردے
کافروں میں مل گئے اور کوئی پہچان نہیں تو اعتبار اکثر کا ہوگا یعنی اگر مسلمان

زیادہ ہین تو مسلمان قرار دیے جاینگے نماز کے حق مین یعنی اُنپر نماز پڑھی جاوے
اور دعا مین مسلمانون کی نیت کیجاوے اور اگر کافر زیادہ ہون تو نماز کسی پر
نہ پڑھی جاوے نہلا کے اور کفن دیکے کفار کے قبرستان مین دفن کیے جاوین
پھر اگر شمار مین برابر ہون تو سب کو غسل دیا جائیگا اور اُنپر نماز پڑھنے مین اختلاف ہے
بعض فقہا نے کہا کہ نماز پڑھی جاوے اور باقی تین امامون کا بھی یہی مذہب ہے
اور یہی بہتر معلوم ہوتا ہے اور محل دفن مین بھی اختلاف ہے بعضون نے کہا کہ مسلمانون کے
قبرستان مین دفن ہون اور شبہ والی نے کہا کہ اُنکے لیے قبرستان علیحدہ بنادیا جاوے
کہ زیادہ احتیاط اسی مین ہے جیسے اختلاف ہے دفن مین اُس ذمی کتابیہ کے جو
کسی مسلمان سے حاملہ ہو فقہا نے فرمایا کہ اُسے علیحدہ دفن کرنے مین زیادہ
احتیاط ہے اور اُسکی پشت قبلہ کی طرف کی جاوے اس وجہ سے کہ بچہ اپنے باپ کی
تبعیت کے سبب سے مسلمان ہے پس اُسکا منھ قبلہ کی طرف رہے اور اختلاف
اُس صورت مین ہے کہ بچہ مین جان پڑگئی ہو اور اگر جان نہ پڑی ہو یعنی چار مہینے سے
کم کا ہو تو کفار کے مقابر مین دفن کی جاوے اور اگر مردون کے درمیان مین عورت
مرگئی یا عورات مین مرد مر گیا تو دوسرے کو محرم تیمم کرادے وگر محرم نہو تو اجنبی اپنے
ہاتھون پر کپڑا لپیٹ کے تیمم کرادے اور تیمم کرایا جاوے خنثی مشکل اگر قریب بالغ
ہونے کے ہو ورنہ مثل اور بچون کے ہے اُسکو مرد خواہ عورتین غسل دین اور اگر
مردہ کے نہلانے کے لیے پانی نہ ملے تو تیمم کرا کے نماز پڑھین وگر تیمم اور نماز کے
بعد پانی ملے تو نہ غسل چاہیے نہ نماز اور مندوب ہے یہ کہ نہلاوے میت کو وہ
جو نہلایا کرتا ہو اور مکروہ ہے یہ کہ نہلاوے اسکو جنب اور حائض اور بہتر ہے غسال کا

قریب تر لوگوں میں طرف میت کے اور اگر وہ اچھی طرح نہ نہلا تا ہو تو دوسرے پرہیزگار لوگ نہلاویں اور کفنانا فرض کفایہ ہے اور کفن مسنون مرد کے لیے لفافہ یعنی چادر ہے اسکے قد سے کچھ زیادہ اور ازار ہے یعنی دوسری چادر سر سے قدم تک لانبی اور قمیص ہے یعنی کفنی گردن کی جڑ سے قدم تک لانبی بے سی ہوئی اور صحیح تر یہی ہے کہ مکروہ ہے عمامہ ہر حال میں یعنی خواہ عالم ہو یا سید اور تین کپڑوں سے زیادہ کرنا مکروہ ہے اور کفن مثل یعنی جیسے کپڑے جمعہ اور عیدین میں پہنتا تھا ایسے کا کفن سفید اور اچھا موافق سنت کے دینا چاہیے اور عورت کے لیے لفافہ اور ازار اور درع اور خرقہ یعنی سینہ بند بقدر تین ہاتھ کے طویل اور بغل سے آخر زانو تک عریض جس سے عورت کی چھاتیاں اور پیٹ باندھا جاتا ہے اور خمار یعنی اوڑھنی بقدر تین ہاتھ کے طویل اور دو بالشت عریض اور درع اور قمیص میں یہ فرق ہے کہ درع یعنی عورت کی کفنی کا گریبان سینہ کی طرف ہوتا ہے اور مرد کی کفنی کا گریبان مونڈھوں کی طرف اور حالت اختیار میں واجب کفایت ہے مرد کے لیے ازار و لفافہ یا قمیص و لفافہ اور عورت کے لیے قمیص و ازار یا دونوں ازار اور یہی اولی ہے اور اوڑھنی اور جسقدر کپڑا میت کے جسم کو ڈھانک لے فرض ہے اور حالت عجز میں جسقدر میسر ہو پس لفافہ کو بخور خوشبو سے بعدد طاق سات دفعہ تک بسا کے اور خوشبو چھڑک کے پاک بوریا یا تخت پر بچھائیں اسپر ازار اور قمیص آدھی بچھائیں اور اسپر مردے کو لٹا کے جیب سے اسکا سر نکال کے باقی آدھا قمیص اوپر قدم تک پھیلا دیں پھر بائیں پھر داہنی طرف سے ازار اور اسی طرح لفافہ لپیٹیں اور عورت کو کفنی پہنا کے بال کے دو حصے کر کے دونوں جانب سینہ پر کفنی کے اوپر رکھیں پھر

خمار سر پر رکھے یا اون پر ڈالدین اور کسی کے ہاتھ سینہ پر نہ رکھے جائین مطلقاً بلکہ دونون
جانب میت سے پھیلا دیے جائین پھر پہلے بائین پھر داہنی طرف سے ازار لپیٹی جائے
اسپر سینہ بند اسی طرح لپیٹین اسپر اسی طرح لفافہ یعنی پوست کی چادر لپیٹی جاوے اور
یہی خلاصہ ہو اور اگر کھل جانے کا خوف ہو تو سرھانے اور پائینتی کا فاضل کپڑا اور کمر
کپڑے کی پٹی سے باندھ دین اور کفن کے باب مین خنثی مشکل مردہ مثل عورت
مردہ کے ہے احتیاطاً مگر حریر کا اور کسم اور زعفران کا رنگا ہوا کفن اسکو نہ دیا جائے
اور احرام والا مردہ مثل بے احرام کے ہے اور اسکے دو کپڑون مین کفنایا جائے
اور خوشبو نہ لگائی جائے نہ منہ کھلا رکھا جائے تحقیق وہ اٹھایا جاویگا دن قیامت مین
لبیک کہتا ہوا فصل میت کو کفن دینے کے بیان مین بلاغ المبین مین ہے قریب بلوغ کو
مثل بالغ کے کفن دیا جائے اور اگر قریب بلوغ نہو تو اسکو مثل بالغ کے کفن
دینا احسن اور دو کپڑون کا کفن مستحسن اور ایک کپڑے کا کفن دینا بھی درست ہے
اور پیٹ سے گرے بچہ کو کفن مسنون دینا ضروری نہین بلکہ ایک کپڑے مین
لپیٹا جائے جیسے میت کا ایک یا آدھا عضو پڑا ملے تو اسکو ایک کپڑے مین لپیٹنا
چاہیے مگر جبکہ ہو اسکے ساتھ سر تو کفن دیا جائے اور اسی طرح میت کافر کا اگر
کوئی دور محرم مسلم ہو تو وہ اسے دھو کے ایک کپڑے مین لپیٹے اور گڑھے مین
ڈالدے اور مٹی سے توپ دے اگر دوسرے اسکے رشتہ دار نہون اور مرتد کو غسل
و کفن کچھ نہ کرے گڑھے مین ڈال کے توپ دے اور نہین جائز ہے کافر کو نہلانا اپنے
رشتہ دار مسلمان کو اور مسلمان کی قبر مین کافر کا اترنا اسکے دفن کرنے کے لیے مکروہ ہے
اور یہی حال اس بچہ کا ہے جو مردہ پیدا ہوا اور جس آدمی مردہ کا کفن اتار لیا گیا ہو

اور وہ تازہ مرا ہو یعنی پھٹا نہو اُسکو کفن دیا جاے مسنون اور اگر چند بار اوتار لیا جائے
تو کفن مسنون دیا جائے چند بار جب تک وہ مردہ پھٹے نہین اور کفن دیا جائے اُسکے
خاص مال سے اور اگر اُسکا مال وارثون مین تقسیم ہوگیا ہو تو اُنسے مقدار کفن واپس
لیا جاسے اور اگر مردہ پھٹ گیا تو اُسکو ایک کپڑے کا کفن دیا جائے اور جس شخص پر
مردہ کے نفقہ کے لیے حالت حیات مین جبر کیا جاتا تھا اُسی پر وفات کے بعد
کفن کے لیے جبر کیا جائے اور اگر وہان ایسا شخص نہو تو مردہ کا کفن بیت المال مین
ہوگا وگر بیت المال مین نہو تو واقف کارون پر صرف کفن ضرورت کا مانگنا واجب ہوگا
اور جنکو مرنے کا حال معلوم ہوگا اُنپر کفن دینا اُنکا واجب ہوگا وگرنہ دین سگے تو سب
گنہگار ہون سگے اور اگر اُنسے بسبب مفلسی کے نہو سکے تو وہ مالدار آدمیون سے
اُسکے لیے کپڑا مانگین پھر اگر اُس کپڑے سے کچھ بچے تو صدقہ دینے والے کو واپس
کردین اگر معلوم ہو اور اگر نہ معلوم ہو یا وہ واپس نہ لے تو اُس باقی کپڑے سے
اُس مرنے کی طرح کسی مفلس کو کفن دین وگر کوئی اور مفلس مردہ نملے تو اُس کپڑے کو
خیرات کردین اور اگر مردہ ایسی جگہ ہو کہ وہان صرف ایک شخص ہو اور اُسکے پاس
سوائے ایک کپڑے کے دوسرا نہو تو اُسپر کفن دینا لازم نہین اور مسلمان مردے پر
نماز جنازہ پڑھنی فرض کفایہ ہے بسبب اجماع کے سوائے چار شخصون کے اول قوم
باغی جو امام کی اطاعت سے خارج ہو جائین دوم راہزن کہ یہ دونون نہ نہلائے
جائین اور نہ اُنپر نماز پڑھی جائے جبکہ لڑائی مین مارے جائین اور اگر یہ بعد وقت
جنگ کے یا لڑائی کے بعد مارے جائین تو اُنپر نماز پڑھی جائے گی اور جو لوگ اپنے [illegible]
[illegible] اُنپر نماز [illegible] پڑھی [illegible]

اہل عصبہ جو اپنی قوم کی حمایت اور اعانت ظلم پر کرے تیسرا شخص ڈاکہ ہے جو کسی جگہ میں
کھڑا ہو جائے اور جو اس طرف کو نکلے اسکا مال چھین لے چہارم پھانسی مارنے والا
جسنے چند بار پھانسی ماری ہو پس اگر اہل عصبہ اعانت کرتے ہیں اور ڈاکہ اور پھانسی
مارنے والا اثنا جنگ میں مارا جاوے تو انکا حکم مثل باغیوں کے ہے اور جسنے اپنے
والدین میں سے ایک کو مار ڈالا اسپر نماز نہ پڑھی جائے اسکی اہانت کے لیے اور
جو شخص اپنے آپ کو قتل کرے گو عمداً ہو تو نہلایا جاوے اور اسپر نماز پڑھی جاوے ف
اور سبب نماز جنازہ کے واجب ہونے کا میت کا مسلمان ہونا ہے اور وقت اس
نماز کا حاضر ہونا جنازہ کا ہے اور جو چیزیں اور نمازوں کی مفسد ہیں وہی اس نماز کی بھی
مفسد ہیں مگر اس نماز میں عورت برابر کھڑی ہو تو مفسد نماز نہیں ہے اور اگر اس نماز میں
امام بے وضو ہو جائے تو اسکو خلیفہ کرنا درست ہے اور قبل تکفین کے مطلق
نجاست سے اور بعد تکفین کے اس نجاست سے جو میت کے جسم سے نکلی ہو
میت کا کپڑا اور جسم پاک ہونا شرط ہے اور طہارت اسوقت تک شرط ہے کہ قبر میں رکھنے کے
مٹی نہ دی ہو پس اگر مٹی نہ دی ہو تو نکال کے نہلاوے اور نماز پڑھے اور اگر دی ہو تو
اسکا ذکر متصل آگے پاؤگے اور امام کا کپڑا اور جسم پاک ہونا اور مکان کا پاک ہونا
واسطے جائز ہونے نماز کے اسپر اور مسلم ہونا اور ستر عورت کرنا میت اور امام کے
حق میں شرط ہے اور امام شافعی اور امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ غائب جنازہ پر نماز پڑھنی
جائز ہے بخاری و مسلم فصل غائب پر نماز جنازہ پڑھنے کے بیان میں بلاغ المبین میں
اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے نزدیک میت کا موجود ہونا اور سامنے کعبہ کی طرف
اسکا جنازہ رکھنا شرط ہے زمین پر چوپایوں یا ہاتھوں پر زمین سے قریب اور ایک میت کے اجزاء سے

ف اور امام ابی یوسف کا قول ہے کہ اپنے نفس کا قاتل نہ نہلایا جائے اور اسی کو کمال الدین نے ترجیح کہا ہے بسبب حدیث کے جو صحیح مسلم میں ہے اور شافعی کہتے ہیں کہ اس حدیث میں کوئی دلالت اس بات کی نہیں کہ اسپر کسی نے نماز نہ پڑھی ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ [illegible]

کوئی چیز امام کے سامنے ہونا شرط اور کافی ہے اگرچہ میت زیادہ ہوں اور امام کا
بالغ ہونا شرط ہے پس اگر نابالغ بالغوں کا امام ہو کے نماز جنازہ پڑھائے تو جائز نہیں
لیکن اگر اسپر اکیلا نابالغ نماز پڑھے تو بالغوں سے آیا یہ فرض ساقط ہو جاتا ہے شامی نے
یہاں اور باب امامت میں بسط کے ساتھ تحقیق کی ہے اسکی کہ ساقط ہو جاتا ہے اور
میت کا سر جانا امام کے داہنی طرف رکھنا سنت ہے اور تکبیر اولی ایک وجہ سے شرط ہے اور
ایک وجہ سے رکن ہے اور قیام اور تین تکبیریں اور دعا رکن ہیں اور ثنا اور درود سنت ہے
اور تین صفیں کرنی مستحب ہے حتی کہ اگر صرف سات آدمی ہوں تو امام کے پیچھے تین
آدمی اور انکے پیچھے دو آدمی اور انکے پیچھے ایک آدمی کھڑا ہو پس نیت کرنے کے ساتھ
پہلی تکبیر کہے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاوے فقط پہلی بار اللہ اکبر کہنے میں اور بعد
پہلی تکبیر کے وہ ثنا پڑھے جو نماز میں پڑھتے ہیں پھر تکبیر کہکے درود پڑھے جیسے
نماز میں تشہد کے بعد پڑھتے ہیں پھر تکبیر کہکے اپنے نفس کے لیے اور میت اور
مسلمین کے لیے دعا کرے لیکن دعا سے ماثور اولی ہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا
وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ
مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی
الْاِیْمَانِ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ پھر چوتھی تکبیر کہکے
دو سلام پھیرے یعنی داہنے اور بائیں طرف اور دونوں طرف نیت کرے جیسے
حفظہ کی جیسے نماز میں اور نیت کرے میت کی جیسے نیت کرے امام کی
اور ان سب باتوں کو آہستہ پڑھے لیکن ہمارے زمانہ میں اسپر عمل ہے کہ بلند آواز سے
کہے ایک سلام کو اور دوسرے کو پست آواز سے کہے اور نماز جنازہ میں قرأت

قرآن ہو نہ التحیات اور جائز ہی ہمارے نزدیک سورہ فاتحہ پڑھنی دعا کی نیت سے
بعد تکبیر اولی کے اور اس صورت مین سورہ فاتحہ قائم مقام ثنا کے ہو جائیگی اور
مکروہ تحریمی ہی قراءت کی نیت سے سورہ مذکور کا پڑھنا اور نماز جنازہ مین اگر پانچ
تکبیرین امام سے سنے تو اسکی متابعت نہ کرے اسلیے کہ پانچوین بار اللہ اکبر کہنا
منسوخ ہو پس مقتدی توقف کرے یہان تک کہ امام کے ساتھ سلام پھیرے
اسی پر فتوی ہی اور مغفرت کی درخواست نہ کی جائے نماز جنازہ مین لڑکے کے لیے
اور اس دیوانہ اور بے عقل مرد کے لیے جو اصلی ہون یعنی موت تک اسکا ہوش
اور اسکی عقل درست نہوئی ہو پس بجائے دعاء بالغون کے روایت ہی
بخاری شریف سے (بطریق تعلیق کے) کہ کہا حسن (بصری) پڑھتے اوپر جنازہ لڑکے کے
سورہ فاتحہ یعنی بعد تکبیر اولی کے بجائے سبحانک اللہم الخ کے اور کہتے بعد تیسری
تکبیر کے اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا وَفَرَطًا وَّاَجْرًا مظاہر حق وبلاغ المبین اور
اگر لڑکی مونث ہو تو بجائے اَجْعَلْهُ کے اَجْعَلْهَا کہے اور جو شخص کہ بعد
بالغ ہونے کے دیوانہ یا بے عقل ہوا ہو تو اسکے گناہ دیوانگی یا بے عقلی سے ساقط
نہین ہونگے انکے لیے مغفرت مانگی جائے اور مستحب ہی امام کو سینہ میت کے
مقابل مین کھڑا ہونا ہر حال مین اور اگر کوئی شخص آیا تحریمہ امام کے بعد تو دوسری
تکبیر کا انتظار نہ کرے بلکہ اسی وقت تکبیر تحریمہ کہکے شریک ہو جائے اور اسکا کچھ
فوت نہوگا جیسے کوئی شخص تحریمہ امام کے وقت موجود ہو مگر اسکے ساتھ تکبیر تحریمہ
نکہی تو وہ دوسری تکبیر کا انتظار نہ کرے اسی وقت تحریمہ کہکے شریک ہو جائے
بالاتفاق اور اگر چارون تکبیر کے بعد کوئی شخص آیا تو وہ تکبیر تحریمہ کہکے شریک ہو جائے

اور اسی قول امام ابو یوسف پر فتوی ہے کہ سلام امام کے بعد تینون تکبیرین پیہم کہلے
بدون دعا کے اگر خوف ہو میت کے اٹھا لے جانے کا اسی طرح موجود شخص اگر
چوتھی تکبیر تک امام کا شریک نہوا اور بعد چوتھی تکبیر کے شریک ہو جائے تو وہ بھی
سلام کے بعد تین تکبیرین کہے بالاتفاق اور اگر بھول سے تکبیرین چار کی تین
کہی جاوین تو بعد سلام کے ایک تکبیر پیچھے کہے کذا فی ضیاء بلیغ المبین جنازہ کی تکبیرون کے
بیان مین اور جب جنازے جمع ہو جائین تب اولی یہ کہ علیحدہ علیحدہ ہر ایک پر نماز
ادا کرین اور سب کے پہلے افضل میت پر نماز پڑھے پھر اس سے کم فضیلت والے پر
اور علی ہذا القیاس اور اگر سب پر ایک ہی نماز پڑھے تو بھی درست ہے اور اس صورت مین
سب جنازون کو ایک صف کرے اس طرح کہ ایک کا سر دوسرے کے پانون کی
طرف ہو اور اگر چاہے تو انکو قبلہ کی جانب ایک دوسرے کے بعد رکھکر صف بنا
اسطرح کہ ہر ایک کا سینہ امام کے مقابل رہے اور یہی اولی ہے اور اگر چاہے تو
اس صورت مین زینہ کی طرح صف کرے یعنی ہر ایک کا سر دوسرے سے پائین طرف
کچھ نیچے رہے اور افضل میت کے سینہ کے مقابل امام کھڑا ہو اور اولی بہ تقدم ہونا
ولی کا بعد اسکے حاکم کا بعد اسکے امام جامع مسجد کا بعد اسکے امام میت کے
محلے کا اور اگر ولی اور سلطان کے سوا اور لوگون نے نماز جنازہ پڑھی ہو
تو ولی کو نماز مکرر پڑھنے کا مضائقہ نہین اگرچہ قبر پر ہو بسبب اپنے حق کے نہ
ساقط ہونے فرض سے یعنی فرض تو غیر کے ادا کرنے سے بھی ساقط ہو گیا اور
اگر ولی نے نماز جنازہ پڑھ لی ہو تو بعد اسکے کسی کو نماز پڑھنی اسپر درست نہین اور
جو شخص نماز جنازہ پیشتر ادا کر چکا ہو یا نہ اسکو مکرر ادا کرنا غیر مشروع ہے گو میت کے

ولی کے ساتھ ہو اور فتوی اوپر باطل ہونے وصیت کے ہے واسطے اپنے نہلانے اور
نماز پڑھنے کے اور اگر نماز نہ پڑھی گئی یا بدون غسل نماز پڑھی گئی اور دفن کیا گیا اور
اسپر مٹی دی گئی تو اسکی قبر پر نماز پڑھی جائے یہی قول صحیح تر ہے وگر اسکے پھٹنے پر
ظن غالب ہو یا شک ہو تو اسپر نماز جائز نہیں یہی قول صحیح ہے اور جائز نہیں نماز
جنازہ سوار ہو کے اور نہ بیٹھے ہوئے بدون عذر کے وگر عذر ہو تو درست ہے اور
مسجد میں نماز جنازہ پڑھنی درست ہے بشرطیکہ عذر ہو ورنہ مکروہ تنزیہی ہے اگرچہ جنازہ
مسجد کے باہر اور قوم سب یا بعض مسجد میں ہوں اور جب سعد بن ابی وقاص کی
وفات ہوئی تب کہا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کہ داخل کرو انکو
مسجد میں کہ نماز پڑھوں میں انپر پس انکار کیا گیا انپر پس فرمایا بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے
کہ نماز پڑھی ہے رسول اللہ صلعم نے اوپر دونوں بیٹوں بیضا کے مسجد میں اخرجہ مسلم
انتہی یہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ نماز جنازہ پڑھنی عورات کو بھی جائز ہے اور یہ دلیل
پکڑی ہے جمہور علما نے اوپر جائز ہونے نماز کے جنازہ پر مسجد میں زرقانی شرح
موطا امام مالک اور بعد حضرت کے صحابہ کا نماز پڑھنا مسجد میں جنازہ حضرت
عمر پر ثابت ہے موطا امام مالک پس معلوم ہوا کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنی سنت ہے
مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کے بیان میں بلاغ المبین میں اور جس بچہ کے
اکثر اعضا باہر نکلیں یعنی پاؤں کی طرف سے ناف تک یا سر کی طرف سے سینہ تک
پھر مر جاوے پس اگر زندگی کی کوئی علامت پائی جائے مثلاً حرکت کرنا اعضا کا
یا آواز کرنا تو نام رکھا جاوے اور غسل وکفن دیا جاوے اور اسپر نماز پڑھی جاوے اور
وہ وارث اور مورث ہوگا اور اگر اکثر پیدائش کے بعد کوئی علامت زندگی نہ پائی جاوے

تو نام رکھا جاوے اور بے رعایت ترتیب سنت غسل و کفن کے ایک کپڑے میں
لپیٹ کے بے نماز پڑھے دفن کیا جاوے یہی قول صحیح تر ہے تو اسپر فتویٰ دیا جاوے
اور جب ظاہر ہو جاوے بعض خلقت بچہ کی تو نام رکھا جاوے اور دعا یعنی نماز [illegible]
اور اسکا حشر ہوگا اور اگر کسی نے مثلاً عورت کے پیٹ میں مارا اور بچہ مردہ نکل پڑا
تو وہ وارث اور مورث ہوگا اور اگر بچہ کے دونوں ماں یا باپ سے کوئی [illegible] آیا تو وہ
مسلمان ہے دار الاسلام کی تبعیت سے اگر گرفتار کرنے والا ذمی ہو یا گرفتار
کرنے والے کی تبعیت سے اگر وہ مسلمان ہو خواہ وہ بچہ پکڑا گیا ماں باپ کے ساتھ
پھر ماں یا باپ مسلمان ہوا یا خود وہ لڑکا مسلمان ہو گیا اور تھا لیکن وہ عاقل بچہ
اگر اسکے سامنے اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور
قیامت اور تقدیر کی تفصیل کی جاوے اور اس سے اقرار ایمان کا سوال کیا جاوے
تو وہ کہدے کہ میں ایمان لایا اور پہلے جنازہ کے سرہانے کی داہنی پٹی داہنے مونڈھے پر
پھر پائنتی کی داہنی پٹی داہنے مونڈھے پر پھر سرہانے کی بائیں پٹی بائیں مونڈھے پر
پھر پائنتی کی بائیں مونڈھے پر رکھ کر دس دس قدم چلنا مستحب ہے اور
ہر جانب سے چالیس ۴۰ قدم چلنا مستحب و کامل تر ہے اور مکروہ ہے جنازہ کا
اٹھانا مردے کا چارپائی کی دونوں پٹی یا دونوں سروں سے کہ بیچ میں سے دو
شخص اٹھاویں یا چار اور جنازہ کے اٹھانے کا طریقہ مسنون یہ ہے کہ چار آدمی
کھڑے ہوں کہ ایک ایک پایہ ہاتھوں سے اٹھا کے پیچھے کو مونڈھوں پر رکھیں
اور پہلے ہاتھ سے اٹھانے پھر شانے پر رکھیں جیسا اسباب کے اٹھانے کا
طریقہ ہے اور اسی وجہ سے مکروہ ہے لادنا مردے کا پشت چارپایہ اور سواری پر رکھنا اور پیچ

اور شیر خوار یا دودھ چھوٹے ہوئے یا اس سے کچھ زیادہ عمر کے بچہ کو نوبت بے
ایک ایک شخص اپنے دونون ہاتھون پر اٹھائے اگرچہ اٹھانے والا سوار ہو وگر
لڑکا بڑا ہو تو کندھون پر یا چارپائی پر اٹھایا جائے اور جنازہ کو جلد لیچلنا مسنون ہے
اسقدر کہ میت چارپائی پر ادھر ادھر حرکت نہ کرے اور مکروہ ہے مرنے کے نماز
اور دفن مین اسلیے دیر کرنی کہ نماز جمعہ کے بعد بہت سے آدمی اسپر نماز پڑھین
ہان جب خوف ہو کہ اسکے دفن کی جہت سے نماز جمعہ فوت ہو جائیگی تو تاخیر کرنی
مکروہ نہوگی اور جنازہ کے ساتھ پیادہ پیچھے چلنا مندوب ہے اور اسکے آگے چلنا بھی
درست ہے لیکن اگر اسکے آگے اسقدر دور نکل جاسکے کہ لوگ یہ سمجھین کہ اکیلا جاتا ہے
یا سب لوگ آگے بڑھ جائین یا جنازہ کے آگے سوار ہو لے تو مکروہ ہے جیسے مکروہ ہے
جنازہ کے ساتھ بلند آواز سے ذکر یا قرآن پڑھنا و گر منظور ہو تو اپنے نفس مین
پڑھے اور جابر سے روایت ہے کہ میت دفن کر لینے مردون کو رات مین مگر یہ
کہ ناچار ہو اسکی طرف ابن ماجہ و مسلم بلوغ المرام مترجم اور کندھون پر سے جنازہ
اتارنے کے لاش رکھنے سے قبل ساتھ والون کو بے حاجت اور بے ضرورت بیٹھنا
اور بعد مین لاش رکھنے کے بعد کھڑے رہنا مکروہ ہے اور جو پہلے سے جنازہ کے
ساتھ ہون وہ بے نماز واپس نہ آئین اور نماز کے بعد دفن سے قبل اہل میت کی
اجازت سے واپس آنا روا ہے لیکن دفن کے بعد پھر آنا مختار ہے اور دفن کرنا میت کا
فرض کفایہ ہے نصف قد یا ایک قد تک گہری اور اسکے قد کے برابر لمبی اور
اسکی نصف چوڑی قبر کھودے کہ نیچے جانب قبلہ بغل مین مردہ رکھنے کے لیے فراخ
لحد کھودنی اولیٰ ہے اور نہین چاہتے ہے کہ قبر کے اندر گدا یا تکیہ یا چٹائی رکھی جائے

اور اگر کوئی شخص کشتی مین مرجائے تو غسل و کفن دینے اور نماز پڑھنے کے بعد
دریا مین ڈالدیا جائے اگر زمین قریب نہو اور توقف مین خوف ضرر ہو اور جس
مکان مین مرے اُسمین دفن ہونا یہ طریقہ انبیا علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے
اورون کے لیے لائق نہین اگرچہ بچہ ہو اور وقت دفن کے پہلے قبر پر قبلہ کی
طرف جنازہ رکھا جاے اور اُسی طرف سے قبر مین میت داخل کی جائے اور لحد مین
میت کو رکھنے والا کہے بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اور حصن حصین مین
منقول ہے کہ جب قبر مین میت کو رکھے تب رکھنے والا کہے بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی
سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور قبلہ رخ کرنا مردہ کا سنت ہے اور
مناسب ہے ہونا مردہ کا داہنی کروٹ پر اور بعد مٹی دینے کے اگر معلوم ہوا کہ مردہ
قبلہ رخ نہین ہے تو قبر نہ کھودی جاے اور لحد مین مردہ کے کفن کی گرہ کھولدی جاے
اور لحد کے منہ پر اول کچی اینٹین کھڑی کی جائین اور اُنکی درزون مین کہگل یا ڈھیلے
رکھدیے جائین اور نہ رکھی جائین پکی اینٹین اور تختہ گرد میت کے لیکن اوپر ہی
تختہ رکھنا مکروہ نہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لحد شریف کی
اینٹون کا شمار نو عدد ہے اور کچی اینٹون کے ساتھ نرکل کے گٹھے تھے اور جائز ہے پکی
اینٹ اور تختہ گرد میت کے نرم زمین مین پھر لحد کا منہ بند کرکے قبر کی کھلی ہوئی
مٹی سرہانے سے تین تین لپ ڈالین اور قبر چورس نہ بنائے بسبب ممانعت کے
اور چورس کرنے سے مراد یہ ہے کہ مٹی کو پھیلا کے چبوترہ کی شکل نہ بنائے بلکہ
بیچ مین ایک بالشت تقریبًا یا تھوڑی زیادہ بلند بنانی مندوب ہے اور قبر پر
پانی چھڑکنا کچھ مضائقہ نہین واسطے حفاظت کے کہ اُسکی مٹی نہ اُڑے شامی

کہ پانی چھڑکنے کو مستحب کہنا مناسب ہے اور عورت اور خنثی مشکل کو قبر میں
اوتارنے کے وقت سے لحد کا تختہ بند کرنے تک پردہ کرنا مستحب ہے مگر کچھ
بدن کھل جانے کا ظن غالب ہو تو واجب ہے اور اگر زمین نرم ہو تو شق یعنی سیدھی اوند
کھودی اور نیز صندوقی قبر بنانے کا مضایقہ نہیں اور بدون حاجت صندوق بنانا
مکروہ ہے مگر حاجت ہو مثلاً زمین بہت نرم ہو تو بنانا مضایقہ نہیں گو پتھر یا
لوہے کا ہو اور چاہیے کہ اس میں نیچے مٹی بچھا دیں اور داہنے اور بائیں ہلکی ہلکی
اینٹیں کچی رکھیں اور ڈھکنے کے اندر کی جانب مٹی لیس دیں تا کہ لحد کی صورت
بن جاوے اور بقدر ایک اونٹ نحر کرنے اور اسکا گوشت تقسیم کرنے کے اسکے
سرہانے سورۂ بقرہ کا اول مفلحون تک اور خاتمہ اسکا یعنی آمن الرسول پڑھیں
اور اسکے لیے استغفار اور ثابت قدم رہنے کی دعا کرتے رہیں اور مٹی دینے کے
بعد اگر ضرورت ہو تو کھود کے لاش ایک دو کوس لیجانا مضایقہ نہیں مگر اس سے
زیادہ لیجانے کے لیے یا بے ضرورت وہیں دوسرے موضع میں دفن کے لیے
کھود کے لاش نکالنا جائز نہیں مگر بعد مٹی دینے کے مردہ قبر سے باہر نکالا جاوے
کسی آدمی کے حق کے لیے تو جائز ہے مثلاً جس زمین میں دفن کیا وہ شفعہ کے
باعث سے دوسرے نے لی اور وہ نہیں چاہتا کہ اس زمین میں مردہ رہے
اور مالک زمین کے ظاہر و باطن دونوں پر حق رکھتا ہے چاہے مردہ کو اندر رہنے دے
اور صرف اوپر سے ہموار کر دے اور چاہے اندر بھی نہ رہنے دے جیسے جائز ہے جو بنا
قبر کا اور اسپر عمارت بنانی جبکہ مردہ مٹی ہو گیا ہو اور دو مردے ایک قبر میں دفن
نہ کیے جاویں ابتدا میں ضرورت کے لیے جائز ہے اور نہ کھودی جاوے کوئی قبر

واسطے دفن کرنے دوسرے مردہ کے اگر پہلے مردہ کی ہڈیان باقی نہون تو جائز ہے اور اگر ہڈیان باقی ہون اور اُس مقبرہ مین تنگی محل ہو اور دوسری جگہ نملے تو پہلے مُردے کی ہڈیان ایک طرف جمع کرکے اور مٹی کو حائل کرکے دوسرے کو بھی دفن کردینا جائز ہے اور قبر پہ کہگل کرنی مختار یہ کہ مکروہ نہین اور بعد دفن کے قبر پہ عمارت بنانی زینت کے لیے جائز نہین اور مضبوطی کے لیے دفن کے بعد جائز ہے کراہت کے ساتھ لیکن مکروہ نہین بنی ہوئی عمارت مین دفن کرنا لیکن مرقاۃ شرح مشکوۃ مین ملا علی قاری نے اتر بار اور تورپشتی سے اور بعض شراح سے نقل کیا کہ منع نہین قبور پر خیمہ کھڑا کرنا فائدہ کے لیے مثلا بیٹھنے کے لیے اور سلف نے مباح کیا ہے بنا مشائخ اور علماء مشہورین کی قبور پہ تاکہ لوگ زیارت کرین اور انھین بیٹھنے سے آرام پائین اور در مختار مین اسی کو مختار لکھا اور شامی نے احکام سے اُسنے جامع الفتاوی سے نقل کیا ہے کہ بعضون نے کہا کہ مکروہ نہین بنا اگر ہو میت مشائخ اور علما اور سادات سے اور طحطاوی نے لکھا کہ مقید کیا ہے جواز اس قول پہ کہ مال حلال سے بنے اور اُس سے زینت اور تفاخر کی نیت نہو اور مجمع بحار الانوار کے باب شین مع الراء مین بیچ تحقیق معنی لغت شرف کے بھی یہی لکھا ہے اور عمل بھی اسی پر ہے اور پیشوائے شریعت مقتدائے طریقت رہنمائے حقیقت مقتدائے معرفت سیدنا واستاذنا ومولانا وشیخنا مولوی خادم حسین خان ابن مولوی عبد القادر خان طاب اللہ ثراہما وجعل الجنۃ مثواہما نے بھی ایک رسالہ تحقیق جواز مین اسکے لکھا ہے واللہ تعالی اعلم اور بیچ مضائقہ نہین لکھنے کا قبر پر اس غرض سے

کہ اُس قبر کا نشان نہ جاتا رہے اور پائمال نہو اور ممانعت اُسوقت ہی کہ حاجت نہو
اور مضائقہ نہین اپنے لیے قبر کھود رکھنے کا اسلیے کہ اُس سے فائدہ ہی ہوتا ہے یعنی
اگر خود وہان نمریگا تو دوسرے کے کام آویگی اور کفن اور مثل اُسکے اور چیز
تیار کرا لینا اور دفن کرنا رات مین مکروہ نہین اور دن مین مستحب ہی اور اگر قبر مین کسی
کافر ذمی کی ہڈیان پائی جائین تو نہ توڑی جائین نہ اور قسم کا ستانا کیا جاسے اور اگر
عورت مردہ کے پیٹ مین بچہ زندہ حرکت کرتا ہی تو بائین طرف سے پیٹ چیر کے
اُسے نکال لین اور اگر برعکس ہو یعنی بچہ مر گیا اور عورت زندہ ہی اور خوف ہو ماں کے
مرجانے کا تو وہ کاٹ کے نکالا جاے اور اگر بچہ زندہ ہی تو کاٹ کے نہ نکالا جاے
کیونکہ ماں کا مرجانا وہمی بات ہی تو زندہ بچہ کو قتل کرنا وہمی امر کے لیے جائز نہین
اور اگر کوئی شخص مال غیر نگل کے مر گیا تو اُسکا پیٹ چیرا جاے یا نہین اسمین
دو قول ہین اور بہتر یہ کہ ہان چیرا جاے کیونکہ اُسکی حرمت اُسکے ظلم و ستم کے
سبب سے جاتی رہی اُس سے معلوم ہوا کہ اگر بے ظلم و ستم کے اُسکے پیٹ مین چلا گیا
تو پیٹ نہ چیرا جائیگا اور کسی کے مرنے کا دل سے غم کرنا اور بے اختیار رونا رحمت ہی
اگرچہ آواز سے ہو مگر مکروہ ہی مبالغہ کرنا اُسکی تعریف مین اور نوحہ کرنا اور سینہ کوٹنا اور
کپڑا پھاڑنا وغیرہ جیسے کہ اہل جاہلیت کی عادت ہی اور اگر کسی عورت کا شوہر
مر جاے تو چار مہینے اور دس روز ایام عدت کے واجب ہین اُسمین زینت نہ کرے
اور اگر اسی ایام مین نابالغہ بالغہ ہو لے یا مجنونہ ہوش مین آ گئے تو وہ بھی
زینت ترک کرے یعنی شانہ نگ وندانہ بالون مین نہ کرے اور تیل اور حریر یعنی
کپڑے ریشمی یا سرخ یا زعفرانی رنگے ہوے نہ پہنے اور خوشبو نہ استعمال کرے اور

روغن اور سرمہ نہ لگائے مگر عذر کے سبب سے اور شوہر کے گھر سے باہر نہ نکلے مگر دن میں ضرورت کے لیے اور رات میں وہیں رہے لیکن اس صورت میں کہ جبراً نکال دی جائے یا گھر گر جائے یا خوف کرے اپنے نفس یا مال پر یا اگر اسکے اقربا سے کوئی دوسرا مر جائے تو تین روز ماتم کرنا جائز ہے اور دفن کے بعد تین دن تک مستحب ہے کہ لوگ آ کے مصیبت زدہ پر سلام اور مصافحہ کر کے تعزیت کریں یعنی مسلم اہل مصیبت کے لیے دعائے حصول صبر اور خیر کی اور مسلم میت کے لیے دعائے مغفرت کریں اَعْظَمَ اللّٰهُ اَجْرَكَ وَاَحْسَنَ عَزَاءَكَ وَغَفَرَ لِمَيِّتِكَ اور صحیحین میں ہے کہ جب تعزیت کرے کسی کی تب سلام کرے اور کہے اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلِلّٰهِ مَا اَعْطٰى وَكُلٌّ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ واگر تعزیت کیا مرد ہو تو فَلْيَصْبِرْ وَلْيَحْتَسِبْ کہے اور تین روز کے بعد اور دوسری بار تعزیت کرنی مکروہ ہے لیکن اگر غائب شخص تین دن کے بعد آ کے تعزیت کرے تو مکروہ نہیں اور مکروہ ہے تعزیت کرنی قبر کے پاس اور گھر کے دروازے کے پاس اور میت کے ہمسایوں اور دور کے رشتہ داروں کو مستحب ہے کہ میت کے گھر والوں کے لیے بقدر کھانا پکوائیں جو انکو اس دن اور رات میں شکم سیر کر دے اور مظاہر الحق میں منقول ہے کہ بعضوں نے کہا کہ حلال ہے تین دن تک کہ ایام تعزیت کے ہیں اور قبر کی زیارت مستحب ہے اور افضل یہ ہے کہ روز جمعہ میں زیارت کرے یا اس ایک دن پہلے یا ایک دن بعد اور اگر ممکن ہو تو میت کے روبرو کھڑا ہو کے سلام کرے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ پھر دعا کرے کھڑے ہو کے

اور بیٹھتا تھا تو بیٹھکے دور یا قریب حسب مرتبہ ہوتے کے حالت حیات مین اور جسقدر
ہو سکے قرآن پڑھکے کہے اللّٰهم اوصل ثواب ما قرأناه الی فلان او الیہم
یعنی یا اللہ جو چیز مین نے پڑھی ہے اُسکا ثواب پہونچا فلان شخص کو وگر چند اشخاص کو
بخشنے تو کہے اُن سب کو اور نماز اور روزہ اور حج اور اعتکاف وغیرہ عبادت بدنی
اور مالی کا ثواب جسقدر اور جب چاہے جس مردہ یا زندہ کو بخشے اُسے پہونچتا ہے
بلکہ افضل یہ ہے کہ بخشنے مین نیت کرے جمیع مومنین اور مومنات کی کیونکہ اُن سب کو
پہونچتا ہے اور اُسکے اجر سے کچھ کم نہین ہوتا اور اگر مردہ یا زندہ کی طرف سے نیابۃً
عبادت مالی مثلاً زر نقد وغیرہ دے یا جانور ذبح کرے یا کھانا تقسیم کرے یا کھلائے
تو روا ہے اور اُسے پہونچتا ہے اور قرأت قرآن کے لیے قبر کے پاس بیٹھنا قول
مختار مین مکروہ نہین اور ترجمہ حدیث کا یہ ہے کہ میت عذاب کیا جاتا ہے بسبب رونے
اہل اُسکے کے اسمین کئی مذہب ہین حاصل یہ کہ اگر میت اُس گناہ کا سبب ہوگا
یعنی اگر مردہ حالت حیات مین خود مثل اہل جاہلیت کے نوحہ کرنے کا عادی تھا یا
اُسکی وصیت کی تھی یا اُس سے راضی تھا یا جانتا تھا کہ میرے اہل اُسکے مرتکب ہونگے
اور انھین اُس سے منع نہ کیا تو عذاب محمول ہوگا حقیقت پر یعنی مردہ عذاب
کیا جائیگا ورنہ محمول ہوگا رنج اُٹھانے پر یعنی مردہ کو رنج ہوتا ہے اسبات کا کہ میرے
اہل ممنوع رونے کے مرتکب ہوئے اور مقبرہ سے ہر سبزہ و درخت سبز کاٹنا مکروہ ہے
کہ خشک سے کامل تر ہر تر و تازہ چیز اللہ تعالی کی تسبیح کرتی ہے اور اُس سے میت کو
اُنس ہوتا ہے اور اس ذکر سے رحمت نازل ہوتی ہے لیکن خشک کا کاٹنا مکروہ نہین اور
ہمارے زمانہ مین ہندویت کی راہ سے عادت کی گئی ہے شاخہاے آس و مثل اُسکے

مسئلہ ثواب ... مین پہونچتا ہے

تر و تازہ اور چیز قبر پر رکھنے کی حدیث جریدہ پر قیاس کرکے اور بقول بعضے مالکیہ کے
اگر خصوصیت آپ کے ہاتھ سے جریدہ رکھنے کی یا دعا کی ہوتی تو بریدہ بن الخصیب
رضی اللہ عنہ اپنی قبر مین جریدون کے رکھنے کی وصیت نہ کرتے اور حدیث
وصیت بریدہ کو ذکر کیا بخاری نے اپنی صحیح مین اُس سے شامی نے نقل کیا
اور بدعت کی چند قسم سے دو مشہور ہین ایک بدعت ضلالت اُسکی صفت باب
امامت مین ہوچکی دوم بدعت حسنہ جسکی ذات کا وجود ازمنہ ثلاثہ مین یعنے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین کے زمانہ مین پائی جائے
لیکن اُسکی اصل یا تدبیر پائی جائے مثلاً اعراب قرآن مجید یا جمع کرنا احادیث کا
وغیرہم کہ شامل ہے اُن چیزون کو جنکی اصل اور مادہ پایا گیا اور یہی معنی ہین اصل کے
پائے جانے کے اور چند اشیا کو جمع کرکے وہ عمل کرنا جو اس ہیئت مجموعی کے ساتھ
شرع سے نہ ثابت ہو لیکن اُسکے اجزا علیحدہ علیحدہ فرداً فرداً ثابت کیے گئے ہون
بدعت حسنہ مین داخل ہین بشرطیکہ یہ ہیئت مجموعی اُس قبیل سے ہو جسکے حرام
یا کراہت پر کوئی حکم دین صادر نہوا ہو اور اُسکے کرنے والے نے اُسے امر مستحبہ
یا واجب سے نہ سمجھا ہو مثلاً جس شئے مین ذکر خیر ہو یا پڑھنا قرآن کا یا وہ شئے ہو
جسمین للہ کھلانا یا پلانا ہو اور اُسمین کچھ آمیزش امور مکروہ یا ممنوعہ کے نہو اور
اُس ہیئت مجموعی کا دلیل عام سے بھی ثابت ہونا شرع سے ثابت ہونے کو شامل ہے
اسواسطے کہ وہ عمل صالح ہے اور اُسکی اجازت مین شک نہین (مَنْ عَمِلَ صَالِحًا
فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَيْهَا) اور بہت آیات اور احادیث سے مالامال ہے اور
اباحت اور حرمت کے مسئلہ کا یہ حال ہے کہ شارع نے جسے حلال کیا وہ حلال

اور جسے حرام کیا وہ حرام ہے اور جسکا حکم وارد نہیں ہوا وہ مباح ہے چنانچہ ترجمہ مشکوٰۃ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ملا علی قاری نے وغیرہ علماء نے حدیث (عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال کان اہل الجاہلیۃ یاکلون اشیاء ویترکون اشیاء تقذرا فبعث اللہ نبیہ وانزل کتابہ واحل حلالہ وحرم حرامہ فما احل فہو حلال وما حرم فہو حرام وما سکت عنہ فہو عفو) کے ذیل میں اور حدیث (الحلال ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ما حرم فی کتابہ وما سکت عنہ فہو مما عفی عنہ) کے ذیل میں لکھا ہے ان الاصل فی الاشیاء الاباحۃ یعنی ازینجا معلوم می شود کہ اصل در اشیا اباحت است یعنی اصل اشیا میں اباحت ہے پس گیارہویں حضرت غوث الاعظم قدس اللہ تعالیٰ سرہ کے اور شب برات میں حلوا وغیرہ پر اور بروز عاشورا شربت وغیرہ پر نیاز حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اور سوم اور چہلم اور ششماہی اور برسی وغیرہ کرنی اور اسمین قرآن خوانی اور الائچی دانہ وغیرہ پر نیاز دینی اور اسے تقسیم کرنا اور کھلانا پلانا امر جائز و درست ہے بشرطیکہ خصوصیت روز سوم وغیرہ اور الائچی دانہ وغیرہ کی اعتقاد میں فرض یا واجب یا سنت نہ سمجھی گئی ہو اسواسطے کہ جن چیزوں پر ممانعت شرع سے ثابت نہیں ہے ان میں اصل اباحت ہے جیسا کہ گذرا اور قطع نظر اسکے انمیں سے بعض کا مباح ہونا اور بعض کا مستحب ہونا شرع سے ثابت ہے چنانچہ تلاوت قرآن مجید اور مساکین کو کھلانا اور ان پر فاتحہ کا ثواب رسم ہے ان دونوں چیزوں سے مرکب ہے پس وہ بھی لاجرم مباح بلکہ اس قیاس پر امر مشروع ہے اور بعد انتقال کے انبیا اور اولیا

ف روایت ہے ابن عباس رضی سے کہا تھے اہل جاہلیت کہ کھاتے تھے کئی چیزیں یعنی بعضی چیزیں اور چھوڑ دیتے تھے بعضی کھانے کی چیزیں واسطے نفرت کے پس بھیجا اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کو اور نازل کیا اپنی کتاب یعنی قرآن مجید اور اسکی شرح حلال کیا حلال اپنا اور حرام کیا حرام اپنا یعنی بیان کر دیا کہ یہ چیز حلال ہے یہ چیز حرام ہو پس جو چیز حلال کی

اور شہدا زندہ رہتے ہین اور وہ جو قرآن مجید سے موتٰی کی نفی سماعت یعنی نہ سُننا
ثابت ہوتا ہے مراد اُس سے وہ سماعت و علم ہے جو زندون کے ساتھ مخصوص ہے اور
وہ جو حدیث مین موتے کے لیے اثبات اُسکا ہے مراد اُس سے اثبات اُس سماعت
اور علم کا ہے جو حواس پر موقوف نہین اس تقدیر پر درمیان نصوص نفی اور اثبات
کرنے والیون کے توفیق حاصل ہوتی ہے واللہ تعالی اعلم بحقیقۃ الحال نواب صاحب کی
حصہ دوم جلد اول قرۃ العیون سے نقل کیا اور موتے سے مدد طلب کرنے کے
باب مین شیخ عبد الحق محدث نے تفصیل تمام تقریر کی ہے اور جائز ہونا اُسکا بیان
کیا ہے جذب القلوب مین فرماتے ہین کہ حافظ ابو عبد اللہ نے مصباح الظلام مین
فرمایا کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ تعالی صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کو دفن کرنے کے بعد تین روز کے اعرابی آیا اور اپنے تئین قبر مبارک پر
ڈال دیا اور کہا کہ جو آپ نے خدا ے تعالی سے سُنا ہمنے آپ سے سُنا اور جو
آپ نے بہم قرارت کی ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ الآیۃ اور مین نے
اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور آپ کے حضور مین حاضر ہوا ہون میرے لیے استغفار کیجیے
قبر شریف سے ندا آئی قد غفر لک الخ اور حضرت امام حجۃ الاسلام غزالی رح
فرماتے ہین جائز ہے مدد چاہنا پس ہر کوئی مدد چاہی گئی اُس سے زندگی مین
مدد طلب کی جاتی ہے اُس سے بعد مرنے کے بھی چنانچہ تفصیل اسکی کتاب کشف الغطا
اور ترجمہ مشکوۃ شیخ عبد الحق محدث مین پاؤگے اور ترجمہ عبارت شرح مشکوۃ
عربی شیخ ممدوح کی یہ ہے لیکن مدد طلب کرنی اہل قبور سے ثابت کیا ہے اُسکو
مشائخ صوفیہ قدس سرہم اور بعض فقہا رحمہم اللہ تعالی علیہم نے حصہ وقم ...

بیان حالات سنہ سوم ہجرت صلعم اختلاف مردون سے مدد چاہتے مین اور
مصنف اماطۃ الاذی نے فرمایا کہ اور بہت حوالے ہین سیف مسلول کا مطالعہ کرو
کہتا ہے مصنف عفا اللہ تعالی عنہ وعن والدیہ کہ حصہ دوم جلد اول قرۃ العیون
بیان حالات سنہ دوم ہجری بیچ سماعت اور عدم سماعت موتی الخ مین آخر قول
مولوی حیدر علی صاحب کا ملخص یہ ہے کہ جب ان حضرات کی زندگی ثابت ہوئی
اور زندون کا آپس مین مدد چاہنا قرآن سے ثابت ہے (وتعاونوا علی البر و
التقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان) تو اس قیاس پر ہمکو انسے مدد چاہنا
جائز ہوگا لیکن غیر خدا کو ان صفتون سے موصوف نہ جانے جو اسکے لیے خاص ہین
مثلاً مدد کرنے پر قدرت رکھنے والا مستقل جاننا بلکہ انسے یون عرض کرے کہ
آپ ہماری فلان حاجت کے لیے بارگاہ مجیب الدعوات جل وعلا مین دعا کیجیے
یا خود حضرت قاضی الحاجات جل جلالہ کی جناب مین عرض کرے کہ اے آسان
کرنے والے مشکلون کے اور روا کرنے والے حاجتون کے بحرمت ان بزرگ کے
میری فلان مشکل آسان کر یا فلان حاجت میری روا کر اور مشروع کرنی حاجت سے
زیادہ برا ہے مگر صاحب اماطۃ الاذی فرماتے ہین کہ شیخ محمد وحی قید قصد تعظیم کی لگاتے ہین
اور جس محفل میلاد شریف مین بطور سنت سنیہ کے جو سلف صالحین سے ثابت ہے
اعمال خیر ہون اور اذکار جمیل وہ مستحسن ہے اور موجب اجر جزیل اور جس محفل مذکور
خیر مین اعمال غیر مشروع ہون وہ حسن لذاتہ ہے اور قبیح لغیرہ ہے حصہ اول جلد اول
قرۃ العیون بیان ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جو غیر اللہ
جل وعلا نے اپنی تعظیم کے لیے خاص کر لی ہین انکو سوے خدا کے اوروں کے واسطے کرنا

اور نذر اور روزہ رکھنا وغیرہ پس غیر خدا کے لیے سجدہ کرنا ہر شریعت مین حرام اور شرک اور اسپر التزام کرنے والا کافر ہے بالاجماع بشرطیکہ عبادت وطاعت کی نیت سے ہو اور تعظیم اور تحیت کے ارادہ سے یعنی بجاے سلام کے غیر خدا کے لیے حتی کہ پیغمبر اور بزرگون کے لیے بھی ہماری شریعت مین منسوخ ہوا جامع تفاسیر مطبوعہ لیکن یہ سجدہ اگر غیر ذوی العقول کرے تو جائز ہے حصہ اول جلد اول قرۃ العیون حال کفالت آنحضرت تحقیق سجدہ تعظیم وغیرہ عبادت کی لیکن ذبح پس اگر غیر خدا کی طرف ذبح کے ساتھ تقرب یعنی خوشنودی اور چاپلوسی کا قصد کرے پھر مالک یا غیر اُسکے حکم سے اسی نیت پر ذبح کرے تو ذبیحہ مردار ہے اگرچہ وقت ذبح کے خدا کا نام لے فتح العزیز وغیرہ اور رسالہ احکام العیدین مین حضرت مولانا قطب الدین خانصاحب محدث دہلوی تحریر فرماتے ہین کہ مختار اور طحطاوی وغیرہما مین لکھا ہے کہ اس ذبح کرنے والے کی طرف ہم نسبت کفر کی نہین کر سکتے کیونکہ ہم ظن بد نہین کرتے مسلمان کے حال پر کہ وہ تقرب چاہیگا غیر خدا کی طرف اس ذبح کے ساتھ اور اللہ تعالی دانا تر ہے مگر سخت مکروہ جانتے ہین لیکن اگر وقت ذبح کے کہے کہ غیر خدا کی طرف ذبح کے ساتھ تقرب کی نیت سے مین بیزار ہوا اور باز آیا اور جان آفرین کی تقرب کے لیے مین نے اسکی جان اور یہ ذبح کو مقرر کیا تو اب نیت سابقہ پر حکم عدم اور بطلان کا کیا جائیگا اور اس نیت سے بسم اللہ کے ساتھ ذبح کرنے سے ذبیحہ حلال ہوگا چنانچہ اپنی تفسیرمین سورۂ بقرہ کے آخرمین شاہ عبدالعزیز صاحب محدث رح فرماتے ہین کہ اگر کسے کہ نام خدا بران جانور وقتی بکار آید بلکہ قصد تقرب بغیر خدا را از دل دور کردہ بخلاف آن شہرہ

و آوازہ دیگر و مہند کہ ما انزین کار بر گشتیم انتہی اور رسالہ احکام العیدین مین حضرت مولوی
نواب صاحب ممدوح فرماتے ہین کہ اسی سبب سے اکثر مفسرین نے آیہ
(وما اہل بہ لغیر اللہ) کے ساتھ قید عند الذبح کے لکھا ہے لیکن نذر اسکی صفت
آگے پاوے گے مگر اس موقع پر کچھ مسائل ذکر کرنا مناسب ہے وہ یہ کہ اگر زبان سے
کہے کہ میری فلان حاجت اگر خداے تعالی بر لاے تو فلان بزرگ کے نام
اسقدر نقد یا جنس دینا یا انکی درگاہ مین اشیاء مذکورہ یا روشنی کے لیے تیل بھیجنا
اپنے اوپر لازم کرتا ہون تو یہ نذر صحیح نہین غیر عبادت کی جگہ بھیجنے کے سبب اور
اگر یہ کہے کہ فلان درگاہ کے خدام فقرا کو دون یا کھلاؤن تو نذر صحیح اور اسکا
وفا لازم ہوگا لیکن اس درگاہ کے خدام فقرا کو وفاے نذر مین خاص کرنا لازم نہین
جس فقیر کو دیگا نذر ادا ہوگی اور اگر یون کہے کہ مساجد مین فرش کے لیے
بوریا یا روشنی کے لیے تیل بھیجون تو نذر صحیح اور اسکا وفا لازم ہوگا اور غیر
خدا کے لیے نذر کرنے اور روزہ رکھنا یا اور عبادت کرنی حرام ہے اور نذر
اور سب صدقہ واجبہ صاحب نصاب نہ کھاے لیکن صدقہ نافلہ ہر شخص کھا لے
اگرچہ غنی ہو مائۃ المسائل کے پچاسوین سوال کے جواب مین بحر الرائق سے
نقل کیا اور مظاہر الحق مین نیاز کے معنی تحفہ درویشان اور ثواب رسانی ہے
پس اگر خداے تعالی کی تقرب کے لیے عبادت بدنی مثلا نماز یا روزہ نفل
اسے پڑھے یا اسے رکھے یا عبادت مالی کرے یعنی للہ دے یا کھلا پلا دے
یا ذبح کرے کہے کہ یا اللہ تعالی اسکا ثواب فلان کو یا ان سب کو پہونچا دے
تو پہونچتا ہے اور اگر پیشتر کہہ لے کہ یہ کام للہ کرونگا یا اللہ تعالی اسکا ثواب فلان کو

پہونچاو بجیو تو عمل کے بعد پہونچتا ہے اور اگر کسی کی طرف سے نیابۃً پلادے یا کھلائے یا ذبح کرے تو بھی اُسے پہونچتا ہے اور روا ہے مواہب الرحمن اور یہ صدقہ تطوع ہے

باب شہید کے احکام مین شہید ہونے مین عاقل اور بالغ اور مسلمان اور پاک ہونا شرط ہے یعنے دیوانہ اور لڑکا اور کافر اور جنب اور حائض نہو اور اگر خون ظاہر ہونے کے وقت سے تین دن کامل نہ گذرے ہون تو وہ بھی حائض نہین پس اگر خون جاری رہنے کے بعد تین دن کامل گذرنے سے قبل عورت مار گئی تو شہید ہوگی اور نفسا نہو اور اُس حالت مین نہو کہ خون حیض یا نفاس اپنی مدت معتادہ یا اکثر مدت پر منقطع ہوا ہو لیکن غسل نہ کیا ہو اور وہ مسلمان مکلف پاک شہید ہوتا ہے جو ظلم سے ناحق قتل کیا جائے زخم کرنے والی چیز سے یعنی ایسی چیز سے جسکے سبب سے مال دینا واجب نہو بلکہ واجب ہو قصاص اور مراد اُس سے وہ چیز ہے جو متفرق کرے اجزا کو مثلاً تلوار اور چھری اور تیر وغیرہ اور داخل ہے اُسمین آگ نہ لاٹھی اور غلہ اور اُسکے مانند کہ اِن دونون سے مارنے کی صورت مین قصاص لازم نہین آتا اور نہ زخمی ہونے کے بعد ارتثاث یعنی زندگی سے منتفع نہ کیا گیا ہو یا قتل کیا ہو اُسکو باغی یا کافر حربی یا راہزن نے اگرچہ قتل سبب سے ہو یا بدون اوزار زخم کرنے والے کے اور قتل سبب مثلاً کسی کافر سوار کے نیچے دب کے مسلمان مر گیا یا اُسنے مسلمان سوار کے گھوڑے کو بھڑکایا یہانتک کہ وہ گر کے مر گیا یا مسلمان کے رہنے کی جگہ مین آگ لگادی اُس سے وہ مر گیا تو شہید ہوگا وہ شخص جو اُن لوگون کے میدان جنگ مین پایا جاسے مردہ اثر زخم کے ساتھ خواہ زخم ظاہر مین ہو یا نہ پس اوتاری جائے شہید پر سے وہ چیز

جو کفن کی لیاقت نہین رکھتی جیسے پوستین اور ٹوپی اور موزہ اور زرہ اور ہتھیار اور روئی دار کپڑے و گر پوستین اور روئی دار کپڑے کے سوا اور کپڑا نہو تو ناوتارا جاے اور اُسکے سب کپڑے اوتار لینے اور نیا کفن دینا مکروہ ہے اور اگر اُسکے بدن پر کپڑے کفن مسنون سے کم ہون تو زیادہ کیا جائے اور اگر زیادہ ہون تو کم کیا جاے اور نماز پڑھی جاے شہید پر بدون غسل کے اور دفن کیا جاے معہ اپنے خون اور کپڑون کے اور غسل دیا جائے وہ شخص کہ پایا جائے مقتول شہر یا گانون مین یا اُس جگہ مین کہ خونبہا واجب ہو اور اُسکا قاتل معلوم نہو یا معلوم ہو مگر قصاص واجب نہو پس اگر قصاص واجب ہوگا تو وہ مقتول شہید ہوگا مثلاً وہ شخص جسکو چورون نے رات کو شہر کے اندر مار ڈالا ہو کہ اُسمین نہ تو محلہ والون پر قسم ہو نہ خونبہا بسبب معلوم ہونے اِس امر کے کہ اُسکے قاتل چور ہین غایت امر یہ کہ قاتل معین معلوم نہین اور غسل دیا جاے وہ شخص جو حد یا قصاص مین قتل کیا جائے اور اسی طرح جو شخص تعزیر مین مقتول ہو یا پھاڑ ڈالا اُسکو درندہ نے یا زخمی ہو کے مرتث ہوئے اور ارتثاث شرعی یہ ہے کہ کھاوے یا پیوے یا سووے یا دوا کرے یا خیمہ اُسپر تان دیا گیا یا ایک نماز کا وقت اُسپر گذر گیا اُس حال مین کہ وہ ہوش رکھتا تھا اور نماز کے ادا کرنے پر قادر تھا یا میدان جنگ سے حالت ہوش مین اُٹھایا گیا خواہ زندہ پہونچا ہو یا ہاتھون پر مر گیا ہو اور اسی طرح اگر آپ اپنی جگہ سے اُٹھکر دوسری جگہ چلا گیا و گر بیہوشی مین اُٹھایا جائیگا تو گو دن رات گذر جاے غسل نہ دیا جائیگا اور زخمی ہونے کی جگہ سے اُٹھانے کا حکم ایسا ہے جیسا میدان جنگ سے اُٹھانے کا اور اگر گھوڑون کے نیچے پس جانے

خوف سے اُٹھایا جائیگا تو شہید ہی رہیگا غسل نہ دیا جائیگا یا وصیت کی دنیا کے
امور کی کہ اس سے غسل دیا جائیگا اور اگر امور آخرت کی وصیت کریگا تو مرتث نہوگا
یہی صحیح تر ہے یا بیچا یا مول لیا یا بہت سا وہ کلام کیا جو وصیت نہو کہ اس سے مرتث
یعنی زندگی سے منتفع ہوگا اور یہ سب باتین جنسے شہادت ناقص ہوتی ہے اُس
صورت مین ہے کہ لڑائی ہو چکی ہو مگر لڑائی کی حالت مین یہ امور ہون تو ان مذکور
چیزون مین کسی سے مرتث نہوگا ہر صورت مین شہید کامل ہوگا اور یہ سب شرطین
شہید کامل کے باب مین ہین جو دنیا اور آخرت دونون مین شہید ہو ورنہ مرتث
شہید آخرت تو ہوتا ہی ہے اور اسی طرح شہید آخرت ہے جنابت والا اور مجنون اور
لڑکا اور وہ مقتول جو ظلم سے مارا جائے اور اُسکے مارے جانے سے مال واجب ہو
اور شہید آخرت ہے وہ شخص جسنے دشمن کے مارنے کا کسی حربہ سے قصد کیا پھر وہ
اتفاقاً اُسی پر پڑ گیا اور مر گیا اور پانی مین ڈوبا ہوا اور جلکر اور سفر مین اور مکان کے
نیچے دبکے بخلاف اسکے کہ جہان سبب معصیت پڑے تو وہ شہید نہین ہوتا مثلاً
کسی طرح ہو اپنے تئین اپنے اختیار سے اپنے فعل کے ساتھ مارنا اور اپنے نفس کا
قاتل اہل نار سے ہے اگر اسے حلال جان کے کرے یا اللہ تعالیٰ اُسے بخشے ۔
حصہ سوم جلد اول دوزخی فرمانا حضرت کا اُسکو جسنے جہاد مین بہت جوانمردی کی
اور پیٹ کی بیماری سے یعنی دستون اور استسقا سے اور وبا سے مرنے والا اور
نفاس والی عورت خواہ جننے کے وقت مرے یا مدت نفاس مین اور جو شخص شب
جمعہ مین اور عارضہ ذات الجنب مین مرے اور جو شخص اُس حال مین مرے
کہ علم کا طالب ہو یعنی علم مین مشغول ہو خواہ تالیف کرتا ہو یا پڑھتا یا پڑھاتا یا سنتا ہو

باب کعبہ مین نماز پڑھنے کی کیفیت صحیح ہی نماز فرض و نفل پڑھنی کعبۃ اللہ کے اندر اور کراہت کے ساتھ اسکی چھت پر تنہا اور جماعت سے اگرچہ کعبہ کی طرف منہ کرنے مین جماعت والون کے منہ امام سے جدا طرف کو ہون مگر جبکہ مقتدی اپنی پشت امام کے چہرہ کی طرف کریگا تو اقتدا درست نہوگا اسلیے کہ مقتدی امام سے آگے بڑھ گیا اور اپنے چہرہ کو امام کے چہرے کے مقابل کرنا بدون حائل ہونے کسی چیز کے مکروہ ہی اور امام کے پہلو کی طرف منہ کرنا مکروہ نہین اور درست ہی نماز اگر باہر کعبۃ اللہ کے گرد حلقہ کرکے ایک امام کی لوگ اقتدا کرین گو بعض مقتدی کعبہ سے زیادہ قریب ہون بہ نسبت اپنے امام کے لیکن امام کی طرف والے مقتدیون مین سے جو بہ نسبت اپنے امام کے کعبہ سے زیادہ قریب ہوگا اسکی نماز صحیح نہوگی اور اگر کوئی مقتدی اس گوشہ کعبہ کے سامنے کھڑا ہوا جو امام کی جانب مین ہی اور کعبہ سے بہ نسبت اپنے امام کے زیادہ قریب ہی تو احتیاط کی رو سے فاسد ہونا نماز مقتدی کی شایان ہی بسبب غالب ہونے امام کی جہت کے اور اسی طرح درست ہی اگر مقتدی کعبہ کے باہر سے اقتدا کرین اس امام کی جو کعبہ کے اندر ہو اور اسکا دروازہ کھلا ہوا سلیے کہ امام کا کعبہ کے اندر ہونا ایسا ہی جیسا محراب مین کھڑا ہونا اور یہ اقتدا گو درست ہی مگر کراہت کے ساتھ اسلیے کہ امام کا قد آدم اونچا تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہی پس اگر چند مقتدی امام کے ساتھ ہون تو مضائقہ نہین اور دروازہ کھلا رہے اسلیے کہ امام کے رکوع اور سجدہ کا حال مقتدی دیکھ کے معلوم کرلین پس اگر دروازہ بند ہو اور کوئی مکبر امام کی تکبیر وغیرہ کی آواز پہونچاتا جاوے تو اقتدا جائز ہونا چاہیے **کتاب الزکوۃ** زکوۃ

شرع مین مالک کرنا ہے فقیر کو اُسقدر حصہ مال کا جسکو شارع نے معین کیا ہے
بجا آوری امر خدا ے تعالی کی نیت سے اور زکواۃ کے فرض ہونے کی شرط عاقل اور
بالغ اور مسلمان اور آزاد ہونا اور زکوۃ کی فرضیت کو جاننا ہے اگرچہ فرض ہونے کا
علم حکم کے رو سے ہو جیسے مالدار کا دار الاسلام مین ہونا کہ یہان بے علمی عذر نہین
ہوسکتی ہان اگر کوئی کافر مالدار دار الحرب مین مسلمان ہوا اور چند سال وہان رہا
تو اُسکو جبتک زکوۃ کا حال معلوم نہوا اُسپر زکوۃ واجب نہوگی اور سبب
ادا ے زکوۃ کے فرض ہونے کا مالک ہونا اُس نصاب کا ہے جسپہ چاند کے
بارہ مہینے گذر گئے ہون اسطرح کہ مال مالک کے ملک مین رہے اور وہ نصاب
فارغ ہو اُس قرض سے جسکا طلب کرنیوالا کوئی بندون کی طرف سے ہو خواہ
قرض مذکور اللہ تعالی کا ہو جیسے زکوۃ یا قرض بندہ کا ہو گو بطور کفالت کے ہو یا
قرض میعادی ہو اگرچہ مہر اُسکی زوجہ کا ہو لیکن مہر موجل مانع زکوۃ نہین کہ عادۃً
اُسکو کوئی مانگتا نہین یہی صحیح ہے یا قرض بندہ کا بطور نفقہ کے ہو کہ قاضی کے حکم سے
یا آپس کی رضامندی سے اُسپر لازم ہوا ہو بخلاف قرض نذر و کفارہ اور حج کے
کہ ان قرضون کا طلب کرنیوالا کوئی بندہ نہین اور نصاب مذکور فارغ ہو اُس
شخص کی حاجت اصلی سے اور نصاب مذکور بڑھنے والی ہو خواہ بڑھنا اسمین
فی الحال پایا جاتا ہو یا مالک اُسکے بڑھانے پر قادر ہو گو اپنے نائب کے وسیلے سے
بڑھا سکتا ہو اور جانورون کی زکوۃ کے ادا مین جیسے برس کا گذرنا شرط ہے ویسے ہی
جنگل مین چرنا بھی شرط ہے اور صحت ادا ے زکوۃ کی شرط وہ نیت ہے جو ادا کے ساتھ
متصل ہو اگرچہ متصل ہونا حکماً ہو مثلاً زکوۃ فقیر کو بلا نیت دیدی پھر نیت کی

اُسوقت کہ مال فقیر کے پاس سلامت ہو اور سال گذرنے کے بعد فوراً زکوۃ فرض ہو جاتی ہے

فصل اگر جانور چھ مہینے سے زیادہ صحرا مین چرین اور مقصود اُنسے دودھ یا نسل یا فربہی ہو تو اُنکی زکوۃ یہ ہے ہر پانچ اونٹ مین ایک بکری جب پچیس ہون تب بنت مخاض دے یعنی جس اونٹنی کے سن کا دوسرا سال شروع ہو اور جب چھتیس ہون تب بنت لبون دے یعنی جسکی عمر کا تیسرا برس شروع ہو اور جب چھیالیس ہون تب حقہ دے یعنی جسکی عمر کا چوتھا برس شروع ہو اور جب اکسٹھ ہون تب جذعہ دے یعنی جسکی عمر کا پانچوان برس شروع ہو یہی ظاہر الروایۃ او صحیح ہو اور جب چھہتر ہون تب دو بنت لبون دے اور جب اکانوے ہون تب دو حقہ دے ایک سو بیس تک اور اگر زیادہ ہون تو اُسی حساب سے دیتا جاے اور اونٹ کی زکوۃ مین شتر مادہ کی قیمت کا حساب کر کے نر بھی دینا درست ہو **فصل** ہر تیس گاے یا بھینس مین تبیع یا تبیعہ دے یعنی جس بھینس یا گاے یا نر کا دوسرا برس شروع ہو اور ہر چالیس عدد مین مسن یا مسنہ دے یعنی تیسرا برس شروع ہو **فصل** بھیڑ یا بکریان جب چالیس ہون تب ایک سو بیس تک اکسالہ ایک بکری دے اور جب زیادہ ہون تب دو بکری دے دو سو تک اور جب اس سے بھی زیادہ ہون تب چار بکری دے پھر ہر سو مین ایک بکری یا نر زیادہ دیتا جاے اور اُتنی یا نر یا زیادہ قیمت کا کم سن جانور بھی زکوۃ دینا مضائقہ نہین اور اگر عامل جانور کے مالک سے بزور لے تو زکوۃ ادا ہو گی کیونکہ زکوۃ دینے والے کے بدون اختیار ادا ہوئی مگر قید کے ساتھ اُسپر جبر پہونچتا ہے تا مالک آپ سے ادا کرے اور معاف ہو زکوۃ اُس عدد مین جو درمیان دونون نصابون کے ہو تمام قسم کے اموال مین اور زکوۃ واجب ہونے کے بعد نصاب ضایع اور ہلاک ہو جانے سے

زکوۃ ساقط ہوجاتی ہے صحیح تر مذہب یہ ہے اور اگر بعض ہلاک ہو تو اُسکی زکوۃ ساقط اور بعض باقی کی ادا کرے لیکن اگر صاحب مال کے فعل و اختیار سے نصاب ہلاک ہو مثلاً قید کرنا پانی گھاس سے حتی کہ مرجائین تو اُس سے زکوۃ ساقط نہین ہوتی اور اگر بچون کے ساتھ ایک بھی بڑا نہو تو زکوۃ نہ دے اور اگر سال کے درمیان مین کچھ اور اُسی جنس کا ہاتھ لگے تو یہ پچھلا اصل مال کا تابع ہوگا پس پہلے مال پر سال پورا ہونے کے بعد اُسکے ساتھ پچھلے مال کی بھی زکوۃ دیجائیگی اور زکوۃ اور عشر اور خراج اور فطرہ اور نذر مین اور اُس کفارہ مین جو سوائے آزاد کرنے کے ہو جائز ہے قیمت دینی اگرچہ شی واجب بھی اُسکے پاس موجود ہو مثلاً تین بکریان فربہ جو قیمت مین چار بکریون اوسط کے برابر ہون اُن چار کے عوض مین دیدیوے تو جائز ہے اور اگر غیر جنس کے ساتھ قیمت کرکے دے تو بھی جائز ہے اور قیمت وہ معتبر ہے جو روز وجوب زکوۃ کے ہو اور سوائم مین بالاتفاق روز ادا کی قیمت معتبر ہے بالاتفاق اور یہی صحیح تر ہے اور مال کی قیمت وہان کی چاہیے جس شہر مین وہ مال ہو وگر صحرا مین ہے تو جو شہر وہان سے قریب ہو اور ایک نصاب کے مالک کو اُسی سال مین حاصل ہونے والے مال کی چند نصاب کی طرف سے بھی زکوۃ ادا کرنی جائز ہے اگرچہ ابتک اُنکا مالک نہوا ہو مگر سال کے بعد مالک ہوا ہو تو کفایت نہ کریگی بلکہ اب سال گذرنے کے بعد اُس مال پر زکوۃ واجب ہوگی

فصل سونے کی نصاب بیس مثقال اور چاندی کی دو سو درہم ہے جسکا حساب سے ساڑھے سات تولہ سونا اور ساڑھے باون تولہ چاندی ہوئی اور زکوۃ کی نصاب مین معتبر وزن سونے چاندی کا ہے باعتبار ادا کے اور واجب ہونے کے اور اُن دونون کی قیمت کا

اعتبار نہین مثلاً اگر برتن چاندی کا سو درم کے وزن کا ہو اور خوبی ساخت کے
اعتبار سے اسکی قیمت دو سو درم کی ہو تو اسپر زکوۃ فرض نہین جب تک وزن پورا
دو سو درم کا نہو اور سونے چاندی مین چالیسوان حصہ کو اسمین آدھا مثقال یعنے
دو ماشہ اور دو رتی سونا اور اسمین پانچ درہم یعنی ایک تولہ تین ماشہ چھ رتی چاندی
زکوۃ دیا کرے اور اگر اسپر بڑھے تو ہر پورے پانچوین حصہ نصاب مین یعنی ہر چالیس
درم چاندی پر ایک درم چاندی اور ہر چار مثقال سونے پر دو قیراط سونا
زکوۃ دیا کرے اور اگر اسپر بڑھے تو اسکی زکوۃ نہین جب تک نصاب کا پانچوان
حصہ پورا ہو اور اگر سونا یا چاندی کسی ملونی کے ساتھ مخلوط ہو اور اسپر سونا
غالب ہو تو سب پر سونے کا حکم ہے وگر چاندی غالب ہو تو سب پر چاندی کا حکم ہے
اور جس مال مین ملونی اور چاندی یا ملونی اور سونا برابر ہو اسمین زکوۃ لازم ہے
احتیاطاً اور اگر سونا چاندی مخلوط ہو پس اگر قیمت مین سونا غالب اور نصاب کو
پہونچے اور چاندی مغلوب ہو تو کل کی زکوۃ سونے کی دیجائیگی وگر قیمت مین
چاندی غالب اور نصاب کو پہونچے اور سونا مغلوب ہو تو کل کی زکوۃ چاندی کی
دیجائیگی اور پورا ہونا نصاب کا سال کے اول و آخر مین شرط کیا گیا ہے پس
نقصان نصاب کا اثناء سال مین زکوۃ واجب ہونے کا مانع نہین اور اگر
کل نصاب ہلاک ہو گئی تو برس کا حساب باطل ہو گیا اور دین عارض ہو جانا
مثل ہلاک کے ہے یہان تک کہ اگر دوسرا مال اسی سال مین اسکو ملا تو اسکے لیے
نیا سال شروع ہوا اور زکوۃ کے ادا مین اسباب تجارت کی قیمت سونے چاندی کے
ساتھ ملائی جاوے اور ملایا جاوے سونا چاندی کے ساتھ یا چاندی سونے کے ساتھ

باعتبار قیمت کے اور دفع زکوۃ کے لیے حیلہ کرنا مکروہ ہے باب اگر مسلم یا ذمی نے
غیر کی زمین میں سونے یا چاندی یا لوہے یا تانبے کی کان پائی تو خمس لے کے
باقی زمین کے مالک کو دلوایا جائے وگر زمین مملوک نہو مثلاً جنگل یا پہاڑ وغیرہ
وہ مواضع جس سے ہر شخص کو نفع لینا مباح ہو تو باقی پانے والے کا ہے اور اگر اپنے
گھر میں پائے تو خمس بھی نہ لیا جائے وگر اپنی زمین میں پائے تو صرف خمس لیا جائے
اور اگر خزانہ پایا تو خمس لیا جائے ہر حال میں یعنی اپنی یا دوسرے کی زمین میں پائے
لیکن اگر دریا کے اندر سے نکالا تو خمس نہ لیا جائے اور اگر خزانہ پایا اور اسمیں علامت
اسلام کی ہو مثلاً سکہ اسلام کا تو مالک کو تلاش کر واکے حوالہ کرے اگر زمین
مملوک میں پائے وگر علامت کفر کی ہو تو خمس لیا جائے اور باقی پانے والے کا ہے
اگر زمین غیر مملوک میں پائے مگر کافر حربی کو نہ دیا جائے اگرچہ امان دیا گیا ہو
لیکن اگر امام نے اسکو دینے کی شرط کی ہو تو دیا جائے باب زکوۃ کا مال
فقیر کو دے اور فقیر وہ ہے جس پاس نصاب سے کم مال ہو یا اسقدر ہو مگر بسبب
اسکی حاجت میں مشغول ہونے کے نامی نہو مثلاً مکان رہنے کا اور کپڑے پہننے کے
اور مسکین کو دے یعنی جس پاس کچھ نہو مذہب صحیح پر اور عامل کو یعنی اسے دے
جو زکوۃ تحصیل کرے اور مکاتب کی گلو خلاصی کے لیے دے گو مولی اسکا غنی ہو
لیکن ہاشمی کے مکاتب کو نہ دے اور غارم کو دے بلکہ فقیر سے بہتر غارم ہے یعنی
[illegible] قرض سے فاضل نصاب کا مالک نہو یا مال اسکا ان لوگوں کے
[illegible] اسکا وصول ممکن نہو اور فی سبیل اللہ یعنی اسے دے جو راہ خیر
اور اللہ کی طاعت میں سعی کرے اور محتاج ہو اور ابن السبیل یعنی اس مسافر کو دے کے

جو اپنے وطن مین مال رکھتا ہو پاس موجود نہو اور اسی مین لاحق ہو وہ مال دار جو
اپنے مال سے جدا ہو گیا ہو گو سفر مین نہو اور اپنے اقارب محتاج کے ہوتے ہوئے
دوسرے کو زکوة اور فطرہ اور نذر دینا بہتر نہین اور اپنے اصول یعنی باپ دادا
دادی مان نانا نانی اور فروع یعنی بیٹا پوتا پوتی بیٹی نواسہ نواسی کو نہ دے اور
اپنے غلام اور باندی غنی کو نہ دے اور جائز نہین زکوة دینا غنی کو کہ مالک ایسے
نصاب کا ہو جو حاجت اصلی سے زائد ہو اگرچہ کسی مال کا ہو اور جب کسی شخص کے
پاس پانچ اونٹ ہون کہ انکی قیمت دو سو درم سے کم ہو تو اسکو زکوة لینی حلال ہے
اور اسپر زکوة واجب بھی ہے اس سے ظاہر ہوا کہ معتبر نصاب نقد کی ہے کسی مال سے
وہ مال اپنی جنس کے اعتبار سے نصاب کو پہونچے یا نہ پہونچے اور جائز نہین زکوة دینا
غنی کے مملوک کو اگرچہ مملوک اپاہج اپنے مولی کے عیال مین نہو یا مولی اسکا غائب ہو
بنا بر مذہب صحیح کے اور اگرچہ مملوک مدبر ہو اور مدبر وہ مملوک ہے جو بعد مرنے اپنے
صاحب کے آزاد ہو اس سے معلوم ہوا کہ فقیر کے مملوک کو دینا جائز ہے اور مدبر کے
حکم مین ام ولد ہے اور ام ولد وہ کنیزک ہے جو اپنے مالک کے نطفہ سے بچہ جنی ہو
اپنے حین حیات مین اور اسکے مالک کو روا نہین کہ اسے بیچے اور بعد مرنے اپنے
مالک کے آزاد ہو کسی کو میراث مین نہ پہونچیگی اور غنی کے مملوک کو زکوة جائز نہین
سوائے مکاتب اور ماذون کے جسپر اتنا دین ہو کہ اسکی ذات اور کسب کو
محیط ہو سو انکو زکوة دینی جائز ہے اور ماذون وہ غلام ہے جسکو آقا نے اجازت
تجارت کی دی ہو اور زکوة دینی جائز نہین غنی کے لڑکے نابالغ کو بخلاف بالغ کے
یعنی بالغ کو اگرچہ اپاہج ہو [illegible] سے پہلے زکوة دینی [illegible] جائز ہے

اور بعد تقرر کے امام محمد کے نزدیک بخلاف امام ابو یوسف کے اور اسی قیاس پر
باقی اقارب ہیں اور غنی کی لڑکی یا بہن شوہر والی کا شوہر اگر توانگر ہے کہ عورت کے
طلب کرنے سے انکار نہ کرے تو اسکو زکوۃ دینی جائز نہیں واگر ایسا نہو تو صحیح
جائز ہونا ہے اور غنی کے باپ فقیر اور اسکی زوجہ فقیر اور مالدار عورت کے لڑکے کو
اگرچہ اسکا باپ نہو زکوۃ دینا جائز ہے اور اپنی زوجہ کو بالاتفاق نہ دے اور اگر زوجہ
طلاق دیگئی ہو تو جب تک عدت میں ہو نہ دے اور زوج کو دینا روا نہیں اور ظاہر
مذہب یہ ہے کہ اولاد ابو لہب کے سوائے بنی ہاشم کو زکوۃ دینا ممنوع ہے مطلقاً یعنی
خواہ بنی ہاشم ہی بنی ہاشم کو دے یا کوئی غیر دے اور ابو عصمہ نے امام سے روایت کی ہے
کہ زکوۃ کا عوض یعنی پانچویں حصہ کا پانچواں جو بنی ہاشم کا حق تھا وہ انکو نہیں
پہونچتا جب عوض انکو نہ پہونچا تو اصل کی طرف رجوع کیا اور نہیں جائز زکوۃ دینا
بنی ہاشم کے غلام آزاد کیے ہوے کو تو بنی ہاشم کو بطریق اولی جائز نہیں اور
بنی ہاشم کو وقف دینا صحیح ہے مثل صدقہ نافلہ کے اور کافر ذمی کو صدقہ واجبہ دینا
جائز نہیں اور اسی قول امام ابو یوسف پر فتوی ہے اور حربی کو صدقہ واجبہ دینا
جائز نہیں بالاتفاق لیکن کافر کو صدقہ نافلہ دینے یا اسکا ہدیہ قبول کرنے میں کچھ
مضائقہ نہیں ہے اور صاحب نصاب غیر نامی کو صدقہ واجبہ دینا روا نہیں اور میت کا
کفن خریدنا یا میت کا قرض ادا کرنے میں اور مسجد کی بنا میں زکوۃ صرف نہ کرے
اور اگر بصورت بیان کے زکوۃ دینے کے بعد ظاہر ہو کہ لینے والا اسکا غلام یا کافر ہے
زکوۃ ادا نہیں ہوئی دوبارہ دے وگر ظاہر ہوا کہ لینے والا غنی ہے یا اسکا باپ یا بیٹا
یا اسکی زوجہ یا ہاشمی ہے تو ادا ہوگئی دوبارہ نہ دے اور بقدر نصاب کے ایک فقیر کو دینا

مکروہ ہے لیکن اگر وہ فقیر اسقدر مدیون ہو کہ بعد ادا کے دین سے اُسکے پاس نقد نصاب کے باقی نہ بچے یا ایسا عیال دار ہو کہ اگر اُسکے عیال پر تمام زکوۃ تقسیم کی جاوے تو ہر ایک کے حصہ میں بقدر نصاب کے نہ آوے تو مکروہ نہیں اور جہاں مال موجود وہاں صرف نہ کرنا دوسری جا بھیجنا مکروہ ہے لیکن اگر دوسرے شہر میں صاحب مال کے قرابت دار ہوں یا زیادہ محتاج ہوں یا نیک تر یا مستحق تر ہوں یا انفع زیادہ ہو مسلمین کے لیے یا دار الحرب سے دار الاسلام کی طرف بھیجا یا طالب علموں یا بزرگوں کی طرف بھیجا تو مکروہ نہیں اور جائز نہیں صرف کرنا اُسکا اُس بدعت کرنے والے پر جسکی بدعت بسرحد کفر تک پہونچ جاوے جیسے کرامیہ کہ یہ فرقہ تشبیہ کا قائل ہے اللہ تعالی کی ذات میں اور یہی حکم ہے اُس فرقہ کا جو صفات میں تشبیہ کا قائل ہو مذہب مختار میں اور حلال نہیں کہ سوال کرے کچھ قوت کے لیے وہ شخص کہ جسکے پاس اُس روز کا قوت موجود ہو بالفعل یا بالقوہ موجود ہو مثلاً تندرست کمائی پر قادر ہو اور سوال اسلیے کہا کہ بے سوال لینا حرام نہیں اور قوت اسلیے کہا کہ اگر حاجت کی چیز جیسے کپڑے وغیرہ کا سوال کرنا جائز ہے اور گنہگار ہوگا دینے والا اگر اُسکا حال جانتا ہو کیونکہ حرام چیز پر اعانت کرتا ہے اور اگر سوال کیا کپڑے کا یا قوت وغیرہ ضروری چیز کا اس جہت سے کہ جہاد میں یا طلب علم میں مشغول ہونے سے کمائی نہیں کر سکتا تو جائز ہے اگر محتاج ہو یعنی گو قوی اور کسب پر قادر ہو اور صحیح ہے ایک فقیر کو اتنا دینا کہ وہ اُس روز اپنے نفس و عیال کے لیے جن چیزوں کی اُسکو حاجت ہو انسے غنی ہو اُنکے لیے سوال کا محتاج نہ رہے اور مستحسن ہے کہ فقیر کا حال معلوم کیا جاوے کہ اُسکے عیال اور حاجات ضروریہ کے لحاظ میں اور قرض وغیرہ کے اعتبار سے اُسکو بقدر کفایت دیا جاوے

زکوٰۃ میں وہاں کے فقیروں میں جہاں مال موجود ہو اور وصیت میں معتبر ہے مکان وصیت
کرنے والے کا اور صدقہ فطر میں مکان ادا کرنے والے کا یعنی مکان انکا جنکی
طرف سے ادا کرتا ہو یہی صحیح ہے اور ظاہر الروایۃ اور یہی مذہب ہے اور صدقہ وہ مستحب ہے
جو فاضل ہو اپنی اور عیال کی قدر کفایت سے اور اگر ایسا صدقہ دے کہ
حقداروں سے [illegible] ہو تو مکروہ ہے اور جو شخص ایسی تنگی پر صبر کر سکے
اسکو اپنا [illegible] قدر کفایت سے کم کرنا مکروہ ہے اور جو شخص صدقہ نفل دے تو
افضل ہے کہ تمام مومنین و مومنات کی نیت کرے کہ ان سب کو ثواب پہونچیگا
اور اسکے اجر میں سے کچھ کم نہ ہوگا باب صدقہ فطر کے احکام میں
صدقہ فطر کی صبح عید الفطر کی طلوع ہونے کے ساتھ ہر شخص پر صدقہ فطر ادا کرنا
واجب ہوتا ہے بشرطیکہ وہ مسلمان اور آزاد ہو اور حاجت اصلی سے زیادہ نصاب کا
مالک ہو اگرچہ وہ نصاب بڑھنے والی نہ ہو پس اسکو اپنے نفس کی طرف سے اور
اپنی اولاد صغیر کی طرف سے جو نصاب سے کم مال کا مالک ہو اور اولاد کبیر
دیوانہ کی طرف سے اور غیر مشترک موجود غلام اور باندی خدمتی کی طرف سے
اگرچہ وہ کافر ہو گیا ہو آدھا صاع امام اعظم کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک
ایک صاع دینا واجب ہے پس واسطے احتیاط اور رفع اختلاف کے ایک صاع دینا
مستحب ہے اور جو اور چھوہارا ایک صاع دینا واجب ہے یا نصف صاع گیہوں کا آٹا
یا ایک صاع جو کا آٹا واجب ہے کہ [illegible] نصف صاع گیہوں یا ایک صاع [illegible] سے
اور اسی طرح [illegible] نصف صاع سے گیہوں کا آٹا جو قیمت [illegible]
[illegible] سے کم ہو تو آٹا یا جو قیمت [illegible]

ایک صاع جَو کے آٹے یا ستو اسطرح کہ نصف صاع گیہون کا آٹا کہ قیمت مین نصف صاع گیہون کے برابر ہو یا ایک صاع جَو کا آٹا جو قیمت مین ایک صاع جَو کے برابر ہو اور صاحبین نے کشمش کو مثل کھجور کے حکم مین کہا ہے یعنی ایک صاع دینی چاہیے اور اسی کی تصحیح ہوئی اور ترجیح دی گئی اور اسی پر فتویٰ ہے یا ایک صاع کھجور یا جَو اگرچہ ناقص ہے اور اگر ادا کیا ہو ردی یا عیب دار تو اسکا نقصان بھی بھر دے اور اگر ردی کی قیمت دی تو جید یا دتی باقی رہگئی وہ بھی ادا کرے اور اگر گیہون جَو ملے مخلوط ہون پس اگر جَو غالب ہون تو ایک صاع اور اگر گیہون غالب ہون تو نصف صاع دے اور جَو علاوہ وغیرہ کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اسکی تصریح وارد نہین ہوئی اسمین معتبر قیمت ہے جیسے جید اور ردی اور جسمین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے تصریح وارد ہوئی اسمین بعض کو بعض کی جگہ قیمت کے اعتبار سے دینا جائز نہین اگر ہے کہ جس چیز کے بدلے مین دیا ہے وہ اسکی جنس سے ہو یا خلاف جنس ہے پس اگر گیہون کے بدلے قیمت کے اعتبار سے یعنی اسطرح کہ نصف صاع اچھے گیہون کے بدلے ایک صاع متوسط گیہون دے تو جائز نہین یا دوسرا غلہ گیہون کے بدلے قیمت کے اعتبار سے دے وہ بھی جائز نہین جیسے نصف صاع کھجور جو قیمت مین نصف صاع گیہون کے برابر ہو بدلے نصف صاع گیہون کے ادا کرے بلکہ چاہیے نصف صاع کھجور کے شمار کیا جائیگا اور اسکے ذمہ باقی کا پورا کرنا لازم ہوگا کیونکہ قیمت معتبر نہین اسمین جسمین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے تصریح وارد ہوئی اور صدقہ فطر کی قیمت دینی افضل ہے ارزانی کے دنون مین لیکن گرانی مین غلہ وغیرہ جو چیز صدقہ فطر کے لیے معین ہے دینا افضل ہے

اور ایک شخص کا صدقہ فطر ایک شخص کو دینا مستحب ہے اور چند شخصوں کو دینا
مکروہ تنزیہی ہے اور چند شخص کا صدقہ فطر ایک کو دینا جائز ہے جدا جدا ہے خلاف
لیکن چند آدمیوں کا باہم ملا کے ایک کو دینا جائز نہیں ہے اور اگر کسی عورت نے
اپنے شوہر کا صدقہ فطر اپنے میں ملا کے دیا تو شوہر کی طرف سے بھی جائز ہے اگر اسنے
اجازت دی ہو ورنہ صرف عورت کی طرف سے جائز ہے اسکی طرف سے جائز نہیں ہے بلکہ
تاوان لازم آویگا اور اگر شوہر نے عورت کا غلہ اپنے غلہ میں ملا کے دیا تو دونوں کی
طرف سے جائز ہے اگرچہ عورت نے اجازت نہ دی ہو اور صاع وہ ظرف ہے جس میں
ایک ہزار چالیس درہم یعنی دو سو ستر تولہ کے برابر وزن میں ماش یا مسور سما سکتا
اور صبح کی نماز کے بعد مصلی کی طرف نکلنے کے قبل صدقہ فطر ادا کرنا مستحب ہے
اور شہر رمضان کا چاند دیکھنے کے بعد روز عید کے قبل بھی صدقہ فطر ادا کرنا
جائز ہے اور تاخیر بھی درست ہے کراہت نہیں ہے کیساتھ سو بعد العیدین جب
ادا کریگا تو ادا ہی ہوگا قضا نہوگا اور صدقہ فطر کے ادا کرنے میں شرط ہے نیت
اور اس صدقہ کا کسی کو مالک کر دینا اور صرف مباح کرنا کافی نہیں ہے اور صدقہ فطر
کا فر کو اگرچہ ذمی ہو دینا جائز نہیں ہے اور مال کے ہلاک ہونے سے صدقہ فطر ساقط
نہیں ہوتا کتاب الصوم شہر رمضان میں روزے رکھنے فرض ہیں اور
اول زمانہ طلوع صبح صادق سے یعنی کنارہ آسمان میں عرض میں سفیدی ہو کر بہت
زیادہ پھیلنے والی کے اول زمانہ طلوع سے ختم آفتاب کے غروب ہو جانے تک
روزہ کی توڑنے والی چیزوں سے باز رہنا روزہ ہے اور روزوں کا صحیح ہونا
ان تین چیزوں پر موقوف ہے مسلمان ہونا اور حیض و نفاس سے پاک ہونا

اور ہر روزے کے لیے نیت کرنی مقیم ہو یا مسافر اور روزہ شہر رمضان کے واجب ہونے کی
شرط روزوں کے فرض ہونے کو جاننا اگرچہ دار الحرب میں ہو یا دار الاسلام میں ہونا
اور بالغ ہونا اور صحت ہے اور روزے کا حکم ملنا ثواب کا ہے اگرچہ ممانعت کے دن
روزہ رکھا ہو جیسے چھینی ہوئی زمین پر نماز پڑھنے میں ثواب ملتا ہے اور نذر کیے ہوئے
روزے کا سبب نذر ہے اور کفاروں کے روزے کا سبب اُنکے اسباب ہیں یعنی
قسم توڑنا اور قتل اور شہر رمضان میں روزہ توڑنا اور سر مونڈانا احرام میں وغیرہ
اور شہر رمضان میں ہر ایک صبح صادق کی ابتدا سے دوپہر شرعی تک کسی جزء کا
حاضر ہونا سبب ہے اُس روزے کے روزہ کا اور روزوں کی کئی قسمیں ہیں ایک
فرض کہ وہ شہر رمضان کے روزے ہیں دوسرے واجب جو شہر رمضان کے
کفارے کے اور اُسکی قضا کے اور نذر کے روزے ہیں اور نذر یا معین ہے مثلا
تاریخ یا دن معین کر کے روزے رکھنے کی نذر کر لی یا نذر غیر معین ہے مثلا بے تاریخ
یا دن معین کیے ہوئے روزے رکھنے کی نذر کر لی سوم نفل اور نفل یا
مسنون ہے یا مستحب یا مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی اور سات قسم کے روزے پے در پے
رکھے جاتے ہیں شہر رمضان کے روزے اور کفارہ ظہار اور کفارہ قتل اور
کفارہ قسم اور کفارہ افطار شہر رمضان اور نذر معین اور اعتکاف واجب اور
باقی روزوں میں پے در پے رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار ہے اور صحیح ہوتا ہے ادا کے روزہ
شہر رمضان اور روزہ نذر معین و نفل غروب جرم آفتاب کے بعد سے نصف روز
شرعی تک نیت کرنے سے اور نصف روز شرعی اول زمانہ طلوع صبح صادق سے
غروب آفتاب تک کا نصف ہے اور قضا کے روزہ شہر رمضان و نذر معین و نفل

۲ یعنی روز شرعی اول زمانہ طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک کا نصف ہے

اور باقی روزون کے لیے رات سے نیت کرنی شرط ہے اور روزہ شہر رمضان فرض
وقت کی نیت سے اور یہ بھی اور نفل بھی مطلق نیت سے اور اُس دن کے روزے کی
اور نفل کی نیت سے ادا ہوتا ہے اور نذر معین فرض وقت کی نیت کے سوائے ان سب
نیتون سے جو ذکر کی گئین اور نذر کی نیت سے ادا ہوتا ہے اور صرف شہر رمضان مین
جس روزہ کی نیت کریگا روزہ شہر رمضان ہی کا واقع ہوگا لیکن اگر مسافر نے
شہر رمضان مین نفل کی یا مطلق نیت کی تو روزہ شہر رمضان سے واقع ہوگا
اگر دوسرے واجب کی نیت کی تو اُسی واجب سے واقع ہوگا اور جس مریض کے
روزہ رکھنے سے مرض زیادہ ہوتا ہو باوجود قدرت کے روزہ رکھنے پر مثلاً
آنکھون کا مرض وہ مثل مسافر کے ہے اور جس مریض کا مرض روزہ رکھنے سے
ضرر نکرے مثلاً سوء ہضم مین وہ جس روزہ کی نیت کریگا بسبب عاجز ہونے کے
روزہ شہر رمضان ہی سے واقع ہوگا اور نذر معین کے دن مین اگر کسی دوسرے
واجب کی نیت کریگا تو اُسی دوسرے واجب سے روزہ واقع ہوگا مطلقاً یعنے
صحیح ہو یا مریض مقیم ہو یا مسافر پس نذر معین کی قضا لازم ہوگی صحیح تر قول پر
اور شہر رمضان کے روزون مین ہر روز نیت کی احتیاج ہے اگرچہ روزہ دار
تندرست مقیم ہو اور شہر رمضان اور نذر معین اور نفل کے روزون مین نیت کا
معین کرنا افضل اور اُنکے سوائے اور روزون مین نیت کا معین کرنا شرط ہے
یعنی یہ جاننا کہ کونسا روزہ رکھتا ہے اور نیت کے الفاظ کو زبان سے تلفظ کرنا
سنت مشایخ ہے اور روزہ رکھنے کے لیے سحر کھانی بھی نیت ہے اگر دن مین
نیت کے وقت سے پہلے نیت سے کھبے اپنے تئین صائم قرار دے تو نیت نہو گی

اور روزہ شہر رمضان کی نیت کرنی بالاجماع صحیح ہے تو نیت یوں کرے أَصُوْمُ غَدًا لِلّٰهِ
عَزَّوَجَلَّ مِنْ فَرْضِ شَهْرِ رَمَضَانَ اور اگر دن میں نیت کرے تو بجائے لفظ
غدًا کے هٰذَا الْيَوْمَ کہے اور دن میں صرف نیت افطار لغو ہے روزہ نہیں جاتا اگر
افطار نہ کرے اور نیت روزہ کی نماز میں درست ہے اور بدون تلفظ کے مفسد
نماز نہیں ہے اور نہ رکھا جاوے روزہ روز شک کا یعنی اُس دن کا جو متصل ہو
شعبان سے اگرچہ مطلع پر علت نہ رہنے کی حالت میں چاند نہ دیکھا گیا ہو اور نہ
اُس دن میں نیت نفل روزہ رکھنے کا مضائقہ نہیں اور اگر کسی واجب کا روزہ
رکھا تو مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی روزہ شہر رمضان کا نیت کرکے رکھا تو مکروہ تحریمی
اور اگر روزہ رمضان کے سوائے کسی دوسرے روزہ کی نیت کرکے رکھا اور
ظاہر ہوا کہ وہ دن شعبان کا ہے تو جسکی نیت کی ہے اُسکے لیے کافی ہو گیا اور ظاہر ہوا
کہ شہر رمضان کا دن ہے تو شہر رمضان میں مجرا ہوگا اگر شخص مقیم ہے لیکن
جسکی عادت ہو اُس شخص نفل روزہ رکھنے کا وہ دن واقع ہوا اُسکو وہی معمولی روزہ رکھنا
نفل بہتر ہے [illegible] معمولی روزہ رکھنے کا نہ ہو تو خواص اُس دن میں اسطرح روزہ
رکھیں [illegible] اور عوام زوال تک چاند کی تلاش کریں اگر چاند ہونے کی
تحقیق [illegible] نہ رکھیں ورنہ بعد زوال کے افطار کریں [illegible]
اور خواص وہ ہیں جو شخص نفل کی نیت سے روزہ رکھیں اور جنکی یہ نیت ہو کہ
اگر شہر رمضان ہو تو [illegible] ورنہ نفل یا اور واجب [illegible]
وہ عوام ہیں اور اُس شخص کا روزہ نہیں ہے جسنے اصل نیت میں تردد کیا یعنی
اسطرح نیت کی کہ کل اگر رمضان ہوگا تو روزہ ہے نہیں تو نہیں کیونکہ نیت کا یقین

۵ کل دن میں قضا [illegible] فرض روزہ شہر رمضان کا رکھنے کی نیت کی میں نے اللہ تعالیٰ کے لیے

نہین ہے جیسا اُس شخص کا بھی روزہ نہین ہے جسنے نیت کی کہ اگر صبح کو ناشتہ ملا
تو روزہ ہے اور ملا تو افطار اور جسنے نیت کے وصف مین تردید کی یعنی اسطرح نیت کی
کہ اگر دن رمضان کا ہے تو روزہ رمضان کا ہے نہین تو کسی دوسرے واجب کا یا روزہ
نفل ہے پس اگر واضح ہوا کہ وہ دن رمضان کا ہے تو وہ روزہ رمضان ہی کا ہوگا نہین تو
کراہت تنزیہی کے ساتھ نفل صحیح ہوگا دونون صورتون مین یعنی واجب اور
نفل مین اور اسکے توڑنے سے قضا لازم نہ آویگی اور اگر شک کے دن مین
کسی شخص نے نصف روز تک انتظار کیا اور اس عرصہ مین بھولے سے کچھ کھا لیا
پھر معلوم ہوا کہ رمضان کا یہ دن ہے تو بھی اُس روزہ کی نیت کرنی جائز ہوگی اور اگر
کسی عاقل بالغ نے ہلال شہر رمضان کا دیکھا یا عید کا اور اُسکا قول حجت شرعیہ کے
رو سے نہ مانا گیا یعنی فاسق ہونے کی جہت سے یا غلطی کی وجہ سے تو وہ روزہ
رکھے ہر صورت مین عید کا چاند ہو یا رمضان کا پس اگر عاقل بالغ چاند دیکھنے
والے نے رد شہادت سے پہلے افطار کیا تو صرف قضا لازم ہے دونون مین
لیکن بعد قبول شہادت کے عید کے چاند مین افطار کرنے سے صرف قضا ہے
اور شہر رمضان کے چاند مین افطار کرنے سے قضا اور کفارہ بھی واجب ہے اگرچہ
فاسق ہو صحیح تر روایت پر اور روزہ رکھنے کے لیے اگر مطلع پر علت ہو تو مسلم
بالغ عاقل ایک مرد یا ایک عورت کی خبر قبول کی جاوے بغیر دعوی اور بغیر کہنے
لفظ اشہد کے خود چاند دیکھا مین نے اور بدون حکم اور مجلس قضا کے گو وہ غیر عدل
یعنی مستور الحال ہو اور اسی کی تصحیح ہوئی ہے اور یہ بھی ظاہر الروایۃ ہے بشرطیکہ متہم فاسق
بالاتفاق اور فاسق مجاز ہے اسکا کہ شہادت دیوے باوجودیکہ اپنا فسق جانتا ہو

اسواسطے کہ قاضی کبھی فاسق کی شہادت قبول کرتا ہے اور شخص عدل کو لازم ہے
کہ اُس رات مین شہادت ادا کرے کہ کہین لوگ وقت صبح کے افطار نہ کرلین
اور یہ شہادت فرض عین ہے اگرچہ عدل مذکور غلام ہو یا عورت یا زنا کی تہمت مین
حد ماری گئی ہو پھر توبہ کر لی ہو اور کو کیفیت اپنی رویت کی نہ بیان کرے
بلکہ خبر دے بنا بر مذہب درست کے اور فاسق اگر جانے کہ حاکم میرا قول مان لیگا
تو اُسپر ادا ے شہادت واجب ہوگی اور مستور الحال مین دو روایتین ہین اور
واجب ہے لونڈی پردہ نشین پر کہ نکلے اُس رات مین بدون اجازت اپنے مولیٰ کے
اور شہادت ادا کرے اور یہی حکم آزاد عورت کا ہے کہ بے اجازت خاوند کے جاکے
ادا ے شہادت کرے اور غیر پردہ نشین اور بے نکاح بطریق اولیٰ جاکے ادا ے
شہادت کرے اور ظاہر یہ کہ اسکا محل وہ ہے کہ ثابت ہونا رویت کا اُسپر موقوف
ورنہ ادا ے شہادت کے لیے نکلنا لازم نہین اور روزہ اور افطار دونون مین
اگر مطلع پر علت ہو تو دو عورت اور ایک مرد یا دو مرد مسلم عاقل بالغ آزاد عدل
یعنی گناہ کبیرہ کو ترک کرنے والے اور صغائر پر اصرار نہ کرنے والے کی شہادت
اس لفظ کے ساتھ کہ بچشم خود چاند دیکھا مین نے کفایت ہے اور منجم کے قول
کہ فلانی تاریخ مین چاند ہوگا روزہ لازم نہین اگرچہ منجم عدل ہو بنا بر مذہب صحیح
اور روایت صحیح کے اور خود منجم کو اپنے حساب پر عمل کرنا جائز نہین اور اگر مطلع صاف
تو چاند ہونے کی لئے مسلمان آزاد عدل کی شہادت کا اعتبار ہے کہ غلبہ
ظن کو مفید ہو اور ... ہونی شرط نہین بلکہ مجرد عدد ... اور ...
اور ... شہادت ... ہے اور کفایت ہے اور ایک شخص ... کبھی

شہادت کفایت ہے اور ہمارے نزدیک مقبول اور صحیح اور معتمد ہے اگر شہر کے باہر سے
چاند دیکھکے آیا ہو یا مکان مرتفع پر سے دیکھا ہو اور ایک شخص کی شہادت امام جب
رد کرے کہ مطلع صاف ہو اور وہ شخص نہ شہر کے باہر سے چاند دیکھکے آیا ہو نہ مکان
مرتفع پر سے دیکھا ہو بلکہ شہر مین سے چاند دیکھا ہو اور یہ بھی ظاہر الروایۃ ہے اور
اگر دو شخص عدل کی شہادت شہر رمضان کا چاند رات کو بچشم خود دیکھنے مین
قبول کی گئی ہو تو اکتیسوین ۳۱ شب مین شوال کا چاند دیکھا جاوے یا نہ ابر ہو یا نہو
افطار حلال ہے اور اگر شہر رمضان کا چاند ایک شخص عدل کی شہادت سے ثابت
ہوا تھا اور اب اکتیسوین ۳۱ شب مین مطلع پر علت رہنے کی حالت مین شوال کا
چاند نہ دیکھا جاوے تو افطار حلال ہے و اگر مطلع صاف رہنے کی حالت مین دیکھا جا
تو اکتیسوین روز افطار نہ کرے اور مشابہ حق یہی ہے اور ذی الحجہ شوال کے مانند ہے
اور جو چاند کہ دن کو اگر چہ دو پہر کے قبل نظر آوے وہ شب آیندہ کا ہے صحیح مذہب پر
اور مطالع کا اختلاف معتبر نہین ہے بنا بر مذہب ہے اور اسی پر اکثر مشائخ ہین اور اسی پر
فتوی ہے پس اگر اہل مغرب شب جمعہ مین چاند دیکھین اور اہل مشرق شب شنبہ مین
اور جماعات متعددہ آکر بیان کرین کہ اہل مغرب نے شب جمعہ مین چاند دیکھکے
روزہ رکھا تو انپر بھی روز جمعہ کے روزے کی قضا واجب ہوگی لیکن ذی الحجہ کا چاند
دیکھنے مین مطالع کا اختلاف معتبر ہے فصل غیر حاجی کے حق مین عرفے کے دن
روزہ رکھنا سنت ہے و اگر عرفہ کے دن قضا یا نذر یا کفارے کے روزے کی نیت کی تو
وہ روزہ دونون مین محسوب ہوگا اور عشرۂ اول ذی الحجہ کے باقی ایام مین ہر روزہ ایک
سال کے روزے کے برابر ہے اور روز عاشورا کے ساتھ نوین تاریخ ملا کے روزہ رکھنا

مستحب ہے اور روز پنجشنبہ و جمعہ و دوشنبہ میں روزہ رکھنا مندوب ہے اور اُسکے ساتھ ایک روز قبل یا بعد کا ملا کے روزہ رکھنے میں احتیاط ہے اور اسی طرح روز یکشنبہ میں روزہ رکھنا مندوب ہے اور ہر مہینے میں مطلق یعنی کسی تین دن میں روزہ رکھنا مندوب ہے متصل ہو یا متفرق لیکن بیض کی راتوں کے دنوں میں یعنی تیرھوین اور چودھوین اور پندرھوین تاریخ میں روزہ رکھنا مندوب و افضل ہے اور شعبان کی پندرھوین تاریخ میں اور ماہ رجب میں خصوص اُسکی ستائیسوین تاریخ میں روزہ رکھنا مندوب ہے اور شوال میں عید الفطر کے بعد چھ روزے متصل اور افضل یہ کہ متفرق رکھے وہ صائم الدہر ہے **فصل** صوم دہر یعنے ایام منہیہ کو بھی شامل کرکے ہمیشہ روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے اور اس ایام کے سوا ہمیشہ روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے اگر ضعف کا خوف ہو یا طاقت نہو لیکن صوم داؤد یعنی ایک دن روزہ اور ایک دن افطار کرنا افضل ہے اگر مداومت ہوسکے اور اگر پے در پے روزے رکھنے کی طاقت نہو تو بعد گذرنے نصف شعبان کے قضا اور واجب کے سوا روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے اور صوم وصال یعنے چند روزے پیاپے رکھنے اور بیچ میں افطار نہ کرنا مکروہ تحریمی ہے اور روز عاشورا میں تنہا روزہ رکھنا یعنی نوین یا گیارھوین تاریخ کا روزہ اُسکے ساتھ نہ ملانا اور قصداً نوروز میں روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے مگر نوروز یا مہرجان سنت موکدہ یا معمولی روزہ کے موافق آپڑے تو مکروہ نہیں اور اگر فرض یا نذر یا قضا یا کفارہ یا سنت موکدہ یا معمولی روزہ شنبہ کے دن آپڑے تو مکروہ نہیں ورنہ روز شنبہ میں تنہا روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے اور مشابہت کے قصد سے

مکروہ تحریمی ہے اور روز عیدین مین دو روزے اور ایام تشریق مین تین روزے
یہ پانچ روزے ہر سال مین مکروہ تحریمی ہین لیکن جسے ہدی نہ ملے اُسے ایام
تشریق مین روزہ رکھنا جائز ہے ف ہدی نام اُن چارپایون کا ہے کہ حرم مین
ذبح کیے جاتے ہین واسطے طلب ثواب کے بکری ہو خواہ دنبہ یا بھیڑ اور گائے ہو
خواہ بھینس یا اونٹ بلاغ المبین فصل نفل روزے کے بیان مین اور مکروہ ہے
عورت کو روزہ نفل رکھنا بدون اجازت اپنے خاوند کے اور غلام کا روزہ نفل
بدون اجازت مولی کے اور اجیر کا روزہ نفل بدون اجازت مستاجر کے اور
صوم الصمت یعنی روزہ رکھنا اور حالت صوم مین کلام نکرنا مکروہ تحریمی ہے

باب اُن چیزون کے بیان مین جو روزہ کی مفسد ہین

مفسد کی دو قسم ہے ایک جس سے صرف قضا لازم ہو دوم جس سے قضا و کفارہ
دونون لازم ہون اور غیر مفسد کی بھی دو قسمین ہین ایک وہ جسکا کرنا مباح ہے
دوم جسکا کرنا مکروہ ہے پس اگر کسی نے ماہ رمضان ثابت ہونیکے آغاز مین
افطار کی چیزون سے احتیاط کی اور بھول کر قصداً افطار کیا یا نیت کرنے کے بعد
بھولکر افطار کیا تو روزہ نہین ٹوٹتا بخلاف روزہ نفل رکھنے والے کے کیونکہ
اگر وہ پہلے نیت کے کھالے تو اُسکو بھولنے والا نہین کہتے اور ایسا ہی حکم ہے
صوم قضا و کفارہ مین ہان البتہ نسیان متصور ہوسکتا ہے واسطے شہر رمضان اور
نذر معین مین لیکن اگر کوئی شخص اُسے روزہ یاد دلاوے اور وہ التفات نکرے
تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اُسپر کفارہ لازم نہین ہوتا یا جو چیز کھانے کی نہ قرار دیگئی ہے
اور اُس سے احتراز ممکن نہو مثلاً غبار یا دھوان یا مکھی آپ سے بے اختیار حلق مین جاوے

تو روزہ نہین ٹوٹتا اگرچہ روزہ یاد ہو پس اگر روزہ یاد ہونے کی حالت مین قصداً
دھوان حلق مین پہونچا دے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ عود و عنبر کا دھوان ہو اور
جس دھوین مین نفع کا ظن ہو قصداً اُسکے پہونچانے سے کفارہ لازم ہوتا ہے اور
اُسکو گل ورد اور عرق گل اور مشک وغیرہ خوشبو سونگھنے کے مانند سمجھنا چاہیے
یا اگر تیل یا سرمہ لگایا یا پچھنے لگائے تو روزہ نہین ٹوٹتا اگرچہ اپنے حلق مین سرمہ
یا تیل کا مزہ یا تھوک مین اُسکا رنگ پاوے اور امام مالک اور احمد کہتے ہین کہ سرمہ لگانا
جائز نہین اور روزہ مین سینگی لگانی رخصت ہے اور نہ لگانی عزیمت میزان شعرانی
حاشیہ بلوغ المرام مترجم حجامت صائم مین یا بوسہ دیا اور انزال نہوا یا احتلام ہوا
یا دیکھنے سے انزال ہوگیا یا منھ مین کلی کی تری باقی رہگئی اور اُسکو تھوک کے ساتھ
نگل گیا تو روزہ نہین ٹوٹتا لیکن منھ سے پانی گرانے کے بعد تھوکنا شرط ہونا چاہیے
کیونکہ پانی تھوک مین ملا رہتا ہے البتہ تھوکنے مین مبالغہ شرط نہونا چاہیے یا
دوائیون کے کوٹنے سے اُنکا مزہ اپنے حلق مین پاوے یا ہڑ کو چباوے اور اُسکا
مزہ حلق مین جائے لیکن اُسکے اجزا مین سے کچھ حلق مین نہ جائے تو روزہ نہین ٹوٹتا
بخلاف شکر یا اُسی طرح کی دوسری چیز کے کہ اُسکے چوسنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے
اور کان مین پانی داخل ہونے سے روزہ نہین ٹوٹتا لیکن داخل کرنے سے
اور تیل داخل ہونے اور کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اگر دانتون سے
خون نکلا اور حلق مین چلا گیا یعنی پیٹ مین نہ پہونچا تو روزہ نہین جاتا لیکن
جبکہ پہونچے پیٹ مین پس اگر خون اور تھوک دونون برابر ہون تو روزہ
ٹوٹ جاتا ہے و گر خون کم اور تھوک زیادہ ہو تو نہین ٹوٹتا مگر جبکہ پاوے اُسکا مزہ

اور اگر کسی دوسرے کا مارا ہوا نیزہ یا پیکان روزہ دار کے پیٹ تک پہونچ جاے
تو روزہ نہین ٹوٹتا اگرچہ اُسکا پھل اندر رہ جاے اور بواسیر کے مسّے دھو کے
خشک ہوے کے اندر چڑھ جانے سے روزہ نہین ٹوٹتا و گر خشک ہونے کے قبل
اندر چڑھ گئے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہی یا اگر جماع کرتا تھا بھول کر پھر یاد آتے ہی ذکر کو
نکال لیا یا قبل فجر کے عمداً جماع کیا پھر فجر ہوتے ہی ذکر کو نکال لیا تو روزہ نہین ٹوٹتا
اگرچہ نکال لینے کے بعد منی نکلے لیکن اگر نہ نکالا اور اُسی حالت پر باقی رہا تو منی
نکلی ہو یا نہ یاد آنے کی صورت مین اُسپر قضا ہی کفارہ نہین اور طلوع فجر مین قضا اور
کفارہ بھی ہی جیسے کہ کفارہ واجب نہین یاد آنے کی صورت مین اگر نکال لیا پھر
داخل کیا اور واجب ہی طلوع فجر مین یا پھینک دیا لقمہ اپنے منہ مین سے روزہ یاد
آتے ہی یا فجر ہوتے ہی تو روزہ نہین ٹوٹتا اور اگر منہ سے باہر نہین نکالا اور نگل لیا
تو کفارہ لازم ہی اور اگر منہ سے نکال کے اُگلے ہوئے کو کھا گیا تو کفارہ لازم نہین
اور اگر اپنے ذکر کے سوراخ مین تیل ٹپکایا تو روزہ نہین ٹوٹتا اگرچہ مثانہ تک
پہنچ جائے صحیح مذہب یہ ہی بخلاف عورت کے بالاجماع اور حالت جنابت مین
صبح ہو جانے سے روزہ نہین ٹوٹتا اگرچہ تمام روز جنب رہا ہو اور اگر صائم کے
منہ سے رینٹ اوتر کے ناک کی پھننگ تک بہ آیا اور اُسنے عمداً اُسے کھینچ لیا اور
وہ حلق مین چلا گیا تو روزہ نہین ٹوٹتا اور اسی طرح اگر صائم کا لعاب منہ سے ٹھوڑی تک
مثل دھاگے کے لٹک آیا اور تار نہ ٹوٹا تھا کہ اُسنے عمداً کھینچ کے پی لیا تو روزہ نہین ٹوٹتا
لیکن دونون مسئلون مین بسبب رعایت اختلاف شافعی کے احتیاطاً قضا ہو تو بہتر
اور اگر تاگا بٹنے کو منہ مین لے لے کے اُسے چند بار تھوک سے بھگویا پس اگر

اس تاگے مین سے لگے ہوئے تھوک کو نہ نکالا ہو تو روزہ نہیں جاتا اور اگر روزہ یاد ہوتے ہوئے
اُسے نگلجاوے تو روزہ جاتا رہتا ہے جیسے رنگین تاگے کا رنگ تھوک مین ظاہر ہو
اور وہ اُسے نگل جاوے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے **فصل** جو چیز غذا یا دوا کی جنس سے
نہ قرار دیگئی ہو یا دیگئی ہو لیکن عذر شرعی ہو یا جسے انسان نہیں کھاتا یا مکروہ
جانتا یا نفرت کرتا ہے اگر اُسے پیٹ یا دماغ مین پہونچاوے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے
اُسے قضا کرے کفارہ لازم نہیں پس اگر کنکر یا پتھر کھایا یا گل ارمنی کے سوا
جسکے کھانے کی عادت ہو وہ مٹی کھائی یا حقنہ کرایا یا ناک یا مُنہ مین دوا رکھی
اور اُسمین سے دماغ پر چڑھ گئی یا حلق مین اوتر گئی تو صرف قضا کرے اور اگر دماغ
یا پیٹ مین زخم کی راہ سے دوا پہونچی معلوم ہوئی تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے دوا تر ہو
یا خشک و گر پہونچنا معلوم نہوا اور دوا تر ہو تو ٹوٹ جاتا ہے گر خشک ہو تو نہیں ٹوٹتا
اور اگر خطا سے روزہ ٹوٹا یعنی روزہ یاد ہوتے ہوئے مثلاً مضمضہ کرنے مین
بے قصد حلق مین پانی اوتر گیا یا سوتے آدمی نے پانی پی لیا یا دوسرے کی
زبردستی سے صائم نے افطار کیا یا سوتے آدمی کے حلق مین کوئی چیز ڈالی گئی
تو قضا کرے اور مردہ عورت یا بے شہوت والی لڑکی یا بہیمہ کے ساتھ یا غیر قبل
یا غیر دبر مین وطی کرنے سے یا مباشرت فاحشہ سے اگرچہ دونوں عورتوں مین ہو
اگر انزال نہوا تو روزہ نہیں ٹوٹتا و گر انزال ہوا تو ٹوٹ جاتا ہے صرف قضا کرے
یا تمام شہر رمضان مین روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کی نیت نہ کی صرف امساک کیا
تو صرف قضا کرے یا اگر صبح کی اُس حال مین کہ نیت صوم کی نہیں کی تھی پھر دانستہ
افطار کیا یا دن مین زوال سے قبل نیت کرنے کے بعد افطار کیا ہو تو قضا لازم ہے

کفارہ نہیں آوے بھول کر کھانے اور جماع کرنے سے روزہ نہ ٹوٹنے کا عالم اگر بھول کر
کھالے یا جماع کرے بعد اسکے اسوقت اس مسئلہ کے سہو کرنے کی حالت میں روزہ
ٹوٹ جانے کے گمان سے قصداً افطار کرے تو صرف قضا کرے کفارہ لازم نہیں ہے
صحیح یہی ہے اور اگر سہواً کھانے یا جماع کرنے کے بعد عالم مذکور نے اس مسئلہ کے یاد
رکھنے کی حالت میں قصداً افطار کیا تو کفارہ بھی لازم ہے مگر اس مسئلہ کا عالم نہو تو
قضا کرنا اور کفارہ لازم نہونا متفق علیہ ہے اور اگر عورت نے رات میں روزے کی
نیت کی تھی پھر رات ہی میں مجنون ہوگئی اور جماع کی گئی دن میں یا دن میں قبل
نصف روز شرعی کے نیت کی پھر مجنون ہوگئی پھر وطی کی گئی تو قضا لازم ہے اور اگر
توڑ ڈالا کوئی روزہ سوائے روزہ ادائے شہر رمضان کے تو صرف قضا لازم ہے
اور اگر سحر کھائی رات کے گمان سے پس اگر معلوم ہوا کہ فجر طلوع ہوگئی تو اسپر صرف
قضا ہے مگر کچھ معلوم نہوا تو قضا بھی نہیں اور اگر غروب آفتاب کا گمان کرکے افطار کیا
بعد اسکے غروب نہونا معلوم ہوا تو صرف قضا ہے مگر کچھ معلوم نہوا تو قضا بھی نہیں
اور ان صورتوں میں باقی روز میں امساک واجب ہے اور قاعدہ ہے کہ جو شخص غیر روزہ دار
آخر روز میں ایسی حالت پر ہو جائے کہ اگر اول روز میں اس حالت پر ہوتا تو روزہ
لازم ہوتا پس اسکے ذمہ امساک لازم ہے جیسے بعد دوپہر شرعی کے یا کھانا کھانے کے
بعد قبل دوپہر شرعی کے مسافر کہ مقیم ہوگیا اور حائض اور نفسا کہ پاک ہوئیں اور
مجنون کہ ہوش میں آیا اور مریض کہ اچھا ہوگیا اور اجماع ہے اسپر کہ حائض و نفسا
او مریض او مسافر پر امساک واجب نہیں اور اسی طرح حال ہے اس شخص کا کہ
اسپر روزہ واجب ہوا ہو سبب کے موجود ہونے اور اہلیت کے متحقق ہونے سے

ف نصف نہار شرعی سے مراد یہ ہے کہ صبح صادق سے غروب تک جو وقت ہے اسکا نصف ہو

مگر اسکا پورا کرنا متعذر ہو گیا جیسا جان سے افطار کر ڈالے یا یوم الشک مین افطار
کرنے والا ہو پھر ظاہر ہوا کہ یہ روز شہر رمضان کا ہے یا سحر کہالی اس خیال سے کہ
ابھی صبح نہین ہوئی پھر معلوم ہوا کہ صبح ہو گئی ان صورتون مین بھی امساک واجب ہے
اور یہ سب جو عذر کو رہے اس روز کا روزہ قضا کرین مگر لڑکا جو بالغ ہوا یا کافر
جو مسلمان ہوا وقت نیت کے وہ اس روز کے روزہ کی قضا نہ کرین گو وہ دونون
افطار کر لین لیکن اگر یہ دونون روزہ کی نیت کرین قبل دوپہر شرعی کے تو روزہ
نفل ہو گا کہ توڑنے سے اسکی قضا لازم آویگی اور اگر نیت کرلی مسافر یا مجنون
یا مریض نے قبل دوپہر شرعی کے تو درست ہے فرض سے اور اگر حائض یا نفسا نے
نیت کرلی تو صحیح نہین ہے بالکل یعنی نہ فرض نہ نفل فصل اگر شہر رمضان کی شب مین
نیت کر کے دن کو حالت صوم مین روزہ یاد ہوتے ہوئے بے عذر قصداً ایسی شے
کھالی یا دماغ مین پہونچائی جو جسم کی اصلاح کے لیے عادتاً کھائی جاتی ہو یا بقصد
غذا یا دوا یا تلذذ کے کھائی جاتی ہو یا دُبر مین یا قُبل محقق مین مرد نے اپنے ذکر کا
اگر چہ صرف تمام حشفہ داخل کر دیا پس اگر دونون آدمی ہون اور زندہ ہون اور
شہوت کامل رکھتے ہون اور مکلف یعنی عاقل بالغ ہون تو قضا اور کفارہ لازم ہے
مثل ترتیب کفارہ ظہار کے یعنی ایک غلام آزاد کرے اور اگر غلام آزاد کرنے کے لیے
نپاوے تو دو مہینے پیاپے روزے رکھے اگر درمیان مین بے عذر یا عذر سے کوئی
روزہ فوت ہو جاوے تو سر نو سے روزے رکھے لیکن سن ایاس کے قبل حیض
عذر معتبر ہے اور اگر روزہ رکھنے کی بھی طاقت نہو تو ساٹھ مسکین کو ایک ایک
قدر صدقہ فطر کے گیہون یا جو وغیرہ جو فطرہ مین معین ہے کوئی ایک چیز دیوے یا ایک کو

ساٹھ روزتک ہر روز بقدر صدقہ فطر کے اُسے دیا کرے اور جسے زکوۃ دینا جائز نہین وہ کفارہ پانے کا بھی مجاز نہین لیکن ذمی فقیر کو دینا جائز ہے اور کفارہ اُس صورت مین ہے کہ روزہ دار نے رات سے نیت کی ہو اور نہ حادث ہو بعد عمداً افطار کرنے کے وہ عذر جو کفارہ کو ساقط کرتے مثلاً حیض اور اگر روزہ عمداً توڑنے کے بعد بیمار ہو لے یا اپنے تئین زخم لگا کے یا زبردستی کوئی لے سفر مین لیجائے تو قول معتمد یہ ہے کہ کفارہ لازم ہے وگر اپنی خوشی سے سفر کریگا تو بالاتفاق کفارہ ساقط نہوگا لیکن اگر افطار کرے بعد اُسکے کہ سفر کیا تو کفارہ واجب نہین اگرچہ روزہ توڑنا اُسپر حرام ہے اگر فجر کے بعد سفر کیا ہو اور جسکو عادت مقررہ ہے تپ کی یا حیض کی پس اگر افطار کیا اور عذر مقررہ پایا گیا تو کفارہ واجب نہین وگرنہ پایا گیا تو واجب ہے اور دشمن سے مقابلہ کا یقین کر کے افطار کرنے مین بالاتفاق کفارہ واجب نہین اور اگر چند روزے توڑے ہون تو ہر ایک روزہ کی قضا کرین اور آخر مین سب کا صرف ایک کفارہ دینا کفایت ہے اور اگر دو رمضان کے دو روزے توڑے ہون تو دو کفارے لازم ہین یہ ظاہر الروایہ ہے اور بعضون نے فتوی کیلیے یہ اختیار کیا ہے کہ اگر کھانے سے یا دماغ مین کوئی چیز پہونچانے سے افطار کیا تو ایک ہی کفارہ ہوگا واگر جماع سے مکرر افطار کیا تو جدا جدا کفارہ ہوگا اور اگر کسی شخص نے افطار کیا بے عذر مجمع عام کے سامنے تو اُسکو قتل کیے جانے کے حکم مین اتفاق ہے اور حدیث الغیبۃ تفطر الصیام کی تاویل کی گئی ہے بالاجماع ساتھ جاتے رہنے ثواب کے پس اگر غیبت کے بعد روزہ ٹوٹ جانے کے گمان سے قصداً افطار کرے تو کفارہ لازم ہے ہر حال مین یعنی اسکی تاویل معلوم ہو

یا نہ معلوم ہو اور حدیث افطر الحاجم والمحجوم کی بھی یہی تاویل کی گئی ہی لیکن بعضون نے
اسکے ظاہر معنی پر بھی عمل کیا ہی تو پس اگر پچھنا لگانے والا یا لینے والا حجامت کے
بعد روزہ ٹوٹ جانے کے گمان سے قصداً افطار کریگا تو کفارہ لازم آویگا
لیکن جبکہ فتوی دیگا اسکو مفتی معتمد افطار ہو جانے کا اگرچہ خطا کریگا یا
پچھنے لگانے والے اور لینے والے نے سنی حدیث مذکور اور نہ جانی تاویل اسکی
بموجب مذہب کے تو کفارہ لازم نہوگا مگر تاویل معلوم ہوگی تو کفارہ
لازم ہوگا اور اگر ازخود قی آجاوے اور دفع ہو جاوے تو روزہ نہین جاتا ہر صورت مین
یعنی منہ بھر آوے یا کم اور روزہ یاد رہتے ہوے قصداً قی کرنے سے روزہ جاتا رہتا ہی
اگر منہ بھر ہو بالاجماع ہر صورت مین یعنی وہ خود پھر جاوے یا پھیری جاوے یا
نہ پھیرے نہ پھیری جاوے اور اگر قی کم ہو تو ظاہر الروایہ مثل قول امام
محمد رح کے یہ ہی کہ ٹوٹ جاتا ہی اور اسپر اجماع ہی اور آئی ہوئی قی ازخود پھر جانے سے
روزہ نہین جاتا اور روزہ یاد رہتے ہوے اُسکے قصداً پھیر لے جانے سے
روزہ جاتا ہی بالاجماع اگرچہ قلیل تھی بقدر چنے کے ہو اور ان سب صورتون مین
قضا ہی کفارہ نہین اور قی خواہ طعام کی ہو خواہ پانی کی خواہ صفرا یا خون بستہ کی ہو
خواہ بلغم کی اور دانتون مین اٹکے ہوے گوشت کو قصداً کھا جانے سے روزہ
قضا کرے اگر اسقدر ہی جسکا نگلنا ممکن ہو بدون استعانت لعاب دہن کے اور
بعضون نے فساد روزہ مین چنے کے مقدار کو اختیار کیا اور مقدار مذکور سے
کم مین روزہ نہین جاتا مگر جبکہ منہ سے نکال کے پھر کھا جاوے تو روزہ ٹوٹ جاویگا
اور کفارہ لازم نہ آویگا اور کھا لینا ایسی چیز کا مقدار ایک تل کے بھی منہ کے باہر سے

روزے کو توڑتا ہے اور کفارہ بھی لازم آتا ہے مگر جبکہ چباوے اسطرح کہ اُسکے اجزا منھ مین مستغرق ہو جائین تو دانتون مین چمٹ جاویگا اور پیٹ مین کچھ نہ پہونچیگا اور تھوک کے تابع ہوگا پس روزہ سلامت رہیگا مگر یہ کہ مزہ پاوے اپنے حلق کے اندر تو روزہ ٹوٹ جاویگا اور اسی کو کمال نے پسند کیا ہے اور کہا ہے کہ یہی قاعدہ کلیہ ہے ہر قلیل شی مین جسکو چباوے کہ اگر حلق کے اندر مزہ پاویگا تو روزہ ٹوٹ جاویگا والا نہ جاویگا **فصل** اگر نمک کم یا زیادہ ہونے سے زوج یا مالک بدخلق تنگ گیری کرتا ہو یا کوئی چیز خرید کرتا ہو اور بدون چکھنے کے اور طرح سے نہ لے سکتا ہو اور غبن کا خوف ہو تو چکھنا مکروہ نہین اور اگر غبن وغیرہ کا خوف نہو تو فرض روزہ مین چکھنا مکروہ ہے اور بے عذر یعنی بے روزہ دار شخص پاس ہوتے ہوئے بچہ کو کھلانے کے لیے کھانے کی چیز چبانی صرف فرض روزہ مین مکروہ ہے اور بے عذر کذب ناجائز اور کلام فحش اور نمیمہ اور غیبت کرنی اور لڑنا اور بوسہ دینا اور مساس کرنا مکروہ ہے اگر جوان ہو اور انزال یا جماع سے امن نہو اور حجامت کرنی یا فصد لینی مکروہ ہے اگر ضعف کا خوف ہو اور منھ مین آب دہن جمع کر کے نگلجانا اور پانی مین گوز کرنا اور بجاے مسواک کے مصطگی چبانی اور اکثر روز جنب رہنا غسل نہ کرنا مکروہ ہے اور مسواک کرنی اگرچہ بعد دوپہر کے ہو یا پانی مین تر ہو بنا بر مذہب صحیح کے اور وضو کے سواے کلی کرنی اور ناک مین پانی ڈالنا اور خنکی حاصل کرنے کے قصد سے کپڑا تر جسم مین لپیٹنا مکروہ نہین اسی پر فتوی ہے اور سحری کھانا سنت اور بالکل برکت ہے اور سحور کی تاخیر مستحب ہے اور جب آفتاب غروب ہو جائے تب افطار جلد کرنا مستحب ہے مگر ابر مین تاخیر کرے

اسوقت تک کہ غروب آفتاب کا ظن غالب ہو اور تعجیل مستحب ہے کہ کثرت سے
ستارے نکلنے سے قبل افطار واقع ہو اور افطار کو مقدم کرنا سنت ہے وگر نماز کو
مقدم کرے تو افطار کرکے سنت پڑھے اور اگر کھجور نپاوے تو پانی سے
افطار کرنے کی حدیث کو صحیح کہا ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم نے روزے
افطار کرنے کے بیان میں بلاغ المبین میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبکہ
افطار کرتے روزہ تو فرماتے اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ
ابوداود و بلاغ المبین اور جو شخص بلند مکان پر ہو مثلاً منارہ وہ افطار نکرے جب تک
آفتاب غروب نہو جاوے اور شہر والے اس سے پہلے افطار کرسکتے ہیں اگر انکے نزدیک
آفتاب غروب ہو جاوے اس سے پہلے اور یہی حال ہے طلوع کا فجر میں یا سحری میں
اور اگر حرفہ والے کے پاس اسکی اور اسکے عیال کی کفایت موجود ہو تو اسکو
افطار حلال نہیں کیونکہ اسکو سوال حرام ہے پس افطار بالاولی حرام ہوگا اور جو کفایت
موجود نہو تو اسکو عمل کرنا جائز ہے اس مقدار کہ کفایت کرے اور اگر بغیر افطار کیے
عمل نہو سکتا ہو تو افطار جائز اور ہر روزے کے بدلے نصف صاع کھانا دے
اس صورت میں کہ اور دنوں میں گنجایش روزہ رکھنے کی نملے وگر ملے تو قضا
واجب ہوگی بشرطیکہ دوسرا کام نہیں کرسکتا جسمیں روزہ بھی رکھ سکے ایسا ہی
اگر خوف ہو کھیتی کے ہلاک ہونے کا یا چوری جانے کا اور کوئی آدمی نملے جو اجرت
رائج پر کام کرے اور یہ خود اس کام کو کرسکتا ہے تو افطار جائز ہے پس اگر اپنے اختیار سے
عمل کی جہت سے کسی شخص آزاد نے مشقت اٹھائی یہانتک کہ مریض ہوگیا پھر
افطار کیا تو قول مرجح یہ کہ اسپر کفارہ لازم ہے اور لونڈی غلام پس اگر انھوں نے

مولی کے حکم سے مجبور ہو کے ایسی مشقت اٹھائی ہے تو اُسپر کفارہ نہین مگر اپنے اختیار سے کیا تو کفارہ لازم ہے

فصل اُن عوارض کے بیان مین جنمین روزہ نہ رکھنا جائز ہے

اگر روزہ رکھنے مین مرض پیدا یا زیادہ یا دیر مین شفا ہونے کا خوف ہو یا خادمہ خوف کرتی ہو ضعف کا اور اِن سب چیزون کا خوف اپنے تجربے سے ہو یا غلبۂ ظن سے بسبب کسی علامت کے یا خبر دینے سے طبیب ماہر مسلمان غیر فاسق کے یا اگر حاملہ یا دودھ پلانے والی کو بنا بر ظاہر روایت کے ظن غالب مین اپنی مضرت کا خوف ہو یا بچہ کو ضرر پہونچنے کا ڈر ہے یا کسی کا ایسا دباؤ ہو جو مضطر کرتا ہو مثلاً قتل کرنا اور عضو کاٹنا اور سخت مار دینی یا آخر این ضعف کا خوف ہو تو افطار مباح ہے و گر پیاس یا بھوک سے ہلاک کا یا عقل کے نقصان کا یا بعض حواس جاتے رہنے کا خوف ہو تو بھی افطار مباح ہے اور باندی کو پہونچتا ہے کہ مولی کے فرمان کو نمانے جبکہ امر مذکور اُسکو عاجز کرے فرائض کے ادا سے کیونکہ فرائض کے باب مین اُسکو اصل حریت پر باقی رکھا ہے اور جس مرد نے نیت روزہ کرنے کے بعد سفر کیا اُس دن کے روزہ کا تمام کرنا واجب ہے بعد اُسکے سفر مین افطار مباح اور روزہ رکھنا مندوب ہے اگر ضرر نکرے و گر اُسپر یا اُسکے رفیق بے روزہ دار پر شاق ہو تو افطار ہی افضل ہے لیکن یہ سب جب قادر ہون تب صرف قضا کر لین اور پیاپی قضا کرنا شرط نہین لیکن پے در پے قضا کرنا مندوب ہے اُن مواضع مین جنمین پے در پے قضا کرنا شرط نہین اور اگر دوسرا رمضان آجائے تو ادا کو قضا پر مقدم کرے اور فدیہ لازم نہین پس اگر جنکو مذکور اُسی زمین مرجائین تو اُسپر نہ قضا واجب ہے نہ فدیہ پس بیست بھی واجب نہین

اور اگر بعد زوال عذر کے بقدر پورے ایام قضا کے قدرت قضائے صوم کی
حاصل ہوئی پھر موت کی جہت سے قضا فوت ہوئی تو بالکل فدیہ دینے کی وصیت
واجب ہے مگر اُس سے کم قدرت ملی تو اُسی قدر فدیہ دینے کی وصیت واجب ہے لیکن
جس شخص نے بے عذر افطار کیا اُسکے لیے فرصت زمانہ قضا کے پانے کی شرط نہین
پس واجب ہونا وصیت کا اُسکے ذمہ بطریق اولیٰ ہے اور جو ولی میت کے مال مین
متصرف ہو اُسکو فدیہ ادا کرنا اُس مال کی تہائی سے لازم ہے میت کی وصیت کی
جہت سے اور اگر اُسکا کوئی وارث نہو تو کل مال مین سے فدیہ دیا جاوے وگر
وصیت نہین کی تو وارثون پر فدیہ کا دینا واجب نہین وگر دینگے تو جائز ہوگا
انشاء اللہ تعالیٰ اور میت کو ثواب ہوگا اور فدیہ ہر ایک نماز کا گو نماز وتر ہو مثل فدیہ
ہر ایک روزہ کے ہے اور اعتکاف واجب مین کھانا دیا جاوے میت کی طرف سے
ہر روز کے لیے مانند فطرہ کے مقدار مین حاصل یہ کہ جو عبادت بدنی ہو جیسے نماز وغیرہ
تو وصی اُسکے مرنے کے بعد اُسکی طرف سے ہر واجب کے بدلے بقدر صدقہ
فطر کے کھانا دے اور جو عبادت مالیہ ہو مثلاً زکوۃ تو میت کی طرف سے نکالے
بقدر واجب کے اور جو عبادت مرکب ہے بدنی اور مالی سے یعنی حج تو میت کی
طرف سے ایک شخص کو بھیجکے حج کرا لے میت کے مال سے اور شیخ فانی یعنی جسکی
قوت فنا ہوگئی ہو یا مریض کو جب بالتحقیق اپنی صحت سے یاس ہو جاوے تو واجب ہے
دینا ہر ایک روزہ کے فدیہ مین آدھا صاع گیہون یا دوسری چیز جو فطرہ مین معین ہے
اور اگر چاہے تو شہر رمضان کے اول مین دیدے اور چاہے آخر مین دے اور اگر
ایک فقیر کو سب فدیہ دیدے تو جائز ہے کیونکہ نہ تعدد فقیرون کی شرط ہے نہ مقدار

اگر شیخ فانی وغیرہ ہے پس صورت میں نذر ہو واجب ہے کہ صوم نہایت تو وہ اصل ہو اور
نذر واسطے ادا کا یہ مطلب ہے مثلاً شہر رمضان اور اسکی قضا اور نذر اور شیخ فانی وغیرہ
جو روزہ ہو اگر جیسا چاہے قدرت ہو تب قضا کرے اور روزہ نفل ادا یا قضا شروع
صحیح شروع کرنے سے اگر عذر نہ ہو تو اسکا تمام کرنا لازم ہوتا ہے لیکن اگر شروع کیا
روزہ واجب کے گمان سے اور بعد شروع کرنے کے معلوم ہوا کہ واجب ذمہ پر نہیں ہے
اور اسی وقت افطار کیا تو اسکی قضا نہیں ہے اگر شروع کرنے کے بعد ایک ساعت
گذر گئی تب افطار کیا تو قضا واجب ہوگی پھر اگر فاسد ہو جاوے اگرچہ فساد حیض
آنے کی جہت سے ہو تو صحیح تر روایت میں قضا واجب ہے مگر روزہ عیدین اور ایام
تشریق میں تمام کرنا اسکا لازم نہیں پس اسکی قضا بھی واجب نہ ہوگی اور اگر بلا عذر
تو روزہ نفل میں افطار کی رخصت ہے اور ضیافت بھی عذر ہے مہمان اور میزبان
دونوں کے لیے بشرطیکہ میزبان صرف حاضر ہونے سے مہمان کے راضی نہ ہو اور
ترک افطار سے اسکو رنج ہو اور یہ اپنے نفس پر قضا کرنے کا اعتماد رکھتا ہو لیکن
دوپہر کے بعد افطار نہ کرے مگر جب نہ افطار کرنے میں والدین کا عاق کردینا متصور ہو
تب [illegible] نہیں ہے اور بدون اجازت شوہر کے زوجہ کو روزہ نفل رکھنا مکروہ ہے
لیکن اگر زوج مریض یا صائم ہو یا مسافر ہو [illegible] تو جائز ہے اور اگر زوج نے زوجہ کا روزہ نفل
افطار کروا دیا تو قضا واجب ہوگی شوہر کی اجازت سے یا بعد جدائی کے اور
غلام کو بغیر اجازت مولی کے روزہ رکھنا مکروہ ہے اگرچہ آقا کو کچھ نقصان نہ پہنچتا ہو
اور آقا نے افطار کرا دیا تو آقا کی اجازت سے یا بعد آزادی کے قضا کرے اور
اگر مزدور کے روزہ نفل رکھنے سے مستاجر کا نقصان ہوتا ہو تو بلا اجازت روزہ جائز نہیں

اور مسافر نے افطار کی نیت کی ہو یا نہ اگر مقیم ہو جائے اور روزہ کی نیت کرے
نصف النہار شرعی اور کہانے سے پہلے تو صحیح ہی ہر صورت مین یعنی نفل ہو یا نذر معین
یا ادا ے شہر رمضان اور اگر اُس روزے کی نیت کی جس مین رات سے نیت کرنی
ضروری ہی مثلاً نذر معین وغیرہ تو وہ روزہ نفل ہوگا اور اگر یہ واقعہ شہر رمضان مین ہو تو
وہ روزہ شہر رمضان ہی کا واقع ہوگا اور اسی طرح واجب ہی مقیم پر تمام کرنا اُس روزہ
شہر رمضان کا جس روز مین سفر واقع ہو لیکن اگر افطار کرے تو کفارہ لازم نہین
دونون مسئلون مین یعنی مسافر کہ مقیم ہوا اور مقیم جسنے سفر کیا مگر اُس صورت مین
کہ اپنے شہر مین داخل ہو کسی بھولی ہوئی چیز کے لینے کو اور افطار کرے تو کفارہ دے
اور اگر روزہ دار نے صرف نیت افطار کی تو افطار کرنے والا نہو جائیگا جب تک
افطار نہ کرے اور قضا کرے روزے ایام بیہوشی کے اگرچہ تمام شہر رمضان مین
بیہوش رہا ہو لیکن جس روز یا جس روز کی شب مین بیہوشی طاری ہوئی ہو
وہ روزہ صحیح ہوا بشرطیکہ نیت کا یقین ہو ورنہ اُسے بھی قضا کرے اور حالت
جنون مین جسقدر ایام گذرے ہون اُنھین قضا کرے اور اگر تمام شہر رمضان مین
جنون سے افاقہ نہو تو مطلقاً قضا لازم نہین بلا خلاف اور اگر جنون نے
جملہ اوقات کو احاطہ کیا تو نہ قضا کرے پس اگر ایک ساعت کا بھی افاقہ ہو گو شب مین
یا بعد دوپہر کے تو قضا کرے اور یہ صحیح اور معتمد ہی کیونکہ یہ ظاہر الروایہ ہی اور متون
اسی پر متفق ہین اور اگر نذر کیے روزے ایام منہیہ کے یا اُس برس کے تو نذر
صحیح ہی مطلقاً مذہب مختار پر لیکن ایام منہیہ مین افطار کرنا واجب ہی پھر اُنکی قضا کرے
اور یہ اُسوقت ہی کہ نذر ایام منہیہ سے پہلے واقع ہوئی ہو پس اگر بعد ایام منہیہ کے

نصف نہار شرعی اول زمانہ طلوع صبح صادق سے غروب جرم آفتاب تک کا نصف ہی ۱۲ منہ عفی عنہ

مثلاً چودھوین ذی الحجہ مین نذر کی تو کچھ قضا نہ کرے اور اسپر صرف باقی سال کے یعنی تیرھوین ذی الحجہ کے
بقیہ دنون کے روزے لازم ہونگے اور یہی صواب ہے اور مطلقاً کے یہ معنی کہ ایام منہیہ کا
ذکر صریحا کیا ہو یا نہ کیا ہو اور جو زبان سے تلفظ کیا ہے وہ اسکا مقصود ہو یا نہو یعنے
اگرچہ چوک کے کچھ کا کچھ کہدیگا تب بھی نذر منعقد ہوجاویگی چنانچہ کسی شخص نے کہنا چاہا
کہ اللہ تعالی کے واسطے مجھپر روزہ ایک دن کا ہے اور بجاے ایک دن کے ایک مہینہ کہدیا
تو اسپر ایک مہینہ کے روزے لازم ہونگے اور اسی طرح اگر کوئی اور کلام بولنا چاہتا تھا
اور بجاے اسکے زبان سے نذر کا کلمہ کہدیا تو نذر لازم ہوگی کیونکہ نذر مین ہزل یعنی
بیہودہ بات بمنزلہ جد یعنی کوشش کے ہے مثل طلاق کے اور واجب کی جنس کو اپنے
نفس پر واجب کرنا نذر ہے اور نذر عمل زبان کا ہے اور صحت نذر کی یہ شرطین ہین کہ
معصیت نہو جیسے شراب پینی اور شرط ہے کہ نہ اسپر فی الحال واجب ہو جیسے وہ نماز روزہ
جو واجب ہوچکے ہین نہ آیندہ واجب ہو جیسے وہ نماز روزہ جو آگے واجب ہونگے اور
شرط ہے کہ اسکی جنس کا وہ واجب لعینہ ہو جو مقصود بالذات ہو یعنی کسی عبادت کا
وسیلہ نہو فصل اعتکاف کے معنی مرد کا ٹھہرنا کسی مسجد جماعت مین گو عاقل لڑکا ہو
یا عورت کا ٹھہرنا اپنے گھر کی مسجد مین وگرنہ تو گھر مین کسی موضع کو اعتکاف کے لیے
مقرر لینا جائز ہے اور کیا اعتکاف خنثی مشکل کا صحیح ہے اسکے گھر مین مین نے اس
مسئلہ کو نہین دیکھا اور ظاہر یہ ہے کہ صحیح نہین کیونکہ اسمین احتمال مذکر ہونے کا ہے اور
نفی خنثی کی باعتبار مونث ہونے کے مقتضی ہے کہ اسکا اعتکاف گھر مین کراہت کے ساتھ
جائز ہو اور باعتبار مذکر ہونے کے اس بات کو چاہتا ہے کہ کسی وجہ سے درست نہو
کہا ہے اسکو حلبی نے اور اعتکاف مین ٹھہرنا رکن ہے اور مسجد مین اعتکاف کرنا اور نیت

۸۹ یعنی جو قضا کی طرف سے واجب کیا گیا ہو ۱۲ ۹۰ نیت کی ہو میں نے اس اعتکاف کے کرنیکی جو مسلمان حاجت کے لیے یا محض اللہ تعالی کیلیے میں نے نذر مانی تھی ۱۲

شرط ہے اور مسلم اور عاقل ہونا یہ دونوں شرط نیت ہیں اور جنابت اور حیض اور نفاس سے
طاہر ہونا شرط صحت اعتکاف ہے اور فقط حالت اعتکاف نذر میں حیض اور نفاس سے
طاہر ہونا شرط صحت اعتکاف نذر ہے اور اعتکاف کی تین قسمیں ہیں ایک واجب ہے
اور اعتکاف واجب ہوتا ہے زبان سے تلفظ کر کے نذر کرنے سے خواہ نذر بدون
شرط کے ہو یا شرط کے ساتھ ہو اور دوم سنت موکدہ کفایہ ہے عشرہ رمضان کے اخیر
عشرہ میں اور تیسری قسم اعتکاف کی مستحب ہے جو اسکے سوا ہے اور ان ایام میں ہو
اور واسطے صحت اعتکاف واجب کے روزہ شرط ہے بالاتفاق بنا بر مذہب صحیح کے
اور واسطے صحت اعتکاف مسنون کے بھی روزہ شرط ہے پس اگر رات کے اعتکاف کی
نذر کی تو صحیح نہیں کیونکہ رات محل صوم نہیں لیکن اگر نذر میں رات اور دن دونوں کی
نیت کرے تو درست ہے کیونکہ اگرچہ رات محل صوم نہیں لیکن بسبب تابع ہونے کے دن میں
داخل ہے اور وہ یہ ہیں فرماتے ہیں کہ بی بی عائشہ رضی اللہ تعالی فرماتی ہیں کہ نہیں
اعتکاف مگر ساتھ روزے کے ابو داؤد اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے پوچھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ نذر کی تھی میں نے جاہلیت میں کہ اعتکاف
کروں گا میں ایک رات مسجد حرام میں فرمایا پوری کر نذر اپنی بخاری و مسلم تمسک
اسمیں دلیل ہے اسپر کہ واسطے صحت اعتکاف کے روزہ شرط نہیں اور قول حضرت
بی بی عائشہ کا حدیث مرفوع نہیں اور معارض اسکے ہے حدیث صحیحین کی کہ [illegible]
[illegible] شرط نہیں روزہ اسکا اور دلالت کرتی ہے اسپر کہ نذر جاہلیت کی اگر موافق ہو
حکم اسلام کے تو واجب ہوتا ہے پورا کرنا اسکا یہی مذہب اسکا [illegible] مذہب ہے اور امام احمد
اور [illegible] کا یہ ہے کہ [illegible] اعتکاف درست ہے [illegible] بالغ الصبیان [illegible]

نفل اعتکاف کی ایک ساعت ہے رات کی یا دن کی اور ساعت اصطلاح فقہا میں
ایک ادنی جزو ہے زمانہ کا نہ وہ چوبیسواں حصہ شب و روز کا جو منجموں کی اصطلاح ہے پس
اگر شروع کیا نفل اعتکاف میں پھر اسکو توڑ دیا تو اسکی قضا لازم نہیں بنا بر
ظاہر مذہب کے بسبب مدت معین نہونے کے اور نفل اعتکاف میں نکلنا جائز ہے
اسلیے کہ نکلنا اعتکاف کو ختم کرنے والا ہے نفل والے کے حق میں نہ باطل کرنیوالا
جیسا مذکور ہوا کہ نفل اعتکاف کی کمتر مدت ایک ساعت ہے اور اعتکاف واجب میں
مسجد سے نکلنا حرام ہے کیونکہ باطل کرتا ہے عمل کو لیکن واسطے حاجت انسانی کے
مضائقہ نہیں اور وہ حاجت خواہ طبعی ہو مثلاً بول و براز و طہارت مسجد کے
باہر جاکے کرنا اگر کوئی شخص خدمتی نہو تو گھر جاکے کھانا لانا اور خواہ وہ حاجت
شرعیہ ہو مثلاً خارج مسجد میں اذان کہنی گو یہ معتکف موذن نہو یا مثلاً واسطے نماز
جمعہ کے وقت زوال کے جانا مگر جامع مسجد دور ہو تو اپنی رائے سے اندازہ کرکے
ایسے وقت نکلنا کہ نماز جمعہ کو مع اسکی سنتوں اور خطبہ کے پاوے اور اس سے زیادہ
ٹھہرنا مکروہ تنزیہی ہے مگر راہ میں ذرا بھی دیر کی تو اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے اور اگر مریض کی
عیادت یا نماز جنازہ یا مجلس علم میں جانے کی نذر کے وقت نیت نہ کی اور گیا تو
اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے مگر جانے کی نیت کی اور گیا یا اعتکاف غیر واجب میں گو نیت نہ کی
اور گیا تو نہیں ٹوٹتا اور مسجد میں کھانا پینا سونا جائز ہے معتکف ہو خواہ غیر معتکف
مسافر ہو خواہ مقیم بشرطیکہ مسجد کو ملوث نکرے نہ روکے نہ قبلہ کی طرف پاؤں کرے
کیونکہ سونے میں یا سوائے سونے کی حالت کے بالغ یا لڑکے کا ایک پاؤں بھی
قبلہ کی طرف پھیلانا بدون عذر اور سہو کے مکروہ تحریمی ہے پس اگر عذر سے یا بھول کر پھیلایا

ف مفسدات و مکروہات نماز کے فروع میں مفصل منقول ہیں ۱۲ در مختار و شامی

تو مکروہ نہوگا اور مکروہ ہی پاؤن پھیلانا قرآن مجید یا کسی کتاب شرعی کی طرف مگر
یہ کہ کتاب مذکور کسی اونچی چیز پہ ہو یا دور ہو تو مکروہ نہین اور مکروہ تحریمی ہی اعتکاف مین
چپ رہنا اگر اسکو عبادت جانتا ہو ورنہ مکروہ نہین اور کلام حرام مثلاً غیبت سے
سکوت کرنا فرض ہی اور کلام مکروہ مثلاً شعر قبیح پڑھنے سے سکوت کرنا واجب ہی اور
مکروہ ہی اعتکاف مین بولنا مگر وہ بات جسمین گناہ نہو اور جس کلام مین گناہ نہین اسمین
کلام مباح داخل ہی جب اسکی طرف حاجت ہو اور مسجد مین کلام مکروہ ہی اسوقت کہ
کلام کے لیے اسمین بیٹھے اور مکروہ ہی مسجد مین معاوضہ مثل بیع شرا کے مگر معتکف کو
درست ہی بشرطیکہ اُس چیز کی حاجت اسکو یا اُسکی عیال کو ہو اور وطی کرنی قُبل اور
دُبر مین اعتکاف کا مفسد ہی منزل ہو یا نہو اور قصداً ہو یا بھول سے اور مساس اور
بوسہ سے بھی ٹوٹ جاتا ہی اگر منزل ہو ورنہ منزل ہو یا نظر یا فکر کرنے سے منزل ہو تو
نہین ٹوٹتا اور اگر دو یا زیادہ دنون یا راتون کے اعتکاف کی نیت کی تو اُتنے روز کا
مع اُتنی راتون کے اور اُتنی راتون کا مع اُتنے دنون کے پیاپے اعتکاف لازم ہوگا
اور اگر صرف ایک دن کے اعتکاف کی نذر کی تو صرف اُس ایک دن کا اعتکاف لازم ہوگا
اور اگر اُسکے ساتھ رات کی بھی نیت کی ہی تو دونون لازم ہونگے و اگر صرف ایک رات
اعتکاف کی نذر کی ہی تو یہ نذر صحیح نہ دن لازم ہوگا جب تک اُسکے ساتھ دن کی
نیت نہ کرے اور عرفہ کی رات اور قربانی کی راتین روز گذشتہ کی تابع ہین اور اُنکے
سوا ہر شب آیندہ اور شہر ذیحجہ کی بارھوین تاریخ کے بعد کی رات روز ما قبل کی تابع ہین
اسی واسطے تیرھوین شب مین امام کے نزدیک قربانی جائز ہی نہین اس لیے
جب شب و روز کے اعتکاف کی نذر کرے تب داخل ہو مسجد مین اعتکاف کے لیے

قبل غروب آفتاب کے وگر استثنا کرے رات کا تو داخل ہو مسجد مین قبل طلوع
فجر کے اور نکلے غروب آفتاب کے بعد اکثر عوام شہر رمضان کی ستائیسوین
شب کو شب قدر کہتے ہین احادیث اسپر دلالت کرتی ہین لیکن امام صاحب نے
یہ جواب دیا ہے کہ جس سال مین حضرت پیغمبر صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا
اُسمین لیلۃ القدر ستائیسوین کو ہوئی تھی اور مشہور قول امام صاحب کا یہ ہے کہ
تمام سال مین وہ دائر ہے اور اسی کا تائید کرنے والا ہے وہ قول جو حضرت شیخ محی الدین
ابن عربی نے فتوحات مکیہ مین ذکر کیا ہے کہ لوگون نے لیلۃ القدر کی تاریخ مین
اختلاف کیا ہے سو بعض کہتے ہین کہ تمام سال مین دائر ہے اور مین بھی یہی کہتا ہون
کیونکہ مین نے اسکو کبھی شہر شعبان مین دیکھا اور کبھی شہر ربیع مین اور اکثر
شہر رمضان کے عشرہ اخیرہ مین اور ایک بار اسکے عشرہ اوسط مین اور کبھی جفت
اور کبھی طاق راتون مین سو مجھکو یقین ہے کہ وہ سال بھر مین دائر ہے اور واضح ہو کہ
لیلۃ القدر بڑے مرتبہ کی رات ہے اسکی طلب مستحب ہے اور وہ سال بھر مین افضل شب ہے
قرآن مجید مین اسکو ہزار مہینے سے افضل فرمایا ہے اور عمل خیر اسمین ہزار عمل کے
برابر ہے بہ نسبت دوسرے اوقات مین کرنے کے مسلمانون مین سے جسکو حق
تعالی چاہتا ہے یہ دولت نصیب کرتا ہے اور بعض مالکیہ سے جو مروی ہے کہ اسکو دیکھنا
ممکن نہین وہ غلط ہے پس جو شخص شب قدر کو دیکھے چاہیے کہ چھپاوے اسکو اور
اخلاص سے یہ دعا کرے اللھم انا نسألک الاخلاص فی القول والعمل
وحسن الختام عند انتہاء الاجل اور خلاصہ حدیث کا یہ ہے کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کو
حضرت صلعم نے شب قدر دیکھے تو یہ دعا کرنی سکھائی اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی

فاعف عنی روایت کیا اسکو پانچون نے سوا ابی داؤد کے اور صحیح کہا اسکو ترمذی اور حاکم نے اور مظاہر الحق مین مذکور ہے کہ لکھا ہے علما نے کہ جو کوئی ایک سال تمام کی شب بیداری کرے وہ پاویگا اسکو انشاء اللہ تعالی اور بعضے علما نے لکھا ہے کہ اس رات کی علامتین ہین کہ استنباط کیا ہے انکو احادیث اور آثار سے اور پایا ہے بعضی علامتون کو اسکے اہل نے طبری نے ایک قوم سے نقل کیا ہے کہ اس رات مین درخت سجدہ کرتے ہین اور زمین پر گر پڑتے ہین پھر بجا اپنے خود آجاتے ہین اور سجدہ کرتی ہے اسمین ہر چیز اور صواب یہ ہے کہ اس رات کے پانے مین ان امورات کا دیکھنا شرط نہین بہت لوگ اس رات کو پاتے ہین اور نہین دیکھتے انمین سے کوئی چیز اور روا ہے کہ دو آدمی ایک جگہ ہون اور دونون اس شب کو پاوین اور ایک کو معلوم ہو ان چیزون مین سے اور دوسرے کو کچھ نہ معلوم ہو اور بڑی علامت یہ ہے کہ توفیق ہو اسمین ذکر اور عبادت اور مناجات اور خضوع اور خشوع اور حضور اور اخلاص کی اور مختار یہ ہے کہ معتبر شب بیدار رہنا اکثر شب کا ہے اور تمام رات بیدار رہنا افضل و کامل تر ہے اگر باعث مرض اور ملال اور خلل کا ادائے فرائض اور سنتون موکدہ مین نہو اگر ہو تو جسقدر توفیق قیام کی پاوے مقصود حاصل ہے

کتاب الحج مستطیع پر فوراً ایکبار حج فرض ہوتا ہے اور شرائط حج کی تین قسم ہین ایک شرائط وجوب حج کے اور دوسرے شرائط وجوب ادائے حج کے اور تیسرے شرائط صحت حج کے سو شرائط وجوب کے آٹھ ہین بنا بر قول صحیح تر کے اسلام اور عقل اور بلوغ اور حریت اور وقت یعنی مہینا حج کا ہونا اور قدرت زاد اور قدرت راحلہ اور فرضیت حج کا علم دار الحرب مین اور شرائط وجوب ادا کی پانچ ہین بنا بر قول

یعنی حج کے صحت جسم اور بصیر جو قید نہو اور امن راہ بیشتر ہونا قافلہ چلنے کے وقت
اور امن راہ سے مراد یہ ہے کہ لوگ اکثر باسلامت جاتے آتے ہون اور عورت
اگرچہ بڑھیا ہو اُسکے حق مین دو شرطین زیادہ ہین ایک عدت سے خالی ہونا اور شوہر
یا محرم جوان متقی کا بے جبر ساتھ ہونا اور شرائط صحت حج کے چار ہین احرام حج اور
زمانہ خاص اور مکان خاص اور اسلام **فصل فرائض حج کے** احرام شرط ہے
باعتبار ابتدا کے اور رکن کا حکم ہے باعتبار انتہا کے دوم وقوف یعنی ٹھہرنا عرفات پر
سوم اکثر طواف زیارت کرنا اور وہ چار طواف ہین اور یہ دونون رکن ہین
واجبات حج کے مزدلفہ مین ٹھہرنا اور صفا اور مروہ مین سعی کرنی یعنی دوڑنا
اور مینارون پر کنکریان مارنی اور مسافر کو رخصت کا طواف کرنا اور سر منڈانا یا
بال کترنے اور میقات سے احرام باندھنا اور عرفات پر غروب آفتاب تک ٹھہرنا
اگر دن مین ٹھہرا ہو یعنی کچھ دن اور کچھ رات کے ٹھہرنے کو جمع کرنا اور شروع کرنا
طواف کا حجر اسود سے اور داہنی طرف سے طواف شروع کرنا اور پیادہ طواف کرنا
اگر عذر نہو اور اگر محدث ہو تو وضو کر کے وگر جنب ہو تو غسل کر کے طواف کرنا اور ستر کر کے
طواف کرنا اور بقدر چوتھائی کمتر عضو کے عورت کے کھل جانے سے طواف
واجب مین ذبح کرنا واجب ہوتا ہے اور صفا سے سعی شروع کرنی اور سعی مد کو پیادہ پا
کرنی اگر عذر نہو اور قارن اور متمتع کو بکری کی ذبح کرنی اور بیت اللہ کے گرد
پھرنا سات بار گھومنے کے بعد دو رکعت نماز پڑھنی اور پہلے کنکریان مارنی پھر ذبح کرنا
پھر سر منڈانا پھر طواف زیارت کرنا اور ایام نحر مین زیارت کا طواف کرنا اور
طواف اسطرح کرنا کہ حطیم اُسکے اندر آجاسکے اور چار یا زیادہ طواف کے بعد سعی کرنی

اور مکان معین یعنی حرم مین اور زمان معین یعنی ایام نحر مین سر منڈانا اور مکروہات تحریمیہ سے اجتناب کرنا مثلاً بعد وقوف کے جماع کو اور سر ڈھکنے کو اور چہرہ ڈھکنے کو ترک کرنا اور قاعدہ کلیہ واجبات حج کے دریافت کرنے کا یہ ہے کہ جس فعل کے ترک کرنے سے حج کرنا واجب ہو سو وہ فعل واجب اور فرائض اور واجبات کے سوا سے باقی افعال سنت ہین اور مستحب **فصل میقات** یعنی جگہ احرام باندھنے کی مصر اور شام اور مغرب اور مدینہ والون کی ذوالحلیفہ اور تبوک کی راہ سے جحفہ اور نجد والون کی قرن ہے اور اہل یمن اور تہامہ اور ہند والون کی یلملم ہے اور اہل عراق کی ذات عرق ہے اور جو لوگ میقات کے اندر رہتے ہین اُنکے لیے زمین حل کی میقات ہے اور مکی کے لیے مکان احرام باندھنے کا تمام حرم اور مکان عمرہ کا زمین حل کی ہے **فصل** قران افضل ہے تمتع اور افراد اور عمرہ سے اُسکے بعد تمتع افضل ہے پھر صرف حج صرف عمرہ سے افضل ہے

تمت

خاتمہ کتاب از مصنف عمیم الشان سلمہ اللہ المنان

امابعد حمد خداوند جل وعلا و صلوٰۃ و سلام بر حضرت شفیع الورےٰ نبی محمد مصطفےٰ علیہ افضل التحیۃ والثناء آل والا دستگاہ و اصحاب دین پناہ کے بندہ امیدوار رحمت و غفران علی اشرف خان عفا اللہ عنہ العصیان ابن مولانا المولوی غلام حسین خان ابن مولوی محمد عبد القادر خان رحمۃ اللہ علیہما طالبان علوم دین و سالکان مناہج صدق و یقین پر آشکارا کرتا ہے کہ پہلے مین نے درمختار اور طحطاوی اور خصوص ردمختار وغیرہ سے بقدر امکان اس کتاب کی تصحیح کی

پھر واسطے مزید اعتبار کے جناب افادت مآب آفتاب اوج تحقیق نور خورشید
تدقیق امام وقت وحید زمانہ استاذنا و مولانا افادت معمور مولوی محمد شکور صاحب
مچھلی شہری ادام اللہ ارشادہ و ابقاہ اور حضرت مولانا و اولانا و ابینا مولوی
خادم حسین خان ابن مولوی عبد القادر خان طاب اللہ ثراہما و جعل الجنۃ
مثواہما کی نظر سے بھی گزری اور اصلاح سے قرین ہوئی امید خداوند ذوالمنن سے
یہہ ہے کہ سعی اس بے بضاعت کی مشکور کرے اور حسن صورت و سیرت
اس شاہد رعنا کی بیچ نظر قبول نظارگیان حقیقت شناس کے جلوہ گر فرمائے
آمین یا رب العالمین اس کتاب میں جو سہو و خطا ہوئی ہو اسکو بخش دے
اور اس کتاب کے پڑھنے پڑھانے والے کو خصوص محمد عبد القادر
اور محمد عبد المقتدر میرے پوتے اور محمد مرتضیٰ اشرف میرے نواسے کو
اپنا مقبول کر اور انکے گناہوں کو بخش اور واسطے یاد کرنے مسائل
فقہ شریف کے انکے ذہن کھول اور عالم با عمل کر اور دنیا و آخرت میں
انکا بھلا کر اور انپر اور سب مومنین اور مومنات پر رحمت کر
آمین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین
واللہم صل علی سیدنا محمد النبی الامی و آلہ
وبارک وسلم

خطبۂ جمعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ خَيْرُ الْوَرٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا ٥ اَمَّا بَعْدُ فَاُوْصِيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ وَنَفْسِيْ بِتَقْوَى اللّٰهِ فَاِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ وَدَوَامُ ذِكْرِ اللّٰهِ وَالشُّكْرُ عَلٰى نَعْمَاءِ اللّٰهِ وَالصَّبْرُ عَلٰى بَلَآءِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ٥ وَاعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ٥ وَاِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ٥ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ

جلسہ	وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥	

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونشہد ان
لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشہد ان محمدا
عبدہ ورسولہ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی
یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما اللہم صل
وسلم علی سیدنا محمد افضل صلواتک اعداد معلوماتک
وعلی الہ واصحابہ وازواجہ واولادہ واحفادہ اجمعین
خصوصا علی افضل الناس بعد النبیین ابی بکرن
الصدیق وعمر الفاروق وعثمان ذی النورین وعلین المرتضی
والحسنین وعلی سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء وعلی
عمیہ الکریمین وعلی کل من اختارہ اللہ بصحبۃ نبیہ
بالایمان وتابعہم بالاحسان ربنا اغفر لنا ولاخواننا
الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین
امنوا ربنا انک رؤف رحیم اللہ اکبر اللہ اکبر
لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

جلوہ گری تاریخ نورافشان تصنیف اشرف المسائل از ضیای طبع بلند
ماہ سپہر منازل تحقیق مہر تابان سماء تدقیق فقیہ عدیم المثیل
عالم بے عدیل و نبیل مولانا مولوی نجم الدین صاحب رئیس چہاکوٹ ہوزا
کتاب فقہ ہدی المتقین

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ وسلام علی عبادہ اصطفی من بعد اوپر طالبان مسائل دینیہ وخواستگاران شیوہ تقلید حنفیہ کے مانند آفتاب نصف النہار کے مبرہن دروشن ہو کہ اندنون مین کتاب مستطاب جسمین مسائل ضروریہ فقہ حنفیہ کے کمال توضیح اور بساطت کے ساتھ اردو زبان سلیس عام فہم مین مرقوم ہین اور یہ کتاب مبنی ہے اوپر چھ کتاب کے اول کتاب مین ایمان اور جو اُس سے متعلق ہے اُسکا ذکر ہے۔ دوم کتاب مین طہارت مطلق ارکان وضو اور اُسکی سنتین مستحبات آداب مکروہات منہیات بدعات۔ نواقض وضو اور مسائل غسل مفروض اور سنت وموجبات غسل۔ اور پانی وطہارت کنوین اور تیمم اور مسح موزہ اور احکام حیض ونفاس۔ ونجاست مطلق اور استنجے کے احکام بشرح وبسط مذکور ہین۔ سوم کتاب مین مسائل نماز۔ اذان شرائط نماز ارکان نماز۔ واجبات نماز۔ سنت نماز۔ مستحبات نماز۔ صفت نماز۔ اور قراءت کے احکام۔ امامت خلیفہ کرنے کے احکام۔ نواقض نماز۔ مکروہات نماز۔ نماز وتر ونوافل اور قبل وبعد نماز

پنجگانہ کی سنتین اور مستحبات۔ جماعت کی نماز۔ نماز
قضا کی ادا۔ سجدہ سہو۔ نماز مریض۔ مسافر۔ سجدہ تلاوت۔
احکام نماز جمعہ۔ عیدین۔ نماز کسوف وخسوف۔ نماز
طلب باران۔ نماز خوف۔ نماز جنازہ۔ احکام شہید۔
کعبہ مین نماز پڑھنے کی صورت کا ذکر ہے چہارم کتاب مین
زکوٰۃ مطلق ہر قسم کا بیان ہے پنجم کتاب مین روزہ
اور مفسدات روزہ۔ اور احکام اعتکاف کا مذکور ہے
ششم کتاب مین فرائض و واجبات حج کا بیان ہے
ایسی فقہ کی جامع کتاب سودمند عام جسکو بارہ سال کی
غور و محنت مین عالم دین پرور فاضل افاضت گستر
سرآمد علمای ذیشان برگزیدہ و مقبول جہان
مولوی علی اشرف خان صاحب خلف الصدق
مولانا مولوی خادم حسین خان مرحوم نے بڑی بڑی
کتابون فقہ سے مثل طحطاوی و فتاوی سے اور درمختار
و شامی وغیرہ سے ترجمہ کرکے تالیف فرمایا اور
کرۃ بعد اولی نظر فرماکر نام اسکا اشرف المسائل
معروف بجواہر اشرفی رکھا اب یہ کتاب ندرت خطاب بہمہ وجوہ
مکمل ہوکر حسب فرمائش مصنف ممدوح باہتمام لکھنؤ
ماہ جون سنہ ۱۸۰۵ع مطابق ماہ شعبان المعظم سنہ ۱۳۰۲ ہجری نبوی

مطبع نامی و مشہور نزدیک و دور منشی نول کشور مین
مطبوع ہوئی خدا بدلے بہتر اسکو جزا دے و جان اہل ایمان فرماوے
بمنہ و کرمہ

اطلاع

عقائد کے صفحہ اول مین یہ عبارت ہی کہ — اصل ایمان نہ زیادہ نہ کم ہوتا ہی — پھر
طبع کے بعد مولف نے اسقدر عبارت زیادہ کی ہی جس پاس یہ کتاب ہو وہ ان
لکھ لے — یعنی اجمالی اس لیے کہ ایمان اجمالی عبارت ہی اس تصدیق قلبی سے
جو حد یقین کو پہونچا ہو اور ظاہر ہی کہ یقین نہ زیادہ نہ کم ہوتا ہی کیونکہ اوپر یقین کے
کوئی مرتبہ نہین جو اسپر زیادہ ہو اور نیچے اسکے سہو ہی اور نسیان اور شک
پھر یقین نہ رہا لیکن ایمان تفصیلی زیادہ اور کم ہوتا ہی — شرح عقائد نسفی۔

غلطنامہ اشرف المسائل معروف بہ جواہر [illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰	۹	حق بین	حق ہین	۲۱۹	۵	نماز طہر	نماز ظہر
۱۲	۲	اسرائی	اسرئے	۲۲۵	۷	پڑھتے	بڑھنے
۱۳	۱۳	اوزندون	اورزندون	۲۲۶	۱۴	قربانی بے حکم	قربانی کو بے حکم
۲۵	۴	زیاتی	زیادتی	۲۲۸	۵	اشعیتہ لہ	اشفعیتہ لہ
۳۳	۳	خو	ہو	؍؍	۱۵	مکروہر	مکروہ ہر
۳۴	۱۴	اٹے وٹے	آنے والے	۲۳۳	حاشیہ ۳	حقیتے	حقیقتے
۴۵	حاشیہ ۲۶	مسک لختام	مسک الختام	۲۳۴	۶	ہذالقیاس	ہذا القیاس
۴۹	۱۸	کسی	اسی	؍؍	۱۶	اکیکے اکیکے	اکیلے اکیلے
۵۳	۱۶	توخیم	تو تیمم	۲۴۲	۴	کٹا کے	لٹا کے
۶۸	۱	کا تیمم	کا تو تیمم	۲۴۳	۱۲	پڑھی	پڑی
؍؍	۱۲	عوت کورہ	عورت مذکورہ	۲۴۶	۱	رسکے	رکھکے
۷۸	۱۹	ہر گر	ہرگز	۲۴۸	۶	اوسبب	اور سبب
۱۰۷	۲	اشارسے	اشارہ سے	۲۴۹	۵	سرمانا	سرہانا
۱۴۵	۲	دورکعت	دو رکعت	۲۵۳	۱۱	سرمانے	سرہانے
۱۵۹	۵	اگرحقیقت	اگر حقیقت	۲۵۶	۱	کہ پانی	کہا کہ پانی
۱۸۷	۳	اورست	درست	۲۶۱	۱۴	پڑاھنا	پڑھنا
۱۹۷	۵	ملند	مانند	۲۶۴	۱۷	لذاتہ	لذاتہ
۲۱۰	۳	ربا	رہا	۲۶۵	۸	کرسے	کرے
؍؍	۵	پنادرہ	پندرہ	۲۶۸	۵	معم	مع
۲۱۶	۱۹	اد	اور	۲۶۹	۳	پڑی	بھری

۲۹۶۵۳

۲۳۹۶

علی، اشرف ـ ۵۵۰ اشرف التفاسیر

۶۱۸۸۳

Date	No.	Date	No.
	۶۱۷۴		